

کتب خانہ
کلیہ جامعہ عثمانیہ

رہنمائے مسافرانِ ہند

حصہ اوّل

جس میں بغرض سہولیت مسافران و سیاحان
ہندوستان کے تمام بڑے اور چھوٹے مشہور مقامات کے
مختصر حالات مع کرایہ ریلوے و دیگر کوائف ضروری
کہ جن کی اطلاع کی ہر مسافر کو حاجت پڑتی ہے درج ہیں

پہلی مرتبہ سنہ ۱۹۰۴ء میں

منشی محبوب عالم ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور نے مرتب کیا

کارخانہ پیسہ اخبار لاہور کے خادم التعلیم سٹیم پریس میں
باہتمام منشی محمد عبد العزیز منیجر کے چھپا

قیمت فی جلد عہ

۷۸۶

دیباچہ طبع اوّل

اردو زبان میں آجتک اس قسم کی کوئی کتاب نہیں تھی کہ جس سے ہندوستان کے مسافروں اور سیاحوں کو اس وسیع مملکت کے مختلف شہروں قصبوں اور ریلوے سٹیشنوں کے ضروری معاملات اور قابل دید مقامات کا حال معلوم ہو سکتا۔ جس کے ذریعہ سے تمام ملک کی قابل دید عمارتوں۔ مسجدوں۔ مندروں۔ قلعوں۔ درگاہوں۔ مقبروں۔ شوالوں قدیم وجدید محلات اور سرکاری مکانات کی کیفیت سے واقفیت ہو سکتی جس سے مختلف شہروں کے مابین فاصلہ۔ اور وہاں تک لیجانے والی ریلوے لائنوں اور بڑے بڑے ریلوے سٹیشنوں کا پتہ ملتا۔ اور ساتھ ہی بمبئی۔ کلکتہ۔ اور مدراس سے ہندوستان کے ہر شہر تک اول دویم اور سوم درجہ کا ریل کا کرایہ بھی معلوم ہو سکتا۔ اور قدیم شہروں اور قدیم عمارتوں کے تاریخی حالات اختصار کے ساتھ ظاہر ہو جاتے۔ اور ہر ملت اور مذہب کے لوگوں کے تیرتھ تھان۔ زیارت گاہیں۔ اور دوسرے مذہبی اور تجارتی میلے۔ اور منڈیاں معلوم ہو جاتیں۔ چنانچہ اس مختصر سی کتاب میں مسافروں اور سیاحوں کو ایسی ہی مدد بہم پہونچانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس کتاب میں جو بڑی جلدی میں تیار کی گئی ہے۔ کئی نقص اور بعض غلطیاں بھی رہ گئی ہونگی۔ لیکن یہ امر پہلے ایڈیشن کے لئے ناگزیر تھا۔ انشاءاللہ دوبارہ چھاپنے کے وقت اس کتاب میں بہت سی اصلاح کیجائے گی۔ جو حضرات

اس کتاب کا مطالعہ کریں اور اس میں کوئی نقص یا فروگذاشت پائیں وہ نیازمند اڈیٹر کو فوراً اس سے اطلاع بخشیں تاکہ آیندہ اس کی اصلاح کیجاوے یوروپ میں جو اس قسم کی کتابیں مسافروں اور سیاحوں کی مدد کے لیے شائع ہوا کرتی ہیں ان میں ہمیشہ اصلاح اور ترقی ہوتی رہتی ہے۔ اور اسی لئے وہ ان ملکوں کے سیاحوں کو بڑی مفید ثابت ہوتی ہیں۔

یہ حالات زیادہ تر انگریزی گائڈ بکوں اور دوسری کتابوں سے ترجمہ کئے گئے ہیں۔ اس لئے ان میں زیادہ تر انگریزوں کی آسایش کیلئے ڈاک بنگلوں اور ہوٹلوں کا ذکر ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ دوسرے چھاپہ میں مندرجہ ذیل امور کے اضافہ کرنے کا خصوصیت سے خیال رکھا جاوے۔

۱۔ کون کونسی سرائے یا مسافرخانہ کسی شہر میں مسافر کے فروکش ہونیکے قابل ہے
۲۔ کیا کیا دیسی حرفت اور صنعت اس مقام سے مخصوص ہے۔ اور کس چیز کی منڈی یا پینٹھ یا تجارت گاہ یا مقام پیداوار ہے۔
۳۔ کون کون مذہبی میلہ یا تجارتی منڈی اس مقام میں لگتی ہے کہ جس کا پہلے اس کتاب میں ذکر نہیں۔
۴۔ اگر کوئی لوکل قابل دید عمارت اس کتاب میں درج ہونیسے رہ گئی ہو یا اُسکا کوئی ضروری حال درج نہیں ہوا تو درج کیا جاوے۔
۵۔ کسی شہر کی مشہور اور کام کرنے والی انجمنیں سبھائیں جلسے اور کلب اگر قابل ذکر ہوں
۶۔ ہر شہر کے نہایت نامور کارگزار اور قابل ملاقات یا زیارت لوگ کونسے ہیں۔

اگر مندرجۂ بالا چھ امور کے لئے کچھ بھی مصالحہ دوسرے اڈیشن کیلئے جمع ہوجاوے تو کتاب اس سے بھی زیادہ بیش قیمت ہو جائیگی۔ اور ملک کے اہل بصیرت بزرگوں سے اس کام میں اگر ذرا سی بھی ہمت کریں تو کافی مدد ملسکتی ہے۔

بندۂ محبوب عالم اڈیٹر پیسہ اخبار
لاہور۔

رہنمائے مسافرانِ ہند

(الف)

آبو (کوہ) یہ مشہور پہاڑی تفریحگاہ ریاست سروہی (راجپوتانہ) میں آبو روڈ اسٹیشن
کے شمال مشرق میں ۱۷ میل کے فاصلے پر واقع ہے سب سے بلند حصہ جو گورو
کی چوٹی کے نام سے موسوم ہے شمال میں سطح سمندر سے ۵۶۵۳ فیٹ اونچا ہے
راجپوتانہ مالوہ ریلوے کے اسٹیشن آبو روڈ سے یہاں تک عمدہ سڑک بنی ہوئی ہے۔
کلب فوجی بارکیں۔ ہسپتال۔ لارنس سکول نہایت خوبصورتی سے شمال مغربی گوشہ
کے بلند او نیچے سنگستانی قطعہ پر تعمیر کئے گئے ہیں یہ عمارت سطح سمندر سے چار ہزار اور
نیچے کی زمین سے تین ہزار فیٹ بلند ہیں۔ قریب آبادی دو پہاڑ بلحاظ اپنی عجیب مشابہت
کے نن (نقاب پوش راہبہ) اور ٹوڈ (مینڈک) کے نام سے مشہور ہیں یہ بستی چاروں
طرف سے بلند پہاڑوں سے گھری ہوئی ہے اس میں ایک خوبصورت جھیل نصف میل لمبی
نا کھی تلاؤ کہلاتی ہے جسے دراصل مرصع بجواہر جھیل کہنا چاہیئے۔ جھیل مذکور سطح سمندر
سے ۳۷۷۰ فیٹ بلند ہے۔

کوہ آبو کا دامن اور نشیبی مقامات تاریک گہرے ڈھ ہپنے رہتے ہیں۔ للگڑ بگر اور
چیتے کم مگر سیاہ ریچھ بکثرت ان پہاڑوں میں ملتے ہیں۔ لومڑی اور گیدڑ بالکل مفقود
ہیں۔ سانبھر کی قسم کا ہرن پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور چیتل دامن کوہ میں عام طور پر
پائے جاتے ہیں۔ خار پشت اور خرگوش بھی بہت ہیں۔ سانپ گو چوٹیوں پر زیادہ نہیں
تاہم پھن دار اور ایک اور قسم کا زہریلا سانپ یہاں پایا جاتا ہے۔ دیگر میدانوں
کے مقابلے میں موسم برسات میں بھی حشرات الارض کم ہوتے ہیں۔
سفید بشیر موسم سرما میں دیکھنے میں آتے ہیں۔ جنگلی طیور کم اور چکور شاذ و نادر ہوتے
ہیں کوہ آبو کی آب و ہوا سال کے زیادہ تر حصہ میں خوشگوار اور صحت افزا ہے۔

بستی کے شمال میں ایک میل کے فاصلہ پر دیول واڑہ تیسنے مندروں کی جگہ ہے اس میں پانچ جین مندر ہیں جن میں سے نہایت عظیم الشان ہیں۔ سب سے بڑا سہ منزلہ ہے۔ جو چوبیس پرتنکار میں سے پہلے دیوتا رشابہا ناتھ کا مندر ہے۔ جن کی جین مت کے لوگ پرستش کرتے ہیں۔

وہ مقدس مقام جہاں تیرتھنکار کا چومکھا بت ہے مسقف ہے اور چار دروازے رکھتا ہے۔ مغربی سمت دوہرا اور بقیہ تین اطراف میں ایک ایک رواق (منڈپ) بنا ہوا ہے۔ انہیں میں سے ہر ایک آٹھ آٹھ ستونوں پر قایم ہے۔ مزید براں گنبدوں کے مابین گوشے بھی چھ چھ ستون رکھتے ہیں۔ ان کے سوا صحن میں بھی چار چار ستون موجود ہیں۔ گو داخلہ کا ہر ایک رستہ سولہ سولہ ستون رکھتا ہے۔ صحن کے اندرونی ستونوں پر دوسری منزل کے ستون بنائے گئے ہیں مندروں کی یہ قطع وضع بیتے چار راستے بہت سے گنبد اور قطار در قطار ستون جینی مذاق کے خوبصورت عمارات کا بہترین نمونہ ہے۔ یہ خفیف سی ترمیم و تغیر و تبدل سے دیگر منادر کی قطع و ضع بھی اس سے استنباط کی جاسکتی ہے رشابہا ناتھ کے چومکھے بت کے شمال میں ایک اونچے چبوترے پر ایک اور بڑا مندر بغیر گنبدوں کا استادہ ہے۔ البتہ اُس کے منڈپ مسقف ہیں۔ عوام میں یہ پنجبا کے نام سے مشہور ہے چومکھہ مذکور کے جنوب مشرق میں ایک تیسرا مندر بلند دیواروں سے گھرا ہوا ہے۔ جو ڈیلاکا یا مندر ادیسوارا (رشابہاناتھ) کے اور گورکھلیچس کہلاتا ہے۔ چومکھے کی مغرب میں دو اور مندر ہیں جو ابو کے نفیس ترین منادر سے تصور کئے جاتے ہیں۔ پہلا ادیناتھا (جو رشابہاناتھ کا دوسرا نام تھا) کا مندر ہے۔ اس کے سامنے شمال میں نیمی ناتھ (بائیسویں تیرتھنکر) کا بت خانہ ہے۔

پہلے مندر کی تاریخ تعمیر کے متعلق مندرجہ ذیل فقرہ کتبہ میں لکھا ہوا ہے:
"سمت ۱۰۸۸ بکرم (۱۰۳۱ء) میں امبا کے لطف و عنایت سے ومالاشا نے ادی ناتھ کا یہ مندر تعمیر کیا۔ اور ۹ جیٹھ سمت ۱۳۷۹ (۱۳۲۱ء) کو اس کی مرمت ہوئی"
اور کئی بت خانوں کے کتبوں میں سمت ۱۲۳۵ (۱۱۷۸ء) تاریخ تعمیر مرقوم ہے۔ اور لکھا ہے کہ پورواڑ (جو خاندان پرگواتہ سے تعلق رکھتا تھا) نے یہ منادر

سستی ناتھ اور ارے ناتھ علے الترتیب سولہویں اور اٹھارہویں تیرتھنکار کے
بھائی ہیں و ما لشا اور وستو پالا کے تعمیر کردہ دونو مندر سنگ مرمر کے ہیں
اور ان تمام نقش ونگار اور زیب و زینت سے مرصع ہیں جن کا آن کے
زمانہ تعمیر کے وقت لوگوں کو علم تھا یا جہانتک فن انجنیری ترقی کرچکا تھا ان
کتبوں پر ولاسا کے مندر کی تاریخ تعمیر سنہ ۱۰۳۱ء لکھی ہے اور وستو پالا کے مندر
کی تعمیر سنہ ۱۱۹۷ء میں شروع ہوئی تھی جو سنہ ۱۲۴۷ء میں درجہ تکمیل کو پہونچی

آبو روڈ :۔ کوہ آبو کا ریلوے سٹیشن ہے ۔ جہاں سے کوہ مذکور ۱۷ میل کی
مسافت پر ہے ۔ سٹیشن پر ناشتہ کے کمرے (ریفرشمنٹ روم) کے علاوہ پاس
ہی ڈاک بنگلہ بھی ہے ۔ نیز پہاڑ پر بھی ایک آرام گاہ ہے سٹیشن سے گھوڑے
اور دیگر اقسام کی سواریاں مل سکتی ہیں ۔ آبو روڈ میں منی آرڈر سیونگ بنک
اور تار کے دفاتر موجود ہیں ۔ فاصلہ بمبئی سے ۴۲۵ میل ۔ کرایہ تقریباً علی الترتیب
۸-۲-۱۴-۱ اور ۶ روپیہ ہے ۔

اٹارسی جنکشن :۔ جی ۔ آئی ۔ پی ریلوے پر بمبئی سے ۴۶۴ میل دور اور
پندرہ گھنٹے کا راستہ ہے ۔ کرایہ ۲۹ - ۱۴ - ۱ اور سات روپئے ۔ کلکتہ سے ۷۲۰ میل
اور ۲۹ گھنٹے کا سفر ہے کرایہ ۸-۳ - ۱۴-۲ اور بارہ روپئے ہیں ۔ اور مدراس سے
۱۰۷۵ میل کے فاصلہ پر ہے ۔ کرایہ ۶۷-۳۳ ۔ اور پندرہ روپئے ہیں یہ جی آئی پی
اور آئی ایم ریلوں (جن میں بھوپال سٹیٹ ریلوے بھوپال اجنیرہ اور بینا گونا
وغیرہ داخل ہیں) کا جنکشن ہے ۔ یہ ہندوستان کی ریلوں کا تجارتی مرکز ہے ۔
اور یہ لائین وسطی شمالی ہند کے تمام اضلاع سے براہ راست تعلق رکھتی ہے
سٹیشن اٹارسی کے پاس ہی ایک سرائے ہے ۔ تانگے اور بیل گاڑیاں یہاں مہیا
آسکتی ہیں ۔

اٹاوہ :۔ ۷۷۰ میل دور اور ۲۳ گھنٹے کا راستہ ہے ۔ کرایہ ۴۲-۳۶- اور دس
روپیہ ہے ۔ بمبئی سے ۹۲۶ میل کی مسافت اور ۴۱ گھنٹے کا سفر ہے ۔ کرایہ ۹۰-۲۰
اور ۱۳ روپیہ ہے ۔ قابل دید عمارات وغیرہ یہ ہیں :۔
پرانا قلعہ جو گو منہدم ہو گیا ہے مگر اب بھی اس کی گذشتہ شان وشوکت کے

کچھ آثار باقی ہیں۔ جامع مسجد۔ ہیوم گنج (وسط شہر میں جدید چوک جس میں روئی و غلہ کی خرید و فروخت ہوتی ہے) دیگر بازار۔ عدالت مجسٹریٹی۔ پولیس چوکی۔ مشن ہوم شفاخانہ اس کے متصل "ہیوم ہائی سکول" ہے۔

مسٹر اے۔ آر ہیوم کئی سال تک اٹاوہ کے کلکٹر رہ چکے ہیں۔ دیسیوں کے قیام کے لئے ایک سرائے بھی بنی ہوئی ہے۔ یہ شہر گرد و نواح کے اضلاع مثلاً فرخ آباد۔ آگرہ۔ گوالیار۔ اور مین پوری سے پختہ سڑکوں کے ذریعے سے ملحق ہے۔ یہاں کی اشیائے تجارت روئی۔ گھی۔ غلہ۔ تیل۔ روغن تخم۔ اور دیگر اقسام کی زرعی پیداوار ہے

۱۸۵۷ء میں باغیوں اور مفسدوں کے دستے متواتر اس شہر سے گذرے جنہوں نے یوروپین حکام کو اٹاوہ چھوڑ کر قلعہ آگرہ میں پناہ گزین ہونے پر مجبور کیا لیکن رعایا اور ضلع کے تمام دیسی عہدہ دار آخر تک گورنمنٹ برطانیہ کے خیر خواہ و وفادار رہے۔ سول سٹیشن میں ایک چھوٹا سا ڈاک بنگلہ ہے۔ ہر سال عموماً نومبر کے مہینے میں اٹاوہ میں گھوڑوں اور مویشیوں کا میلہ ہوا کرتا ہے۔ اور دریائے جمنا کے کنارہ پر بہت چھوٹے چھوٹے اشنان کے میلے سالانہ ہوتے ہیں۔

اٹک:۔ ایک پرنسل قصبہ اور ریلوے سٹیشن ہے جو پشاور سے ۱۴ اور راولپنڈی سے ۵۵ میل کے فاصلے پر ہے۔ آبادی دو ہزار۔ یہاں ایک قلعہ بھی ہے جو دریائے سندھ کے کنارے عین اس بلند مقام پر بنا ہوا ہے جہاں دریا کابل دریائے سندھ سے آکر ملتا ہے۔ مسلمان مورخ اسے اٹک کہتے ہیں۔ یہاں بہت سی یوروپین فوج رہتی ہے۔ سرحد کی فوجی سڑک پر اٹک ایک مضبوط اور با وقعت جنگی چوکی ہے۔ پل کے نیچے مال تجارت اور لوگوں کی آمد و رفت کے لئے رستہ بنا ہوا ہے۔ یہاں ایک ڈاک بنگلہ بھی ہے۔

اجمیر:۔ "بی بی" اور "سی۔ آئی" ریلوے سے احمد آباد وہاں سے راجپوتانہ مالوہ ریلوے کے ذریعے سے اجمیر پہونچتے ہیں۔ بمبئی سے ۶۱۵ میل دور ہے اٹھائیس گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۴۳۔ ۲۲۔ اور ۸ روپئے ہے بوجہ قدامت یہ نہایت مشہور شہر ہے اور ایک وادی میں بسا ہوا ہے۔ آس پاس کے

پہاڑوں کا نظارہ نہایت خوشنما ہے۔ ان میں سے ایک "سرا گڈھہ" نامی کی چوٹی وادی زمین کی سطح سے اکھزار اور سطح سمندر سے تین ہزار فیٹ بلند ہے۔ اجمیر ایک پہاڑ کی نشیبی حصہ میں واقع ہے۔ جس کے گرد پتھر کی شہرپناہ بنی ہوئی ہے اس دیوار کے شمال و مغرب میں پانچ بلند اور مستحکم دروازے ہیں۔ اجمیر میں بہت سی عظیم الشان مسجدیں اور مندر ہیں" اعرار الدین کا جھونپڑا" جو ایک مسجد ہے مسلمانوں کی ابتدائی طرز تعمیر کا بہترین نمونہ ہونے کی وجہ سے قابل دید عمارت ہے۔ سمت جنوب میں خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ ہے جسے ہندو اور مسلمان دونوں عزت و حرمت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ اس درگاہ کی عمارت میں سے ایک کسیقدر منہدمہ مسجد بھی ہے جو اکبر بادشاہ نے تعمیر کروائی تھی۔ ایک اور مسجد جو سنگ مرمر کی ہے اور شاہجہاں بادشاہ کی بنوائی ہوئی تھی اب تک اپنی شان و شوکت کو لئے ہوئے ہے خواجہ صاحب کی درگاہ ایک مربع سقف بہ گنبد عمارت ہے۔ جس کے دو دروازوں میں سے ایک نقرئی محراب سے مزین ہے۔

شہر کے مغرب میں ایک وسیع اور خوبصورت مصنوعی جھیل" انا ساگر" کے نام سے مشہور ہے چھ سو گز طویل اور ۳ گز عریض بند سے پانی کی دھاروں کی پشتہ بندی کی ہے موسم برسات میں یہ جھیل چھ میل تک پھیل جاتی ہے روش باغ جس کی بنیاد جہانگیر نے سولہویں صدی میں اس جھیل کے قریب رکھی تھی اب چیف کمشنر اجمیر کی قیام گاہ ہے۔ سنگ مرمر کا ایک سفید ویران چبوترہ جہاں سے شہر کا تمام نظارہ دکھائی دیتا ہے انا ساگر کے متصل بنا ہوا ہے اس آئینہ ساں چبوترے میں آس پاس کے پہاڑوں کا عکس صاف نظر آتا ہے۔

اجمیر کے جنوب میں ساڑھے تین میل کے فاصلے پر ایک اور جدید تالاب "فوکی ساگر" کے نام سے موسوم ہے۔ باغ عامہ اور میو کالج بھی قابل دید مقامات ہیں کالج مذکور ریاست ہائے راجپوتانہ کے شہزادوں کی تعلیم کے لئے قایم کیا گیا ہے۔ جن کی خوشنما کوٹھیاں اور مکانات چاروں طرف سے

کالج کو گھیرے ہوئے ہیں۔ ریلوے سٹیشن پر ریفرشمنٹ اور آرام دہ ویٹنگ روم موجود ہے۔ مزید براں ایک ڈاک بنگلہ بھی ہے۔ سٹیشن اور شہر کے دیگر حصوں سے ہر وقت گاڑیاں ملسکتی ہیں اجمیر سے سات میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں میں ہر سال سمہ ماسادہ نمائش اسپاں ہوا کرتی ہے جو راجپوتانہ کی ایک مشہور نمائش ہے اور اس میں دور دور سے گھوڑے آتے ہیں۔

اجنٹا کے غار۔ ان کے معائنہ کے لئے جانے کا بہترین راستہ یہ ہے کہ مدبر جی۔ آئی۔پی ریلوے پچورہ پہونچیں وہاں سے بیل گاڑی میں سوار ہوکر فردیہ پور جائیں جس کے نواح میں ان غاروں کا معائنہ کیا جاسکتا ہے سٹیشن پر ایک چھوٹے سے ویٹنگ روم کے علاوہ ڈاک بنگلہ بھی ہے۔ تانگہ کے ذریعے سے بھی فردیہ پور پہنچنا ممکن ہے۔ مگر سڑک خراب ہونے کی وجہ سے سیاح کو تکلیف ہوتی ہے۔ عمدہ طریقہ یہ ہے کہ چار بجے صبح کے پچورہ سے روانہ ہوکر سندوری میں جو ۱۸ میل کے فاصلہ پر ہے دوپہر کو مکان مدرسہ یا درخت کے نیچے (کیونکہ یہاں کوئی ڈاک بنگلہ نہیں) آرام کریں۔ اور بقیہ مسافت تیسرے پہر سے شام تک ختم کریں۔ سیاح کو بچھونا۔ غذا اور ملازم ہمراہ لیجانے چاہئیں عمدہ بچھونے دیسی گاڑیاں اور تیز رفتار بیل معاملتدار پچورہ کو خط وکتابت کرنے سے مل سکتے ہیں۔ سندوری میں بیل تبدیل کرنے سے تمام مسافت آٹھ گھنٹے میں طے ہوسکتی ہے۔ فردیہ پور میں ڈاک بنگلہ بھی موجود ہے غاروں کا راستہ دکھلانے کے لئے ایک گائیڈ (رہنما) بھی وہاں ملجائیگا۔ مذہب بدھ کے یہ غار تعداد میں ۲۹ ہیں۔ زمانہ قدیم میں چٹانوں کو کاٹ کاٹ کر ان میں مندر بنائے گئے ہیں۔ جن غاروں کا ہم ذکر کر رہے ہیں یہ ہندوستان کے غاروں کی تعمیرات کا عجیب وغریب نمونہ ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ نمبر ۱-۲-۶-۹-۱۰-۱۱-۱۲-۱۴-۱۹-۱۰ اور ۲۰ کے غار کے اندر ان کے مندر چودہ سو سال کی قدامت رکھتے ہیں۔ غارہائے مذکورہ زمانہ بدھ کے اہل ہند کی مذہبی وسوشیل حالت کا دلچسپ مرقع ہیں۔ احمد نگر سے براہ اورنگ آباد اور جالندھر سے بھی ان غاروں کا راستہ جاتا ہے۔

فردم پور (یا فرداپور) سے گھوڑے کی سواری پر ساڑھے تین میل راہ طے
کرکے لینا پور پہونچتے ہیں جہاں یہ غار واقع ہیں۔ ۲۹ میں سے ۲۴ خانقاہیں
(وہارا) اور ۵ مندر (چیتیا) ہیں جو کہ ٹھوس چٹانوں کو کاٹ کر بنائے
گئے ہیں۔ اور بڑے بڑے ستونوں پر قایم ہیں۔ اور ان کے اندرونی بُت
اعلےٰ درجے کے رنگ و روغن رکھتے ہیں۔

وہ پانچ مندر جو لوگوں کی پرستش کیواسطے کاٹے گئے ہیں علی العموم جس
قدر عریض ہیں اُس سے دگنی طوالت رکھتے ہیں ان میں سب سے بڑا ساڑھے
چورانوے فیٹ لمبا اور سوا اکتالیس فیٹ چوڑا ہے مندروں کا اندرونی
انجام مدور۔ اور چھتیں بلند اور گنبد نما ہیں۔ بعض چھتوں پر نمایشی چوبی شہتیر
لگائے گئے ہیں جن چھتوں میں لکڑی استعمال نہیں کی گئی۔ وہیں سنگی
چھتوں کو کاٹ کر شہتیروں کا نمونہ بنایا ہے۔ کثیر التعداد ستون مندر کے
اندرونی حصے سے راستہ کو جدا کرتے ہیں۔

نہایت قدیم غاروں کے ستون ہشت پہلو طرز کے بلابیل وکیپٹل کے ہیں۔
اس کے بعد کے زمانے کے ستون بیس وکیپٹل دونوں رکھتے ہیں۔ ان ستونوں
کی آرایش و زیبایش میں صنعت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا۔ غار
کے مدور انجام پر بُت نظر آتا ہے۔ جو یا تو پُرصنعت ہوتا ہے یا سادہ۔

پیروان بدھ کی ۲۴ خانقاہیں عموماً مربع وضع کی ہیں۔ ان غاروں کو
ستونوں کی قطار بنائی ہوئی ہے۔ جو یا تو اندر کیطرف غار کے گرد استادہ
ہال یا غار کے درمیانی حصہ کو اندرونی راستہ سے جدا کرتے ہیں یا چار برابر برابر
فاصلے کے حصوں پر منقسم ہیں۔ وسط کے بڑے ہال کے عقب میں حجرہ ہوتا ہے جس
میں مہاتما بدھ کا بُت ایک تخت پر جلوہ افروز نظر آتا ہے۔ بقیہ ہر سہ اطراف میں اس
مذہب کے پجاریوں کے رہنے کے لئے غار بنے ہوئے ہیں۔ کیا خانقاہیں اور کیا
مندروں کے غار پورے طور پر درجۂ تکمیل کو پہونچے ہوئے نہیں معلوم ہوتے۔ انکی
اندر باہر رنگ پھرا ہوا ہے۔ تب بھی سرخ رنگ میں شرابور دکھائی دیتے ہیں۔
چھبیس نگین کتبے غار کے اندر اور آٹھ باہر پہاڑ کی چٹانوں پر کندہ ہیں جو سنسکرت

اور نگاری حروف میں ان کے پرہیزگار بانیوں کو شہرت عام و بقائے دوام کا تاج پہناتے ہیں۔

خانقاہوں کے صرف دروازے منقش ہیں۔ البتہ مندروں کی در و دیوار پر نقش و نگار تراشنے میں بہت کچھ کوشش کی گئی ہے۔ بتوں کی ساخت چنداں نفیس نہیں جو بدھ یا اوس کے کسی مناد کے نشست و برخاست کی مختلف حالتوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور اپنے پیروؤں کو ہدایت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

غارہائے اجنٹا کے یہ مندر اور خانقاہیں پیروان بدھ کی آٹھ سو سال کی دستکاری و صنعت کی حالت کو نہایت عمدگی سے ظاہر کرتے ہیں۔

اشوک کی تخت نشینی کے وقت سے اس مذہب کے ہندوستان سے خارج ہونے کے زمانہ تک سنگتراشی میں ان کی بتدریج ترقی کا یہ بہترین آئینہ ہیں۔ بعض محققوں کے خیال میں نہایت پرانے غار حضرت مسیح کی پیدائش سے بھی دو سو سال پیشتر کے ہیں۔ سب سے جدید غار غالباً ساتویں صدی عیسوی میں بنائے گئے تھے۔ ان سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ مذہب اپنے رقیب برہمنی مذہب پر کہاں تک غالب آگیا تھا۔ پھر اخیر میں برہمنی مذہب نے اُسے ہندوستان سے خارج کر دیا برٹش گورنمنٹ نے جو مسٹر گل سے اجنٹا کے غاروں کے نقشے تیار کروائے تھے بدقسمتی سے ۱۸۶۶ء میں کرسٹل پیلس لنڈن کی آتشزدگی میں تلف ہو گئے مگر ان میں سے بعض نقشے مسٹر سپیر کی کتاب "زمانۂ قدیم میں اہل ہند کے طریق زندگی" میں محفوظ ہیں۔

غارہائے اجنٹا کے کُل و تمام و کمال نقشے تیار کروانے کیواسطے کوشش کر رہی ہے۔ ان غاروں کے مزید حالات کیواسطے مندرجہ ذیل دیکھو:۔

مسٹر برگس کی رپورٹ مسٹر گرفتھ کی "ہندوستانی عمارت" مسٹر فرگوسن "تاریخ تعمیرات ہند" برگس کی تصنیف "اجنٹا کے بدھ غار" اور اسی مصنف کی کتاب الموسوم بہ "مغربی ہند میں مناد رغار"

احمد آباد:۔ یہ شہر بی" اور "سی آئی" ریلوے پر بمبئی سے بمسافت ۳۰۷ میل آباد ہے۔ براہ ریل ۱۲ گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۱۹-۹ ،۸ درجہ دوم

یہ راجپوتانہ مالوہ ریلوے کا جنکشن ہے۔ پالن پور۔ کوہ آبو۔ اجمیر۔ آگرہ۔ دہلی اور شمالی ہند کو جانے والے مسافر یہاں گاڑی تبدیل کرتے ہیں۔ ریفرشمنٹ روم کے علاوہ یہاں وٹینگ روم بھی ہے جس میں مسافران آرام کر سکتے اور سو سکتے ہیں۔ سٹیشن پر ڈاک بنگلہ بھی موجود ہے۔ گاڑیاں ہر وقت مل سکتی ہیں

سلطان احمد شاہ نے ۱۴۱۱ء میں اس شہر کی بنیاد رکھی تھی۔

کثیر التعداد شاندار مساجد۔ سلاطین شاہان گجرات کے مقابر اور تاریخی عمارات اس شہر کی زیب و زینت کو بڑھا رہے ہیں۔ جن کی وضع و قطع اور طرز ساخت کی تعریف میں سیاح رطب اللسان ہیں۔

احمد شاہ کی جامع مسجد اور رام سپاری و مظفرخاں کی مساجد نیز مینی مسجد نہایت عظیم الشان اور نظرفریب ہیں۔ یہاں بالاوسط تقریباً ۱۲۔ انچ سالانہ بارش ہوتی ہے۔

۱۸۹۹ء و ۱۹۰۰ء کی خشک سالیوں نے احمد آباد و گجرات کو بے چراغ کر دیا ہے۔ چھاؤنی شہر سے ساڑھے تین میل کے فاصلہ پر ہے جہاں تک ایک فراخ و کشادہ سڑک جاتی ہے۔ جس کے دونوں طرف درخت نصب ہیں

۱۸۱۸ء میں یہ شہر انگریزوں کے قبضے میں آیا۔ ڈاکخانہ۔ سیونگ بینک۔ تار۔ بنک۔ ہسپتال۔ شفاخانہ کے سوا مدارس بھی یہاں بکثرت ہیں۔ ایک چشمہ اور ایک مستطیل جھیل کے علاوہ دیگر بہت سے عام دلچسپی کے مقامات ہیں۔ گجرات میں احمد آباد اول درجہ کا اور احاطہ بمبئی میں دوم درجہ کا شہر ہے۔

شہنشاہان دہلی کے سپہ سالاروں نے چودھویں صدی کے اخیر میں گجرات کو فتح کیا تھا۔ رفتہ رفتہ یہاں کے صوبے دار طاقتور اور خود مختار ہوتے گئے اور انھوں نے ایک علیحدہ سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ خود مختار فرماں رواؤں کے دوسرے بادشاہ احمد شاہ نے چند ہندو قصبات کی جگہ دریائے سابرمتی کے کنارے پر احمد آباد بسایا۔ اور اس کا نہایت مضبوط و خوشنما قلعہ بنایا۔ شہر کے کشادہ اور خوشنما تعمیر کروائے۔ سنگ مرمر اور تعمیر کا دیگر قیمتی سامان دور دراز مقامات سے منگوائے۔

سرنبلک مساجد اور محلات اور مقابر کی تیاری میں صرف کیا۔ سوداگران کپڑا بننے والوں صناعوں اور دستکاروں کی حوصلہ افزائی کرکے ان سے احمد آباد کو صنعت و حرفت اور تجارت کا مرکز بنا دیا۔

چودہویں صدی کے بقیہ حصہ میں احمد شاہ کے بیکس متمول اور کامیاب جانشینوں کی حسن و توجہ و دلچسپی سے احمد آباد قد و قامت عمارات اور دولت میں روز افزوں ترقی کرتا گیا۔

سلطان محمد گیدا کے بعد جس کا ۱۵۱۱ء میں انتقال ہوا اس سلطنت کا آفتاب اقبال غروب ہونا شروع ہوا۔ سلاطین گجرات کی طاقت آمدنی اور تجارت کو پرتگیزوں کے مقابلے اور امرا کی بغاوت نے سخت صدمہ پہونچایا۔ امرائے گجرات نے ۱۵۷۲ء میں اکبر کو اس ملک کی تسخیر کی ترغیب دلائی تھی۔ فوج خفیف سی مزاحمت کے بعد شہر میں داخل ہوگئی۔ اکبر نے گجرات میں ایک صوبہ دار مقرر کردیا۔ دور مغلیہ میں احمد آباد کی خوشحالی دن بدن بڑھتی گئی۔ ۱۶۹۵ء میں یہ صناعوں اور دستکاروں کا مرکز تسلیم کیا جانے لگا۔ اور ایک ایسا عظیم الشان شہر بنگیا کہ جسے صنعت و حرفت میں ہندوستان کا رئیس کہنا بجا ہوگا۔ کیونکہ یہاں کے ریشمی اور طلائی اشیاء جس میں عجب طور سے بیل اور پھول پتے وغیرہ منقش ہوتے تھے بجائے خود بے نظیر تصور کئے جاتے تھے۔ جب ۱۷۰۷ء میں دست زوال نے سلطنت مغلیہ کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے شروع کئے۔ تو اسوقت احمد آباد میں بھی عام بدنظمی طوایف الملوکی اور پریشانی کا بازار گرم ہوگیا۔

۱۷۲۰ء سے ۱۷۳۰ء تک امرائے دربار شاہی اس صوبہ پر متصرف ہونے کے لئے باہم معرکہ آرائیاں کرتے رہے۔ ان دس سالوں میں مرہٹوں نے بھی کئی مرتبہ لوٹ مار کی۔ آخر ۱۷۵۳ء میں مرہٹوں نے احمد آباد پر قبضہ کرلیا۔ تقریباً ۲۰ سال تک وہ اس پر حکمراں رہے۔

۱۷۸۰ء میں انگریزوں نے اس شہر کو فتح کرکے پھر مرہٹوں کے حوالہ کردیا۔ جو کہ ۱۸۱۸ء تک اسپر مسلط رہے۔ جبکہ برٹش گورنمنٹ نے پیشوا کی طاقت کو نیست و نابود کرکے احمد آباد کو مستقل طور سے اپنے سایہ عاطفت میں لے لیا۔

مسلمانوں کے فن انجنیری نے ہندوستان میں جو صورت اختیار کی اس کے لحاظ سے احمد آباد سیاحوں کے ایک دلچسپ منظر ہے اور رہے گا۔ صدیوں کی تہذیب و شائستگی سے گجراتیوں نے فن تعمیر میں وہ کمال پیدا کیا تھا کہ فاتح مسلمانوں کی انجنیری کو فروغ پانے میں انھیں چنداں دقت پیش نہ آئی۔ چنانچہ احمد آباد کے مسلمان بادشاہوں کی عمارتیں اہل ہنود و اسلامی دونوں طرزوں کا مجموعہ ہیں۔ گجرات کے دیسی کاریگروں نے عمارات کے اسلامی خاکہ و نقشہ میں دیسی صنعت اور دستکاری ایسی قابلیت سے ممزوج کی کہ ان مشترکہ طرز کی عمارات نے اپنے حسن و دلربائی کی وجہ سے ہندوستان کی تاریخ تعمیرات میں خاص درجہ حاصل کرنے کا استحقاق پیدا کیا۔ یہاں کی مساجد کے نقش و نگار اور ان کے میناروں کی خوبصورتی کسی زمانے اور کسی وقت کی گلکاری و میناروں سے پیچھے نہیں۔

استوردروازے قریب رانی اسنی کی مسجد ہے جو اپنے قسم کی دنیا کی نہایت خوبصورت مساجد سے ہے اور جسے احمد آباد کا سرمایہ فخر و ناز کہنا ذرا بھی مبالغہ نہیں۔ جیت خاں کی مسجد دروازہ جمال پور کے متصل واقع ہے۔ یہ اس لحاظ سے دلچسپ ہے کہ سب سے پہلے اسی کے بنانے میں اہل ہنود اور مسلمانوں کی طرز و تعمیر کو متحد کیا گیا تھا۔ ملکہ کی مسجد مرزا پور میں دہلی دروازے کے قریب ہے مسٹر فرگوسن کے خیال میں اس کا خاکہ رانی اسنی کی قبر کے نقشہ سے بہتر ہے۔ شہر کے باہر مندرجہ ذیل قابل دید مقامات ہیں۔

دادا ہری کا کنواں ۔ یہ کنواں ۱۹۲ فیٹ طویل اور ۴۰ فیٹ عریض ہے شرقی گوشے کے ایک گنبددار مقام سے آٹھ سیڑھیاں ایک مسقف گیلری کو جاتی ہیں یہاں سے نو سیڑھیاں دوسری گیلری کو جاتی ہیں۔ پھر آٹھ سیڑھیاں تیسری گیلری میں جو سب سے نیچے اور سطح آب سے دو یا تین فیٹ بلند ہے پہنچتی ہیں ہر ایک سیڑھی دیگر اطراف کی سیڑھیوں سے جا ملتی ہیں جہاں سے دیگر گیلریوں میں پہنچ سکتے ہیں۔

شاہ عالم یہ جنوب شہر کے چند عمارات مثلاً قصر مسجد اور دیوان عام

کے مجموعہ کا نام ہے۔ جن کے گرد ایک بلند دیوار کھچی ہوئی ہے۔ سمت شمال سے دو خوبصورت سنگی دروازوں کے ذریعہ سے اس احاطہ میں داخل ہوتے ہیں جس میں ایک حوض بھی بنا ہوا ہے اُس کے بائیں طرف اور احاطہ کے وسط میں شاہ عالم کا مقبرہ ہے۔ اس کا نقشہ نہایت العفریب ہے سا تویں صدی کی ابتدا میں مقبرہ کا گنبد قیمتی پتھروں اور طلائی کام سے آراستہ تھا۔ مقبرے کے فرش میں سنگ مرمر اور سیاہ پتھر کی پچی کاری کی ہوئی ہے۔ پیتل کا جنگلہ اور دروازہ سنگ مرمر کے فریم میں لگا ہوا ہے۔ اس فریم اور دائیں بائیں کے سنگی میناروں کے مابین ہر طرف سنگ مرمر ہی سنگ مرمر نظر آتا ہے۔ قبر سنگی جالیدار دیوار کے اندر بنی ہوئی ہے۔ بیرونی دیوار شمال بھی اضاف متامی سے مزین ہے

سرکھج :- شہر سے پانچ میل کے فاصلہ پر سمت جنوب جھیل سرکھج اور اس کی عمارات ہیں جو سلطان محمد بگیدا کی نہایت مرغوب سیرگاہ اور جائے تفریح ہے جھیل مذکور کی شمالی سمت کا دروازہ میں داخل ہوکر ان عمارات پر نگاہ پڑتی ہے جو داہنی طرف بنی ہوئی ہیں۔ اُن کے سامنے خوبصورت بلند چبوترے پر شیخ احمد گنج بخش کی درگاہ ہے۔ مقبرہ مذکور گجرات میں اپنے قسم کا سب سے بڑا ہے۔ اس کے پہلوؤں پر پتھر کا خوشنما کام ہو رہا ہے۔ اور قبر ظلزات کی دیواروں سے محدود ہے صحن کے متصل بجانب جنوب دو اور مقبرے ہیں۔ جن کا جلوخانہ مشترک ہے۔ شرقی مقبرہ سلطان محمد بگیدا د جو ۱۴۵۹ء میں تخت نشین ہوا اور ۱۵۱۱ء میں انتقال کرگیا۔ اُس کے لڑکے سلطان مظفر دوئم (جس کی تخت نشینی و وفات کے سنوات علی الترتیب ۱۵۱۱ء و ۱۵۲۶ء ہیں) کا ہے۔ اور بجانب مغرب سلطان مظفر کی بیاہتی ملکہ مدفون ہے۔

گنج بخش کی درگاہ کے آگے تقریباً ایک ایکڑ صحن مقابر سے محدود ہے۔ اس کے مغربی گوشے کی مسجد احمد آباد کی جامع مسجد سے کسی قدر چھوٹی ہے۔ میناروں کی عدم موجودگی موقع کی غیر موزونیت اس کی بیرونی خوبصورتی میں سد راہ ہے لیکن اندر جاکر دیکھئے تو خدا کی قدرت کا سما آنکھوں میں پھر جاتا ہے اور تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ بلحاظ خوبصورتی آگرہ کی موتی مسجد کے سوا یہ مسجد ہندوستان میں جواب نہیں رکھتی

جنوب مغربی گوشہ سے متصل سلطان محمد بیگڑہ کے محل اور اس کی حرم سرا
کی یادگار رہیں جھیلی جو مستطیل صورت کی ہے ساڑھے ستر ایکڑ میں نہایت خوش
اسلوبی سے واقع ہے۔ اور اس کے چاروں طرف مدور دار سیڑھیاں لطف سے
خالی نہیں۔ اس میں پانی کے آنے کا راستہ نہایت خوشنما بنا ہوا ہے۔ اس جھیل اور
عالیشان عمارتوں کی وجہ سے سرخیج احمد آباد کی ناک تصور ہوتا ہے۔ اور نہایت
فرحت بخش مقام ہے۔ داخلہ کے تین اور محل کی ایک بڑی محراب نما دروازے کے
سوا یہاں کی بقیہ تمام عمارات ہندوں کے طرز پر بنی ہوئی ہیں۔ جو کوہ آبو کے مندر
سے بہت کچھ مشابہ ہیں۔ ان خاص مجموعہ عمارات کے علاوہ اس شہر میں جابجا مساجد
اور قدیمی عمارتیں موجود ہیں۔" (بمبئی گزیٹیر مصنفہ جے ایم کیمبل) احمد آباد صوبہ
بمبئی کے شمالی ملقہ کا ہیڈ کوارٹر ہے اور فوج کی چھاؤنی جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے
شہر سے ساڑھے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔

احمد نگر۔ یہ بالعموم "نگر" کہلاتا ہے۔ اور جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے پر بڑا فوجی اور
سول سٹیشن ہے بمبئی سے ۲۰۵ میل کی مسافت رکھتا ہے اور پندرہ گھنٹہ کا
راستہ ہے۔ کرایہ ۱۶-۰-۱ اور ۲ روپئے سٹیشن پر عمدہ ویٹنگ اور ریفرشمنٹ روم
ہیں جہاں سے شہر میں اور چھاؤنی پانچ میل کے فاصلہ پر ہے۔ تانگے اور چھکڑے
ہر ایک ٹرین کی آمد پر میسر آ سکتے ہیں۔

نگر اور اس کے مضافات میں بہت سے دلچسپ مقامات ہیں۔ قلعہ جو یہاں
کے مسلمان بادشاہوں کا بنایا ہوا ہے۔ اچھی حالت میں ہے جس کے گرد گہری
خندق کھدی ہوئی ہے اور خندق پر کچھ جانیوالا پل پڑا ہے۔ قلعہ میں سلح خانہ
اور لائبریری ہے متصل قلعہ مشہور "ولنگٹن درخت" ۱۲ فیٹ کے گھیرے میں
ہے۔ نگر سے چھ میل آگے صلابت خاں کا مقبرہ ایک پہاڑ پر بنا ہوا ہے جو اب فوجی
صحت گاہ کے طور پر کام کرتا ہے۔ احمد نگر پرانے مسلمان تاجداران کا پایہ تخت تھا
سٹیشن سے تین میل کے فاصلہ پر یوروپین مسافروں کے ستانے کے لئے ایک
ڈاک بنگلہ اور دیسیوں کے واسطے دہرم شالہ بنا ہوا ہے۔

وادی فرحت میں بھی ایک ڈاک بنگلہ ہے جو سٹیشن سے ۱۲ میل دور ہے

"نگر" شدت گرما میں بھی ایک خوشگوار سرد مقام ہے۔ اسی لئے یہاں اکثر
جہازی چلتے ہوئے رہتے ہیں۔ بی۔ آئی۔ پی ریلوے کی لائن جنوب مشرق سے آنے
والے "ہند" میں اور شمال مشرق کے مسافر ستار میں ٹرین بدلتے ہیں شہر پر اسلامی زمانہ
کا بنا ہوا پل دور سے نظر آتا ہے [illegible] نگر سے سیاح غار ہائے ایلورہ و اجنتا (دیکھو
"ایلورہ" و "اجنتا" کے عنوانات) کی سیر کرسکتے ہیں۔ روئی کی منڈی کو جو سٹیورٹ
فلکلر احمد نگر کے نام سے موسوم ہے جولائی ۱۸۸۶ء میں سر جیمز فرگوسن نے افتتاح
کیا تھا۔

۱۸۸۱ء و ۱۸۸۸ء میں یہاں زراعتی نمائش ہوئی تھی۔ ریلوے سٹیشن کے متصل
دریائے سینا پر آہنی پل بندھا ہوا ہے۔

ارجارہ۔ اس کے سٹیشن کے متصل جانبی سے بیس میل کے فاصلے پر ایک
وسیع و عریض جھیل ہے۔ جہاں موسم شکار میں مرغابیاں اور دیگر آبی جانور بکثرت
پائے جاتے ہیں:۔

آرہ:۔ کلکتہ سے ۳۰۰ میل فاصلے پر سول سٹیشن ہے۔ وقت کے لحاظ سے
اٹھارہ گھنٹے کا راستہ ہے کرایہ کلکتہ سے ۴-۳-۱۱ اور پانچ روپیہ ۲ آنے۔ اور مجسٹریٹ کی
عدالت، جیل، سرکاری ہسپتال، سکول اور ڈاک بنگلہ بھی ہے۔

"جوس ہ" کی عمارت دیکھنے کے لائق ہے۔ جہاں ۱۸۵۷ء میں منشی [illegible] یورپین
باشندوں کو باغیوں کی ایک بڑی سپاہ نے زیر کردگی کور سنگھ محصور کر لیا تھا
باوجود سخت مصائب اور تکالیف کے محصورین نے اطاعت قبول نہ کی۔ یہاں
تک کہ دیناپور سے فوج کمک نے آکر ان کو دشمنوں کے پنجہ سے چھڑایا۔ ایسٹ
انڈین ریلوے دریائے سون کے پل پر سے گذرتی ہے۔ جو ۴۴۰۰ فیٹ طویل ہے
اور اس کے ستونوں کی بنیاد سطح آب سے ۳۲ فیٹ نیچے ڈالی گئی ہے اور سطح
آب سے ۲۵ فیٹ بلند ہے۔

ارسیکیرے "حسن" جانے والے اسی سٹیشن پر اترتے ہیں۔ مدراس سے ۲۰۴
میل کی مسافت پر [illegible] ہے قصبہ کے باہر سمت شمال چند مندروں کے کھنڈر ہیں
جن میں سے ایک خاص طور پر چلوکیان طرز تعمیر کے نمونے کا ہے۔

اریسکیر منی آرڈر سیونگ بینک تار کے دفاتر کے علاوہ ایک ڈاک بنگلہ بھی رکھتا ہے

ارکاٹ:- مدراس سے ۶۵ میل کی مسافت پر واقع ہے۔ اور ریلوے سٹیشن سے ۵ میل کے فاصلے پر آباد ہے۔ لارڈ کلائیو کی شہرت کا زینہ یہی مقام تھا۔ اس قصبہ کی قابل دید جگہ اس کا قلعہ ہے بالخصوص اس کا وہ بھاری بھرکم دروازہ جو دہلی دروازے کے نام سے مشہور ہے۔ منی آرڈر۔ اور سیونگ بینک کے دفاتر یہاں قائم ہیں۔

ارکونام جنکشن (متصل ارکوٹ) یہ مدراس اور ایس۔ آئی۔ ریلوے کا جنکشن ہے بجانب جنوب مغرب و شمال مغرب مدراس ریلوے کی لائنیں یہیں سے جاتی ہیں۔ سٹیشن پر ریفریشمنٹ روم موجود ہے جس کی بالائی منزل پر مسافر نصف کرایہ پر آرام کر سکتے ہیں۔

کنجیورم جو ارکونام سے سترہ میل کے فاصلہ پر ہے اور ایس۔ آئی۔ لائین وہاں تک لگائی گئی ہے۔ جنوبی ہند کے بعض مشہور مسافروں کے لیے مشہور ہے ہر سال مارچ میں سری دوارا جا سوامی کے مندر کنجیورم میں ایک بڑا میلہ ہوتا ہے جو دس روز تک رہتا ہے۔ ہندوستان کے تقریباً ہر حصہ سے جاتری آتے ہیں۔ منی آرڈر۔ سیونگ بینک کے دفاتر ارکونام میں کھلے ہوتے ہیں۔

آسام:- جنرل نوی گیشن کمپنی انڈیا کے سٹیمرز ہر جمعہ کو کلکتہ سے آسام روانہ ہوتے ہیں۔

آسنسول:- ضلع بردوان (بنگال) کے سب ڈویژن رانی گنج میں ہوڑہ (کلکتہ) سے ۱۳۲ میل کے فاصلے پر واقع ہے اور آٹھ گھنٹے کا راستہ ہے کرایہ کلکتہ سے ۱۲ا۳۔ اور دو روپیہ ہے چونکہ یہ رانی گنج کے کان ہائے کوئلہ کے وسط میں بسا ہوا ہے۔ اس لئے کوئلہ تجارت کا مرکز اور بڑا با وقعت ریلوے سٹیشن ہے۔ رومن کیتھولک سکول کے علاوہ یہاں ان کی خانقاہ بھی ہے۔ یہاں کے لوکو انجن کا شیڈ دنیا میں سب سے بڑا تسلیم کیا گیا ہے۔ نیز یہ سٹیشن ایسٹ انڈین اور بنگال ناگپور ریلوے کا جنکشن ہے۔

اعظم پور:- جو بنگلور سے ۲۴ میل کے فاصلے پر تعلقہ ترکری ضلع

گدور میں واقع ہے یہاں اعظم خاں کا ایک قلعہ بنا ہوا ہے جو اٹھارہویں صدی کے وسط میں گورنمنٹ بنگال کا ایک افسر تھا۔ اسی کے نام پر یہ قصبہ اعظم پور کہلاتا ہے۔

اعظم گنج:۔ کلکتہ سے ۱۸۰ میل اور ساڑھے آٹھ گھنٹے کا راستہ ہے کرایہ ۱۲-۸-۱ اور دو روپئے ہے۔ یہ ایک گاؤں اور ریلوے کا انتہائی مقام ہے جو مرشد آباد سے بارہ میل کے فاصلہ پر دریائے بھاگیرتی پر آباد ہے۔ یہاں مارواڑی اور اوسوال تاجر کثرت رہتے ہیں۔ جو سب جین مت کے پیرو ہیں جن کے خوبصورت مندر دریا کے کنارے نہایت خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔

اکوٹ:۔ جی۔آئی۔پی ریلوے کے ذریعے سے اکولہ پہنچتے ہیں۔ جہاں سے ایک سڑک اکوٹ کو جاتی ہے۔ جو اکولہ سے ۲۸ میل کی مسافت رکھتا ہے دگولی اس سے گیارہ میل آگے ہے۔ اکوٹ میں ڈاک بنگلہ کے علاوہ روئی کی منڈی ڈاک خانہ اور تار کے دفاتر بھی ہیں۔

آگرہ:۔ آئی۔ ایم۔ ڈی۔ بی۔ اور سی۔ آئی۔ ریلوں کا جنکشن ہے۔ اور کلکتہ سے ۱۵۰ بمبئی سے ۵۰۰ میل کی مسافت رکھتا ہے۔ موخر الذکر مقام سے یہاں تک کا کرایہ علی الترتیب ۲۵-۲۶ اور ۹ پیسہ ہے۔ آگرہ ایک بہت تجارتی مقام اور ممالک مغربی و شمالی میں بلحاظ وسعت اور وقعت دوسرے درجے کا شہر ہے۔ کثیر التعداد تاریخی یادگاروں اور عمارتوں اور اس عظمت کے لحاظ سے جو مغلیہ شہنشاہوں کے عہد میں اسے حاصل تھے یہ سیاحوں اور ملک کے عروج و زوال کے متلاشی نگاہوں کے لئے ایک دلچسپی کا مخزن ہے۔

بابر جس نے ۱۵۲۶ء میں ہندوستان میں خاندان مغلیہ کی بنیاد ڈالی اور مرتے دم تک یعنی ۱۵۳۰ء تک اس شہر میں رہا۔ اس کے جانشین ہمایوں نے دہلی کو پایہ تخت بنایا۔ لیکن اکبر نے پھر موجودہ آگرہ کو دارالسلطنت قرار دیا۔ جو اس نے دریا کے داہنے کنارے پر بسایا تھا۔ ۱۵۶۶ء میں اسے قلعہ بنایا۔ اور اس کے اندر وہ محلات کی تعمیر اس کے عہد میں شروع ہوئی۔

۱۶۰۵ء میں اس کا انتقال ہو گیا اور جہانگیر نے باپ کی لاش سکندرہ میں دفنا

کی۔ آگرہ اپنے بے نظیر اور تاریخی عمارتوں کے لئے شاہجہاں کا ممنون ہے۔
موتی مسجد۔ جامع مسجد۔ خاص محل وغیرہ اسی کے عہد میں پایہ تکمیل کو پہنچے
تاج گنج کا مقبرہ دنیا میں ایک نہایت بیش قیمت شاندار عمارت ہے جو اس نے
اپنی بیوی ممتاز محل کی یادگار میں تعمیر کرائی تھی۔ شاہجہاں کو اس کے لڑکے اورنگزیب
نے آخر عمر میں معزول کیا۔ اور تخت گاہ کو مستقل طور سے دہلی لے گیا۔ اورنگزیب
کی وفات کے بعد سلطنت مغلیہ میں ضعف وزوال آنا شروع ہوا۔ رفتہ رفتہ آگرہ
بھی اُن کے قبضے سے نکل گیا۔ اور ۱۷۷۰ء سے ۱۸۰۳ء تک مرہٹوں کے قبضہ میں
رہا۔ جس کو موخر الذکر سنہ میں لارڈ لیک نے مرہٹوں کے پنجے سے چھڑایا۔

تاج محل کا روضہ: آگرہ تاج محل کا شہر کہلاتا ہے اور یہ روضہ یورپین گروہ میں
"خواب سنگ مرمر" کے نام سے مشہور ہے۔ اس روضہ کی دلفریبی، رعنائی، حیرت
انگیز طرز تعمیر اور شان وشوکت کے لحاظ سے یہ دنیا میں بے نظیر عمارت تسلیم کی
جاتی ہے۔

ارجمند بانو بیگم جو عوام میں ممتاز محل کے نام سے مشہور ہے شاہجہاں کی چہیتی
بیوی تھی۔ ۱۶۳۱ء میں شاہجہاں نے اس ناہید باسلیقہ بیگم کی محبت اور قدر ومنزلت
کی یادگار میں یہ مقبرہ تعمیر کرایا۔ یہ دنیا کی عجائبات میں سے شمار کرنا چاہئے
کیونکہ ایسی نفیس وخوبصورت عمارت روئے زمین پر کہیں نہیں پائی جاتی ہے۔ جسے
دیکھکر انسان کو خدا کی قدرت اور ایشیائی صناعی اور دستکاری کی گلکاری کے
عجیب وغریب نمونہ پر عش عش کرنا پڑتا ہے۔ کوئی مقام نقش ونگار، پھول پتوں
پچی کاری، رعنائی، دلفریبی میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ بادی النظر میں۔ یہ خوبصورت
روضہ اور اس کی موزوں ومتناسب عمارت بجائے انسان کے کسی اور اعلیٰ مخلوق
کی دستکاری یا قدرت کی جولانی طبع کی حیرت انگیز مثال معلوم ہوتی ہے۔ دوربین
سے اس کے باریک نقش ونگار اور صناعی اچھی طرح دکھائی دیتی ہے۔ اس روضہ
کو دیکھکر اس قول کی صداقت میں ذرا بھی شبہ نہیں رہتا کہ "مغلیہ شہنشاہوں نے
اس کی تعمیر کو جنات کی طرح شروع کیا۔ اور اور جوہریوں کی طرح انجام کو پہنچایا"
غرضیکہ یہ روضہ عالم اپنے حسن وجمال کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہے۔

ڈاکٹر جعفر امپیریل گزیٹیر میں لکھتے ہیں کہ تاج گنج دریا کے کنارے کنارے
پر بنا ہوا ہے قلعہ سے سبزینہ روڈ کے ذریعہ سے (جو تقریباً ۱۶۴۸ء میں تیار ہوئی
تھی اور جسے اہل آگرہ نے سنگی گھاٹوں سے زینت دی ہے) اس روضہ میں پہنچتے
ہیں۔ ملکہ ممتاز محل ۱۶۲۹ء میں فوت ہوئی تھی اور اس کے انتقال کے ساتھ
ہی اس روضہ کی تعمیر شروع ہو گئی تھی جو ۱۶۴۸ء سے پہلے اتمام کو نہیں پہونچی
اس کے لئے جے پور سے سنگ مرمر اور فتح پور سیکری سے سرخ پتھر آیا تھا۔
پتھروں کے نقش و نگار اور صفائی کی تعریف میں قلم و زبان قاصر ہے۔ یہ سنگ مرمر کی
ایک بلند پلیٹ فارم پر بنا ہوا ہے۔ اور چبوترے کے ہر ایک گوشے میں ایک
طویل نازک اور موزون مینار استادہ ہے۔ پلیٹ فارم کے آگے ایک مسجد ہے
جو بجائے خود صنعت و قدرت کا عجیب مرقع ہے۔ وسط روضہ میں خاص مقبرہ
۱۸۶ فیٹ ہے۔ جس کا ہر ایک زاویہ اس قسم کا ترشا ہوا ہے کہ گویا غیر مساوی مثمن
شکل بنا ہے۔ مقبرہ خاص کے مرکز میں ایک بڑا گنبد ہے۔ اور گوشوں پر بھی
چھوٹے چھوٹے گنبد بنے ہوئے ہیں۔ اصلی گنبد کے اوپر ہلال لگا ہے۔ اس
کے نیچے ہندوستان کی شہنشاہ بیگم (ممتاز محل) اور جس کا شوہر شاہجہان آرام
کر رہے ہیں۔ یہ دونوں قبریں سنگ مرمر کے جالیدار جنگلے میں بنی ہوئی ہیں مقبرہ
کے اندر سنگ مرمر کی جالیوں سے روشنی پہونچتی ہے۔ روضہ کی اندرونی آرائش
و زیبائش قیمتی پتھروں مثلاً سنگ سلیمانی۔ زبرجد وغیرہ کی پچی کاری پر مشتمل
ہے۔ جو بااوقات سنگ مرمر کی دیواروں اور پتھروں کے جنگلے و آیات وغیرہ
کے لکھنے میں استعمال کیا گیا ہے تاکہ دیواروں کی سفیدی و براقی سے خیرہ ہوئی
ہوئی آنکھیں ان نگوں سے تسکین و آرام پاسکیں یہ اندرونی مرقع آب و تاب
اور عجیب و غریب صنعت کے کمالات سے صفحہ ہستی میں اپنا جواب نہیں رکھتا جس طرح
اس کا بیرونی نظارہ اپنی لطافت اور خوشنمائی کے لحاظ سے ایک ایسا عجیب ہے
کہ ہر شخص کی ایک دفعہ ہی نگاہ جا پڑتی ہے اس کی قدرت [illegible] کے [illegible]
فراموش نہیں کر سکتا اور [illegible] ہوا اس کے میناروں [illegible]
(جو سنگ مرمر کی حباب کی مانند معلوم ہوتے ہیں) نقش و نگار کی طرح خاطر

سے ہو سکتا ہے۔

قلعہ اس کے سنگ مرمر کے محلات جن میں تاج گنج کی طرح سنگ سلیمانی، زبرجد، عقیق یمنی، لعل شب چراغ اور دیگر نایاب روزگار اور گرانبہا پتھروں کی پچی کاری کی ہوئی ہے بجائے خود قابل دید ہیں۔ جامع مسجد سے اب ہم اکبر کے تعمیر کردہ قلعہ میں داخل ہو گئے ہیں جو بہت سے شاندار محلات وابستہ کر اپنے سینہ میں لئے ہوئے ہے۔ دیوار قلعہ کے گرد خندق ہے جس پر ایسا پل بنا ہوا ہے جسے بوقت ضرورت کھینچ لیا جا سکتا ہے۔ اس پل کے راستے سے قلعہ کے بڑے دروازے میں داخل ہو کر اندر جاتے ہیں۔ اصلی دروازہ جو دہلی دروازہ کہلاتا ہے۔ اس کے پہلوؤں پر سنگ سرخ کے ہشت گوشہ برج بنے ہوئے ہیں جس میں سنگ مرمر کا خوشنما کام ہوا ہے۔ اس دالان میدان راستہ و گنبد سے مسقف ہے۔ دروازہ مذکورہ کے اندر سیدھے میدان کے آگے محلات واقع ہیں جن میں سے پہلا دیوان عام ہے۔ یہ ایک بہت بڑا ہال ہے۔ اس کے عقب میں دو چھوٹے ہال دیوان خاص اور برج ثمن کے نام سے موسوم ہیں۔

دیوان خاص کو خوبصورتی کا کامل نمونہ کہنا چاہئے۔ صناعوں نے اس کے بنانے میں کمال ہنر سے کام لیا ہے۔ سنگتراشی کا کام نہایت نفیس ہے۔ سفید سنگ مرمر نے سرخ عقیق اور دیگر قیمتی پتھروں کی گلکاری میں جان ڈال دی ہے۔ دیوان خاص کے پاس ہی شیش محل ہے جسے حوری محل کہنا زیادہ موزوں ہوگا۔ یہ مشرقی حمام اور نہروں حوضوں سے آراستہ و پیراستہ ہے۔

یہاں سے موتی مسجد دیوان عام کے شمال میں سنگ مرمر سے بنی ہوئی ہے۔ اور مشرق کی خوبصورت ترین مساجد ہے۔ موتی سے زیادہ عمدہ کوئی نام اس کے لئے موزوں نہیں ہو سکتا۔

جامع مسجد: دروازہ دہلی قلعہ کے سامنے ایک بلند پلیٹ فارم پر جامع مسجد ہے۔ بڑی بڑی چوڑی سیڑھیوں کے ذریعے سے اس میں داخل ہوتے ہیں۔ خاص مسجد تین دالان یا محرابوں سے مرکب اور ہر ایک گنبد سے مسقف ہے۔ ان میں داخل ہونے کے محراب نما راستے صحن مسجد کی طرف سے ہیں۔ اس مسجد کا نظارہ عجیب مگر دلچسپ ہے

خوب انسان پر بہت اثر کرتا ہے۔ یہ تعمیر مغلیہ طرز پر ہے۔ بڑے محراب پر جو کتبہ
لکھا ہوا ہے اس سے منکشف ہوتا ہے کہ شاہجہاں نے [illegible] میں یہ مسجد بنوائی
تھی اور اس کی تیاری پر پانچ سال صرف ہوئے تھے۔ یہ مسجد متبرکہ اس کی فرمانبردار
لڑکی جہاں آرا کے نام پر تعمیر کروائی تھی۔ جس نے شاہجہاں کے معزول ہونے
کے بعد اس کی نظربندی و قید کی حالت میں اس کی خدمت و رفاقت سے منہ نہ
موڑا۔ مسجد کی لمبائی (۱۳۰) اور چوڑائی (۱۰۰) فٹ ہے۔

سکندرہ ۔ جیا دلی سے پانچ میل کے فاصلہ پر سڑک دہلی پر سکندرہ کے گنبد
دکھائی دیتے ہیں۔ یہاں اکبر اعظم مدفون ہیں۔ ان کی قبر کا طرز تعمیر گذشتہ دور
کی تمام قبور سے نرالا ہے۔

جہانگیر کے خسر اعتماد الدولہ کی قبر دریا کے بائیں کنارے پر ایک پُر فضا باغ میں
واقع ہے۔

باغ مذکور آب رواں اور خوبصورت محلات سے گھرا ہوا ہے۔ "اس مقبرہ
کی دلفریب قطع وضع مسلمانوں اور ہندوؤں ہر دو کی ملی جلی طرز تعمیر
کا نمونہ ہے۔ گو یہ سفید سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے مگر اس میں ایک گز زمین بھی
زمین سے لیکر چھت تک کہیں جگہ نہیں جو مینا کاری کے کام سے خالی ہو۔
اس کے بالائی سنگ مرمر کے حصہ پر ایسا نفیس کام ہو رہا ہے جو کسی لیسے زری
لیس سے کم نہیں۔" (از ہندوستان [illegible] ریاست مصنفہ [illegible]
[illegible])۔

اعتماد الدولہ کے مقبرہ سے دریائے جمنا کے کنارے کنارے دو میل باغات
اور امرائے عہد اکبری کے مقابر و محلات کا سلسلہ چلا گیا ہے۔ ان میں سے قابل
ذکر رام باغ ہے جہاں [illegible] نے سیاحوں کے قیام کا انتظام کیا ہے۔ اس
کے قریب ہی ایک منہدم و شکستہ مقبرہ ہے جو چینی کا روضہ کہلاتا ہے۔ [illegible] اپنے زمانے
کی خوبصورت عمارات سے ہوگا۔ شاہجہاں کے وقت کا ایک بلند گنبد بنا ہوا ہے
مدفن موصوف کی دیواریں عہد سابق میں سرتاپا مینا کاری سے ڈھکی ہوئی تھیں یہ
مینا کاری نہایت دلفریب ہے۔

بالخصوص گنبد کے آسمانی رنگ پر نقش و نگار عجیب بہار دکھاتے ہیں۔

جنوب کی طرف سے چھاؤنی میں داخل ہونے پر یورپین رجمنٹ کی بارکیں بطرف مغرب اور دیسی انفنٹری کی بارکیں بجانب مشرق بنی ہوئی ہیں۔ اس کے آگے گرجا کے سینٹ جارج۔ صدر بازار اور مٹکاف میموریل ہال آتا ہے۔ چھاؤنی میں کمسریٹ ایگزیکٹو انجینئر ڈاکخانہ اور تار کے دفاتر کے سوا آگرہ کلب کی بھی عمارت ہے۔

سول سٹیشن میں بسمت جنوب نیا چنگی خانہ۔ لاری سٹیشن ہوٹل (جس میں سابق میں جنرل حسین علی رہتا تھا) اور قلعہ کے مغرب میں بینک بنگال۔ مجسٹریٹی و مال کے دفاتر واقع ہیں۔ یہاں سے ڈرومنڈ روڈ تقریباً شمال کو جاتی ہے پرانا سول سٹیشن اس سڑک کے دونوں طرف آباد تھا کسیقدر فاصلہ پر میونسپل دفاتر آگرہ کالج ٹامسن ہسپتال۔ سینٹ جان کالج۔ کلیسائی مشن۔ سنٹرل جیل۔ رومن کیتھولک کنونٹ۔ اور پرانے ہائیکورٹ کی عمارات نظر آتی ہیں۔ عمارات ہائیکورٹ میں اب سول عدالتیں ہیں۔ موخرالذکر کے متصل پرانا رومن کیتھولک قبرستان ہے بنگال بینک کے علاوہ ان کری ٹینڈ بینک اور آگرہ بینک بھی چھاؤنی میں متصل کلب موجود ہیں۔

آجکل سول لائن مندرجہ بالا حد سے آگے بڑھی ہوئی نہیں ہے۔ البتہ سڑک تین میل آگے پہنچ کے دریائے جمنا کے گھاٹ تک گئی ہے۔ کسی زمانہ میں اس سڑک پر ایک میل تک صاحب لوگوں کے بنگلے بنے ہوئے تھے۔ اس سڑک پر جو ڈرومنڈ روڈ کے بالمقابل مغرب کو جاتی ہے سول لائن کا گرجا بنا ہوا ہے۔ جو [illegible]ء میں تعمیر کیا گیا تھا۔ اس سے کسیقدر مغرب میں قندھاری باغ ہے جس میں کبھی کبھی مہاراجہ بھرتپور آکر قیام کرتے ہیں۔

بجانب جنوب بسمت شہر کینگ گرلز سکول ہے۔ سڑک ستراہے پاگل خانہ جدید ڈسٹرکٹ جیل ہے۔ موخرالذکر کو قیدیوں کے [illegible]ء اور [illegible]ء کے درمیان بنایا تھا۔ اسی کے گرد و نواح میں پرسبٹیرین گرجا ہے۔ علاوہ بریں اور بھی بہت سے نئے سرکاری دفاتر ہیں جن کا ہم نے ذکر نہیں کیا۔

رومن کیتھولک گرجے کی عظیم الشان عمارت اٹالین طرز پر ہے۔ اس کی طوالت

اور و فیلڈ ہے۔ اس کے قریب ہی پاپائی گرجا [illegible] کا تعمیر کردہ ہے جسے کیپٹن جان
بیپٹسٹ فلورے نے جو مرہٹوں کا ملازم تھا۔ [illegible] میں اپنے وقت سے وسعت دی تھی
رومن کیتھولک مشن وسیع رقبہ پر واقع ہے۔ شہر کے متعدد مقامات میں ایسی عیسائی
تھے اور یوریشین لوگ رہتے ہیں کہ ان میں سے اکثر انگریزوں اور دیگر قدیمی عیسائی یورپی
خاندانوں کی نسل سے ہیں۔ اس مشن کی بنیاد سترھویں صدی کے وسط میں ہوئی تھی
آگرہ کالج ایک طول طویل اور وسیع عمارت کا مجموعہ ہے۔ جس میں ایک تھیٹر
ایک لائبریری ایک بڑا اور دو چھوٹے لیکچر روم میں بورڈنگ ہوس اور کرکٹ وغیرہ
کھیلنے کا میدان ڈرومنڈ روڈ کے متصل واقع ہے۔ میٹکاف ہال جو تماشہ گاہ کے
علاوہ جلسہ ہائے رقص و سرود کے بھی کام آتا ہے۔

سر چارلس میٹکاف ہال نامزد شدہ سنٹ گورنر صوبجات مغربی و شمالی و اودھ
کے اعزاز میں تعمیر کیا گیا تھا۔ یہاں ایک سرکاری باغات ہوا خوری کے لئے نہایت
موزوں مقامات ہیں۔ نیز نوابوں کے استادہ ہونے کے لئے جگہ بنی ہوئی
ہے۔ اس کے قریب جہانگیر کا سنگی حمام ہے جسے قلعہ سے لاکر یہاں رکھتے بہت
وقت گذر چکا ہے۔ ان باغات کے سامنے مہاراجہ سیندھیا والی گوالیار کی
کوٹھی ہے۔

ریلوے سٹیشن۔ قلعہ کا ریلوے سٹیشن دیوار قلعہ کے اندر بنا ہوا ہے
عمارت سٹیشن کی تیاری کے لئے قلعہ کا بہت سا حصہ توڑا گیا ہے۔ اسی کے قریب
جوار میں نیا ٹاؤن ہال بھی ہے جو [illegible] میں ۱۰ ہزار روپیہ کی لاگت سے ازسرنو
تعمیر کروایا گیا تھا۔ میونسپل کمیٹی کے نئے غلہ کی منڈی الموسوم بہ سمرس گنج
کے وسط میں استادہ ہے۔

منڈی مذکور [illegible] میں ایک لاکھ چار ہزار روپیہ کے صرف سے بنوائی
گئی تھی۔ اس کا موقعہ پر دارا شکوہ کا محل تھا۔ علاوہ بریں یہاں [illegible] شفاخانہ
اور غریب خانہ بھی ہے۔ انگریزوں کے لئے لاری ہوٹل آرام دہ ہے۔ دیسیوں
کے لئے لوگوں نے سٹیشن کے قریب بہت سے کمرے بنا رکھے ہیں جہاں کرایہ
پر مسافر ٹھہرائے جاتے ہیں بعض ان میں سے ستھرے اور صاف ہیں۔

فتح پور سیکری:- ہر ایک سیاح کا فرض ہے کہ وہ فتح پور سیکری کو بھی
دیکھے جو آگرہ سے ۲۳ میل کی مسافت پر ہے۔ جہاں گاڑی کے ذریعے سے آدمی
پہنچ سکتا ہے۔ اگر کوئی سیاح علی الصباح روانہ ہو وہ شام کو واپس آ سکتا
ہے یا تین بجے شام کے آگرہ سے روانہ ہو کر رات کو مسافروں کے بنگلہ میں آرام
کرے اور صبح کو فتح پور سیکری کا معائنہ کرکے شام کو ٹھنڈے وقت میں آگرہ لوٹ
آئے۔ مسافروں کا بنگلہ صفائی اور خوراک کی عمدگی کے لحاظ سے قابل تعریف ہے

یہاں کی مساجد۔ محلات اور مقابر سیاحوں کی تکلیف کا کافی سے زیادہ معاوضہ
ہیں۔ ۱۵۷۰ء میں اکبر نے اس شہر کی بنیاد رکھ کر اسے اپنا دارالخلافت بنایا تھا۔
مگر یہی مقام جو کسی زمانے میں ہندوستان کا پایہ تخت رہ چکا ہے اب کھنڈرات
اور ویرانوں کا مجموعہ ہے چونکہ شہنشاہ اکبر حضرت سلیم چشتی کا نہایت معتقد
تھا۔ جو یہاں کے ایک پہاڑ کے غار میں رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے اکبر نے اس جگہ
شہر بسا کر سکونت اختیار کی تھی۔ ابوالفضل اسی کے متعلق یہ شعر لکھتا ہے ؎

نسیم خوش دلے از فتحپور می آید — کہ بادشاہ من از راہ دور می آید

گاؤں سے نکلنے کے بعد سیاح کو سلیم چشتی کے مقبرہ کا ایک بڑا دروازہ دکھائی
دیگا۔ جو ڈیڑھ سو سیڑھیوں کی بلندی پر بنا ہوا ہے۔ دروازہ جو اسلامی طرز کا ہے
۱۳۰ فٹ اونچا ہے۔ بائیں سمت کی عظیم الشان مسجد میں سنگ مرمر کے مقبرے میں
شاہ سلیم چشتی اور اس کے اطراف میں ان کی اولاد کی قبریں بنی ہوئی ہیں۔ شاہ سلیم
چشتی کی قبر کی بھی صدف وغیرہ سے نہایت خوبصورتی سے پچی کاری کی ہوئی ہے
درگاہ کی جانب شرق ایک محل ہے۔ جس میں اکبر کے ایک خاص حرم رہا کرتے
تھے۔ ایک بلند اور پرصنعت دروازے سے اس میں داخل ہوتے ہیں۔ اکبر کے زمانہ
میں محل کے ایک طرف بیربر اور اس کے دوسرے حصے میں اس کی عیسائی حرم رہتے
تھے۔ راجہ بیربر اپنی ظرافت اور لطافت کی وجہ سے اکبر کا نہایت منظور نظر درباری تھا
وکٹر ہیوگو بیربر کے مکان کی لطافت کی نسبت لکھتا ہے کہ اگر یہ مختصر سا محل ہوتا تو یہ
جواہرات کے رکھنے کا ایک بڑا خانہ تصور کیا جاتا۔ یہ حرم کا نام بی بی مریم تھا۔
جو پرتگال کی رہنے والی تھی۔ دیوان خاص دیوان عام اور ہرن مینار جو ۷۰ فٹ

بلند ہے۔ اور کسی قسم کی دھات کی مینا کاری ہو رہی ہے۔ قابل دید عمارات ہیں۔ آگرہ اضلاع مغربی و شمالی میں دوسرے درجہ کا شہر ہے اور جمنا و گنگا کے جائے اتصال سے تین سو میل کے فاصلے پر موخر الذکر دریا کے داہنے کنارے پر واقع ہے۔ پرانی دیوار گیارہ مربع میل رقبہ زمین کو گھیرے ہوئے ہے جس کا نصف حصہ آباد ہے بقیہ نصف میں قدیم عمارتوں کے کھنڈرات ندی نالے اور کھلے میدان ہیں۔ چھاؤنی قلعہ کے جنوب میں واقع ہے۔ ان دونوں کے مابین کسیقدر شرق کی سمت میں لب دریا پر تاج گنج کا روضہ استادہ ہے۔ قلعہ کے شمال مغرب میں سول سٹیشن اور سٹیشن مذکور اور جمنا کے درمیان شہر آباد ہے جو ممالک مغربی و شمالی کے تمام شہروں سے خوبصورت ہے۔ اور اکثر پتھر کے مکانات رکھتا ہے۔ سڑک بالعموم ہموار ہے۔ یورپین آبادی اور شہر کے درمیان چند ندی نالے واقع ہیں۔

غدر ۱۸۵۷ء میں قلعہ آگرہ بہت سے لوگوں کا جائے پناہ تھا۔ آگرہ ایک ایسا مقام ہے۔ جہاں سب سے حیرت انگیز انقلابات اور نظارے دیکھنے میں آ چکے ہیں۔ قلعہ آگرہ اور نور دے کے مابین دریائے جمنا پر ریلوے پل بنا ہوا ہے۔ آگرہ سنگ مرمر کے کام کے لئے مشہور ہے۔ جہاں روضہ تاج محل کے سنگ مرمر کے نمونے بھی بنتے ہیں۔ کھانڈ۔ روئی۔ تمباکو۔ ریشم۔ شیشہ۔ اجناس پتھر۔ روغن تخم۔ نیل اور دیگر پیداوار یہاں کی خاص تجارتی اشیاء ہیں۔ آبادی ۱۹۰۲۲۲۔ متعدد بینکوں اور منی آرڈر سیونگ بینک اور تار کے دفاتر کے علاوہ یہاں ایک ڈاک بنگلہ بھی ہے۔

چھاؤنی آگرہ۔ یہ سپاہیوں کے رہنے کی جگہ ہے۔ یہاں یورپین فوج کے لئے بڑی بڑی بارکیں بنی ہوئی ہیں۔

ایلا منور۔ ترچناپلی سے ۹ میل کے فاصلہ پر ہے۔ شمال کاویری کے مسافر یہاں اترتے ہیں۔

الندی۔ ضلع پونا میں اہل ہنود کا مقدس مقام ہے جہاں بکثرت جاتری جاتے ہیں۔

اکولہ۔ اضلاع متوسط حیدرآباد دکن کا ایک ضلع جو جی۔ آئی۔ پی ریلوے

پوڑی براہ کاٹھ گودام واقع ہے۔ شملہ سے ۳۴۲ میل ہے اور ساڑھے پانچ ہزار فٹ کا راستہ
ہے کرایہ ۲۲-۱۱-۰ اور ۰-۷ روپیہ ہے۔ پیشی اور اکولہ کے مابین ایک تھرڈ کلاس ٹرین روزانہ
آتی جاتی ہے۔ اکولہ سررشتہ تعلیم کا صدر مقام اور ڈپٹی کمشنر و ایگزیکٹو انجینئر کے
بیٹھنے کی جگہ ہے۔ یہاں ایک ٹریننگ سکول۔ بورڈنگ ہوس۔ گرجا۔ ناچ گھر
کلب صدر تار۔ اور لائبریری کے علاوہ سیاحوں کے لئے آرام گاہ بھی موجود
ہے جو منزل میں پانچ چھ آدمیوں کی گنجائش رکھتا ہے۔

اکولہ سطح سمندر سے صرف ۳۹۰ فٹ بلند ہے۔ فروری سے جون تک سخت
گرمی پڑتی ہے۔ یہاں کی آب وہوا صحت افزا اور بخار پیدا کرنے والی ہے جنگلی سور
ہرن اور نیل گائے اس کے گرد و نواح میں بہت ملتے ہیں۔ بھیری کے جنگل میں
جو اکولہ کے دامن میں اکولہ سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ چیتے۔ جنگلی بھینسے
سیہہ اور نیل گائے بکثرت پائے جاتے ہیں۔ دولت گھاٹ اور سسرو وغیرہ میں بھی
کا شکار کیا جا سکتا ہے۔ مذکورہ بالا مقام میں اچھے دیسی شکاری مدد دینے کے
لئے مل سکتے ہیں۔ سیہہ اور بگولی جانوروں کے لئے اکولہ نزدیک ترین سٹیشن
ہے جہاں سے یہ دونوں علی الترتیب ۵۰ اور ۶۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہیں۔ اور بیل
گاڑی کے ذریعہ سے ان مقامات میں پہنچ سکتے ہیں۔ اکولہ دریوں اور قالینوں
کی ساخت کے لئے مشہور ہے۔ یہاں کی خاص پیداوار روئی۔ رنگ۔ بیج۔ اور
اجناس ہیں۔ مغربی ہند کا کاشتکار یہاں ہوتا ہے ۱۹۰۵ء سے روئی کی منڈی
بھی قائم ہے۔

اکھاپ مسعود زمانہ کا ایک کاروبار ہے۔ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے کی
کی شہر ... سے روانہ ہو کر جہاں پہنچتے ہیں۔ تاریخی چالیس مسجد
... کے شہر دیکھنے کے قابل ہیں۔

امراؤتی۔ ... کی ... جو نینی تال سے ۳۳ میل ...
... سے ۱۹۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ... سال ... اور ... میں ...
ہیں۔ ... سطح سمندر سے ۱۰۰۰ فٹ بلند ہے۔ اور اس شہر کی آبادی ...
... کھانے کے لئے ... بھی یہاں ...

الور:۔ یہ ایک جاٹ ریاست کی راجدھانی اور اسٹنٹ ایجنسی ہے دہلی سے بفاصلہ ۹۰ میل کوہ چتوڑ کے سنگستان سلیٹ پر میدانی سطح سے بارہ سو فیٹ کی بلندی پر بسا ہوا ہے۔ اس کے گرد دیوار ہے۔ شہر میں مہاراؤ کے دو محلات و تالاب اور مرتفع چبوترے کے علاوہ متعدد مندر بھی بنے ہوئے ہیں۔ ڈاک بنگلہ موجود ہے۔ آبادی ۵۲۳۹۹ ہے۔

یہاں کے قابل دید مقامات کو اس طرح تقسیم کیا جا سکتا ہے (۱) مہاراجہ کے محلات (۲) مہاراجہ بختاور سنگھ کی سمادھ۔ (۳) جگناتھ کا مندر (۴) عدالت اور محکمہ مال (۵) ایک پرانی قبر جو شاہراہ اعظم میں واقع ہے جس کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ یہ فیروز شاہ تاجدار دہلی کے بھائی سارنگ سلطان کی قبر ہے یہ ترپولیہ کہلاتا ہے مہاراج کے محل کی لائبریری میں مشرقی علوم کی بہت سی نایاب قلمی کتابیں موجود ہیں۔ یہاں بازار مشرقی طرز کے ہیں۔ مہاراجہ کے محل کو دیکھنے کے لئے دیوان یا مہاراجہ کے سیکرٹری سے اجازت لینی پڑتی ہے اور سے آٹھ میل کے فاصلہ پر تحصیل کی خوبصورت جھیل ہے۔ جہاں مہاراج نے ایک دلفریب محل تعمیر کروایا ہے۔

الہ آباد:۔ بمبئی سے بذریعہ "جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے" ۸۴۴ میل کی مسافت اور ۲۷ گھنٹے کا رستہ ہے۔ یہ شہر اہل ہنود کا بسایا ہوا ہے جسے وہ مقدس سمجھتے ہیں۔ دریائے گنگا و جمنا کے سنگم سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ایک تیسرا دریا ہے جسکا نام سرسوتی ہے زمین کے اندر ان سے جا ملتا ہے۔ سرسوتی کے جائے اتصال کی کیفیت قلعہ کے ایک محل سے بخوبی دکھائی دیتی ہے ان دونوں دریاؤں کا پانی بوجہ اختلاف رنگ ایک دوسرے سے متمیز ہے یہاں کا قلعہ جو نہایت شاندار ہے اکبر کا بنایا ہوا ہے۔ اس نے اس شہر کو الہ آباد کے نام سے موسوم کیا تھا۔ اسوکا ستون جو وسط قلعہ میں ہے زمیں دوز راستہ سلح خانہ (جسے کمشنری آف آرڈنیس کی اجازت سے دیکھ سکتے ہیں) سلطان خسرو کی سرائے اور باغ جہاں تین سنگ مرمر کے گنبدوں کے مقبرے بنے ہوئے ہیں یہاں کی قابل دید اشیا ہیں۔ الہ آباد میں متعدد ہوٹل اور ایک خوبصورت پارک

ہے جو الفرڈ پارک کہلاتا ہے - ہائیکورٹ میو کالج - ٹاؤن ہال - اور میو ہسپتال کی عمارتیں بھی سیاحوں کی توجہ کو بجلی سے اپنی طرف کھینچتی ہیں - یوروپین آبادی شہر سے بالکل علیحدہ ہے - اور ای - آئی ریلوے کی ٹرینیں ان میں آتی جاتی ہیں اول الذکر کیننگ ٹاؤن کے نام سے موسوم ہے جو غدر کے بعد بسایا گیا تھا - گائڈ (رہنما) شہر میں ملتے ہیں - کلکتہ و دہلی کے جانے والے مسافر یہاں گاڑی تبدیل کرتے ہیں - الہ آباد اسٹیشن میں عمدہ ریفرشمنٹ روم ہے - اسٹیشن کے متصل دریائے جمنا پر ریلوے ٹرینوں کی آمد و رفت کے لئے پل بنا ہوا ہے اس کے نیچے ایک اور پل لوگوں - گاڑیوں اور چھکڑوں کے آنے جانے کے واسطے ہے - ایک پیسہ سے آٹھ آنہ تک آدمیوں اور چھکڑوں سے عبور پل کا محصول لیا جاتا ہے -

جزیرہ نمائے الہ آباد کا وہ تمام حصہ جو میونسپل حدود میں داخل اور شہر و چھاؤنی سے خارج ہے - سول اسٹیشن کہلاتا ہے - اور کیننگ ٹاؤن کے نام سے مشہور ہے -

غدر ۱۸۵۷ء کے بعد سر جی - ٹہارن ہل کی زیر نگرانی اس کی بنیاد رکھی گئی تھی جو ان دنوں کمشنر الہ آباد تھے - جنوبی سڑک اسی شہر سے جدا کرتی ہے اس کے سوا شرق سے مغرب کو جاتے ہوئے کیننگ - الجن اور رنڈمنٹن کلب اور ٹہارن ہل سڑک ہے ان کے دہنے زاویہ پر منٹیلی - البرٹ - کلائو - کوئینز اور ہسٹنگز سڑکیں ہیں جن کے دونوں طرف سایہ دار درخت لگے ہیں - کانپور کی سڑک جنوب مغرب سے شمال مشرق کو دھو سنگنج سے سیوہال کی جانب سڑکوں کے اس جال میں سے ہو کر نکلی ہے جس پر بہت سا تجارتی اسباب گزرتا ہے -

کیننگ ٹاؤن :- اس کے مکانات خوش قطع اور باقاعدہ بنے ہوئے ہیں جن میں یوروپین اور یوریشین رہتے ہیں - ان میں بعض یوروپین تاجروں کی بھی دکانیں ہیں دو ہوٹل جن کے نام لاری اور گریٹ اسٹرن ہیں ریلوے اسٹیشن کے متصل واقع ہیں - کیننگ روڈ پر سنٹرل پوسٹ آفس - اور سیلی روڈ پر نارتھ ویسٹرن کلب کی عمارت ہے - یہ کلب ۱۸۶۸ء میں قایم ہوا تھا - اور تین سو ممبر رکھتا ہے - اس کی عمارت سرخ اینٹوں کی ہے کوئینز روڈ پر گورنمنٹ ٹیلیگراف آفس اور سول اسٹیشن کی پولیس چوکی ہے - ٹھیک اس موقعہ پر جہاں کیننگ روڈ کوئینز روڈ

گوکاسی ہو کر نکل جاتی ہے۔ پرائیویٹ چندے سے سنگ سرخ کا ایک گرجا بنا ہوا ہے۔ اس سے آگے کوئینز روڈ کے مغربی پہلو پر سرکاری مطبع ہے۔ جس کی بدولت آٹھ سو پچاس آدمی رزق پاتے ہیں۔ اس پریس کی عمارت تین لاکھ بیالیس ہزار روپیہ کی لاگت سے ۱۸۷۲ء میں بنکر تیار ہوئی تھی۔ گورنمنٹ پریس مذکور کا سالانہ خرچ اوسط دو لاکھ چوبیس ہزار نو سو بہتّر روپیہ ہے۔ اس کے بعد سرکاری دفاتر چار مستقیمۃ الزاویہ عمارتوں کے نمونہ پر ہیں ان کی طرز تعمیر علمی اصولوں کے مطابق ہے جن کا نقشہ کرنل موہٹ بعدہ جنرل بیلی اور ان کے متعلق پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ نے تجویز کیا تھا۔ کوئینز روڈ کے مغرب میں گورنمنٹ سیکرٹری اور اکونٹنٹ جنرل کے دفاتر ہیں۔ بسمت مشرق ہائیکورٹ اور بورڈ آف رونیو کا محکمہ ہے۔ یہ عمارتیں ۱۸۷۰ء میں درجہ تکمیل کو پہونچی تھیں۔ اور ان پر تیرہ لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا۔ سڑک کلائیو پر الہ آباد بینک ہے۔ اس کے کسیقدر مغرب میں چھاونی کی سرحد پر سینٹ اینڈریو کا گرجا ہے۔ جہاں الہ آباد کی پرسبیٹرین عبادت کرتے ہیں۔

سول سٹیشن الہ آباد میں سب سے زیادہ اندرون شہر کی سڑک پر رونق ہے۔ سڑک مذکور کا شہر کے سور گلنڈ بیل سے آغاز ہوتا ہے جو سیدھی کاٹرا کو جاتی ہے کاٹرا ایک بازار ہے۔ جہاں سول سٹیشن کے یوروپین باشندے خرید فروخت کرتے ہیں۔ اس سڑک پر سینٹ پیٹرز کالج۔ الفرڈ پارک۔ رومن کیتھولک کتھڈرل اور میور کالج واقع ہیں۔

الفرڈ پارک:۔ یہ پارک گویا الہ آباد کی ناک ہے اس کا رقبہ ۱۳۳ ۔ ایکڑ ایک سوقدہ بیول ہے اس کی زمین کسیقدر دلدل والی ہے پہلے یہاں چھاونی تھی۔ جو موقع کے لحاظ سے مضر صحت تصور کی گئی۔ یہ پارک مذکور کے اخراجات میونسپل اور سرکاری عطیات سے چلتے ہیں جنکی مقدار علے الترتیب آٹھ ہزار اور سولہ سو روپیہ سالانہ ہے۔ علاوہ بریں یا اور بھی کئی ایک آدمی کے چھوٹے چھوٹے ہے پارک کے وسط میں باجہ نوازوں کے کھڑے ہونے کے لئے جگہ بنی ہوئی ہے۔ گرد پھولوں وغیرہ کے گملے ہیں۔ سنگریزوں کی سڑک پیدل چلنے والوں کے لئے اور ایک وسیع سڑک گاڑیوں کی آمد و رفت کے واسطے ہے۔ جب شام کو یوں

باجا بجتا ہو تو عجیب کیفیت ہوتی ہے۔ الہ آباد کے ستوقین یہاں کثرت سے جمع ہو جاتے
ہیں۔ پارک مذکور میں میدان کرکٹ کے علاوہ لان ٹنیس کا بھی موزوں احاطہ ہے
پارک میں مینبی اور بھارن ہال کی یادگاریں عمارتیں بنی ہوئی ہیں۔ جو ۱۸۷۸ء میں
درجہ تکمیل کو پہونچی تھیں ایک انمیں سے عجائب گاہ دوسرا کتب خانہ ہے دراصل دونو
سنگ سرخ کی ایک ہی عمارت معلوم ہوتی ہیں۔ مسٹر آر۔ آر۔ انجنیر کلکتہ نے ان کا نقشہ
بنایا تھا۔ اور ایک لاکھ نوے ہزار روپیہ ان پر لاگت آئی تھی۔ اس کے اخراجات
کے لیئے تین ہزار چھ سو روپیہ سالانہ پارک میو کے فنڈ سے دیا جاتا ہے پہلے پارک
میں چڑیا گھر بھی تھا۔ جو اب وہاں سے منتقل ہو گیا ہے۔

پارک کے جنوب اور کیننگ روڈ کے دوسری طرف ڈسٹرکٹ جیل ہے۔ اس
پارک کی سڑک آسے گورنمنٹ ہوس سے جدا کرتی ہے۔ گورنمنٹ ہوس گو ایک
موزوں موقع پر ہے مگر چونے کی سفید عمارت ہونے کی وجہ سے انجنیرانہ صنعت اور
دستکاری سے معرا ہے پارک کے جنوب میں پارک اور کلب کے درمیان رومن کیتھولک
فرقہ کا بڑا گرجا ہے جو زمانہ حال کے اٹالین نمونے پر ہے۔ اس کی عمارت خوبصورت
اور شاندار ہے۔ اس میں چار گھنٹے لگے ہیں۔

گرجاے مذکور کا ۱۸۷۱ء میں بنیادی پتھر رکھا گیا تھا۔ اور اس کی عمارت پر ڈیڑھ
لاکھ روپیہ کی لاگت آئی تھی۔ یہ ہندوستان کا رومن کیتھولک فرقہ کی اولوالعزمی
اور ہمت کی ایک بہترین مثال ہے کیونکہ مندرجہ بالا روپیہ کے تین سو ساٹھ ہزار
کی رقم کثیر (جس میں گورنمنٹ کی بارہ سو روپیہ کی امداد بھی شامل ہے) انہوں نے
پرائیویٹ چندے سے فراہم کی تھی۔

الفرڈ پارک کے شمال میں میور کالج کی ذوات الاضلاع عمارت ہے اس
کے تین پہلوؤں میں عمارتیں بنی ہوئی ہیں۔ مگر چوتھا حصہ ہنوز خالی پڑا ہے جہاں
ریزرویٹری بنانے کا ارادہ ہے جنوب کالج میں ایک بڑا ہال اور جنوب مغربی
گوشہ میں ایک بلند مینار ہے۔ کالج کا رخ مغربی سمت کو ہے۔ مدرجہ جماعتوں کی کثیر التعداد
کمروں کی قطار چلی جاتی ہے۔ وسطی دروازے پر پتھر کا ایک چھوٹا سا گنبد بنا ہوا ہے
شمال کی طرف پروفسروں کے پرائیویٹ کمرے ہیں اس حصے پر بھی گنبد ہے جس کی

گلٹ شدہ آہنی سلاخ سورج کی روشنی میں خوب چمکتی ہے۔ اس کالج کی طرز تعمیر عربی ہے۔ اس کا خاکہ ونقشہ مسٹر ولیم امرسن (ساکن لندن) نے تیار کیا تھا۔ اس کی عمارت کے لئے پتھر مرزا پور اور شیوراجپور سے لایا گیا تھا۔ میور کالج کی تعمیر پر آٹھ لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا۔ ایک برآمدہ میں سر ولیم میور کا بُت استادہ ہے۔ یہ بت مسٹر جی ہمنڈز نے تیار کیا تھا۔ اور اس پر دس ہزار روپیہ لاگت آیا تھا۔ جو ممالک مغربی وشمالی اور اودھ کے روسا نے بذریعہ چندہ فراہم کیا تھا۔ میور کالج۔ میور ہال اور تھارن ہل کی یادگار کی عمارتیں مسٹر جے ہیناک ایگزیکیٹو انجینیر کی نگرانی میں تیار ہوئی تھیں۔

میور کالج کے مغرب اور کلب کے شمال میں سُرخ اینٹوں کا بنا ہوا میو ہال ہے جس کے نقشے کے مجوز مسٹر بینی تھے جو ۱۸۷۹ء میں بنکر تیار ہوئی تھی۔ اس عالیشان ہال کا فرش نہایت نفیس اور قابل جلسہ ہائے رقص ہے اس پر ایکسو اسّی فیٹ بلند گنبد بنا ہوا ہے۔ ہال کے علاوہ کمیٹیوں کے کئے ایک کمرے ہیں اندرونی زیب وزینت زیادہ تر ان نقشوں کے مطابق ہے۔ جو ساؤتھ کینسنگٹن میوزیم کے پروفیسر کمبل نے بہم پہونچائے تھے۔ ہال کی منتظم ایک کمیٹی ہے۔ اور اسکے دروازے ہر ایک پبلک جلسہ کے لئے کشادہ ہیں۔ ہال مذکور میں مسٹر بوہم کا بنایا ہوا لارڈ میو کا نصف قد کا بُت نصب ہے۔

ہال مذکور میں ایک کم پچاس ہزار روپیہ کے صرف سے تیار ہوا ہے۔ یہ رقم دیسی روسا کے چندوں اور میونسپلٹی الہ آباد اور سرکاری امداد سے جمع کی گئی تھی۔

سڑک کچہری پر سینٹ ہال۔ پولیس لائن اور مجسٹریٹی اور کلکٹری کے دفاتر ہیں جس کے سامنے ایک خوبصورت نکلی دوہرم سالہ ہے۔ جہاں اہل مقدمہ اور گواہ قیام پذیر ہوتے ہیں۔

بنک بنگال بازار کاٹرا کے شمال میں ہے جس کے متصل عدالت ہائے دیوانی ہیں ان کے جنوب میں گرجے کی سڑک پر اخبار پاینر کا دفتر ہے۔

ساؤتھ روڈ گورنمنٹ ہوس کے مشرقی پہلو سے گذر کر شہر کو جاتی ہے اس پر گورنمنٹ ہائی اسکول واقع ہے۔

امبور:- مدراس سے ۱۰۵- اور ریلپٹی سے ۱۷ میل دور ہے - دریائے پولار ریلوے سٹیشن کے سامنے بہتا ہے - دریا کے جنوبی کنارے پر مندر بکس وارہ ہے سٹیشن سے تین میل کی مسافت پر پریتو کوپام گاؤں کے نزدیک سمودرا ما کا مشہور مندر ہے۔ ہزارہا جاتری ہر سال ان مندروں کے درشن کو آتے ہیں - امبور میں منی آرڈر - سیونگ بینک اور سرکاری دفتر تار موجود ہے -

امراؤتی :- بذریعہ جی - آئی - پی ریلوے بدنیرا پہونچتے ہیں - جہاں سے سٹیٹ ریلوے میں سوار ہوکر چھ میل مسافت قطع کرنے کے بعد امراؤتی کا سٹیشن آتا ہے - بمبئی سے ۴۱۹ میل دور اور ساڑھے اٹھارہ گھنٹے کا راستہ ہے - کرایہ ۲۹-۱۳-۱۲ اور چھ روپیہ ہے - امراؤتی ریونیو - جوڈیشل اور انسپکٹر جنرل پولیس جیل اور سینٹری کمشنروں کا ہیڈکوارٹر ہے -

بھاونگر کے بعد ہندوستان میں سب سے بڑی روئی کی منڈی ہے - موسم تابستان میں سخت گرمی پڑتی ہے - یوروپین آبادی شہر سے تقریباً دو میل اور ریلوے سٹیشن سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر پہاڑ پر واقع ہے - سٹیشن کے پاس عمدہ ڈاک بنگلہ ہے - ایلچپور یہاں سے ۳۰ میل کی مسافت پر ہے جہاں تانگہ کے ذریعے سے پہونچ سکتے ہیں -

امرتسر :- مدراس سے ۱۷۰۰ میل اور تقریباً نو گھنٹے کا راستہ ہے - کرایہ ۱۳۰-۶۵- اور ۳۱ روپیہ ہے - کلکتہ سے ۱۲۳۲ میل اور ۴۱ گھنٹے کا سفر ہے کرایہ ۱۱۰-۵۵- اور ۱۵ روپیہ ہے - یہ پنجاب کا ایک مشہور شہر ہے - جو شمال مشرق میں گورداسپور - شمال مغرب میں دریائے راوی جنوب مشرق میں دریائے بیاس اور جنوب مغرب میں ضلع لاہور سے محدود ہے -

رقبہ ۱۵۴۷ مربع میل - آبادی ۱۶۰۰۰۰ - امرتسر جو دہلی سے دوسرے درجے پر اور لاہور سے بڑا اور دریائے راوی و بیاس کے مابین واقع ہے ایک متمول تجارتی موزوں اور سکھوں کا مقدس شہر ہے - امرتسر وسط ایشیا میں بازار اور دیگر شہروں کے لئے کپڑے اور تانبے اور پیتل کی اشیاء کی منڈی ہے یہاں شال اور چادریں بھی بنتی ہیں - کشمیر - گجرات - سیالکوٹ اور دہلی سے بھی بہت سا

مال تجارت یہاں آتا ہے۔ ریشمی اونی کپڑوں زردوزی اور قالین بافی کے بھی بڑے بڑے کارخانے ہیں۔ نومبر اور اپریل میں دو عظیم الشان مذہبی میلے دیوالی اور بیساکھی کے نام سے ہوتے ہیں جہاں مویشی کی بڑی بڑی منڈیاں بھی لگتی ہیں۔ امرتسر کی آب وہوا موسم گرما میں بہ نسبت پنجاب کے دیگر شہروں کے معتدل ہے جو سردی میں خوشگوار اور صحت بخش ہوتی ہے۔ شہر کے شمال مغرب میں تین میل کے فاصلہ پر گوبند گڑھ کا مضبوط قلعہ ہے۔ امرتسر کا سٹیشن پٹھان کوٹ ریلوے کا جنکشن ہے۔ پٹھان کوٹ لائین سے ڈلہوزی۔ چمبہ۔ کانگڑہ اور دہرم سالہ کو راستہ جاتا ہے۔

امرتسر میں ویٹنگ و ریفرشمنٹ روم کے علاوہ چند ہوٹل بھی ہیں اور ایک ڈاک بنگلہ متصل سٹیشن ہے گاڑیاں ہر وقت مل سکتی ہیں۔

سکھوں کے گرو گوبند سنگھ نے ۱۵۷۴ء میں امرتسر (امرت یعنی آب حیات کا سر یعنی تالاب) بسایا تھا۔ اس کا موجودہ پرانا حصہ ۱۸۶۲ء سے زیادہ کی قدامت نہیں رکھتا۔ شہر کا زیادہ تر حصہ زمانہ حال کی تعمیر ہے۔ تقریباً شہر کے وسط میں مقدس تالاب اور دربار صاحب کی عمارت ہے جس کی سکھ پرستش کرتے ہیں۔ یہ عمارت مستقیمۃ الزاویہ سنگ مرمر کے پلیٹ فارم پر بنی ہوئی ہے۔ خاص حصہ مندر پر سنہری گنبد ہے۔ جہاں ہر وقت درشن کرنے والوں کا میلہ لگا رہتا ہے۔ شہر کے شمال میں سول لائین اور اس سے آگے فوجی چھاؤنی ہے۔ یہاں کا رام باغ نہایت پرفضا باغ ہے۔

امیانایا کنور :- (یا کوڈیکنل) ترچناپلی سے ۴۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ کوہستان نیلگری کے مسافر یہاں اترتے ہیں۔ سٹیشن پر ایک آرام گاہ ہے اور ناشتہ کے لئے اشیاء مل سکتی ہیں کوڈیکنل سطح سمندر سے سات ہزار فیٹ بلند اور نہایت صحت بخش اور خوبصورت مقام ہے۔ جہاں اکثر یورپین جاتے ہیں۔ بلحاظ اوصاف یہ ہندوستان کے دیگر صحت فزا اور خوشنما کوہستانوں کا مقابلہ کرسکتا ہے یہ ضلع مدورہ سے متعلق ہے۔ اور ڈاکخانہ۔ منی آرڈر۔ سیونگ بینک اور تار کے دفاتر رکھتا ہے۔

انبالہ :- یہ ضلع وچھاؤنی ہے - یہ ایک میدان میں جو سطح سمندر سے ۱۰۴۰ فیٹ بلند اور دریا گھگر سے تین میل کے فاصلہ پر ہے بسا ہوا ہے اسے انبا نامی راجپوت نے چودھویں صدی عیسوی میں آباد کیا تھا - دہلی سے ۱۶۲ میل کی مسافت رکھتا ہے - قدیم وجدید آبادیوں کے لحاظ سے اس کے دو حصے ہیں پرانی بستی کے بازار تنگ وتاریک ہیں جن میں سے ایک ہاتھی بمشکل گذر سکتا ہے - لیکن جدید آبادی جو چھاؤنی کے سمت واقع ہے - عمدہ سڑکیں رکھتی ہے - شہر وچھاؤنی کی آبادی ۱۹۵۱ء میں ۹۰۰۰ تھی - لوگوں کی حالت بالعموم اچھی ہے - جمنا وستلج دریاؤں کے وسط میں واقع ہونے کی وجہ سے انبالہ تجارت کے لحاظ سے موزوں موقع رکھتا ہے اس کی وقعت اس وجہ سے بھی بڑھگئی ہے کہ گورنمنٹ ہند کے گرما کی صدر مقام شملہ کے قریب یعنے ۸۰ میل کے فاصلہ پر آباد ہے اور پنجاب ودہلی ریلوے اسٹیشن ہے انبالہ سے کالکا تک ریلوے کی ایک شاخ لاین نکالی گئی ہے کالکا سے بذریعہ تانگہ شملہ پہنچتے ہیں - انبالہ کے دو ریلوے سٹیشن ہیں یعنی ایک شہر اور دوسرا چھاؤنی میں - موخرالذکر وہ ٹنگ وریفرشمنٹ روم رکھتا ہے - گاڑیاں دونوں سٹیشنوں پر ٹھیرتی ہیں - چھاؤنی کے وسطی طرف پختہ سڑک کے کناروں پر پیپل کے بڑے بڑے سایہ دار درخت نصب ہیں - یہاں ایک خوبصورت کلب - ہسپتال - ٹاون ہال جذام خانہ مشن سکول - عدالت مجسٹریٹی وتحصیل ہوٹل - ڈاک بنگلہ - ڈاکخانہ وتارگھر موجود ہے شہر کے جنوب مشرق میں چار میل کے فاصلہ پر ۲۲۰ ایکڑ رقبہ پر چھاؤنی آباد ہے - اس میں توپخانہ کی تین باٹریاں یوروپین اور دیسی سوار اور پیدل کی ایک ایک رجمنٹ یہاں رہتی ہے -

میدانی اور کوہی ریاستوں کی پیداوار کی تجارت کا یہ شہر مرکز ہے - سوتی کپڑے غلہ - دریاں یہاں سے بیرونجات کو جاتی ہیں اور انگریزی کپڑا - لوہا - نمک - اون اور ریشم باہر سے یہاں آتا ہے -

اندور :- جی - آئی - پی ریلوے کے ریلوے کے ذریعہ سے بروڈہ ہندوہ ...

بی۔ بی وسی۔ آئی۔ ریلوے کی وساطت سے براہ رتلام دو راستے اندور جانے کے ہیں۔ بمبئی سے ۴۴۰ میل اور ۱۷ گھنٹے کا راستہ ہے کرایہ ۲۸-۱۴-۱۴ اور چھ روپیہ۔ ریاست اندور کا یہ بڑا مشہور شہر اور مہاراجہ ہلکر کی راجدھانی ہے اور دریائے کان کے بائیں کنارے پر آباد ہے۔ مہاراجہ ہلکر اور وسط ہند کے ایجنٹ گورنر جنرل ہند (رزیڈنٹ) یہیں رہتے ہیں۔ یہ نیا شہر ہے اور ایک صحت بخش موقعہ پر سطح سمندر سے دو ہزار فیٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ مہاراجہ کا عالیشان محل اس کی بلند منزل عمارت و دروازے ہر ایک پہلو سے قابل تعریف ہیں۔ دیگر دلچسپ مقامات یہ ہیں

لال باغ جس میں گرمائی محل بنا ہوا ہے۔ اور ایک چھوٹا سا چڑیا خانہ بھی ہے۔ ٹکسال۔ مارکٹ (بازار) روئی کے بڑے بڑے کارخانے وغیرہ۔ شہر کے مغرب میں ہرن کا شکار محفوظ رکھا جاتا ہے۔ پھر سدھے ہوئے ہرنوں سے انکا شکار کرتے ہیں۔ مہاراجہ کا محل سٹیشن سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔ رزیڈنسی کی سنگی خوبصورت عمارت ایک باغ میں ہے۔ جس میں سے نہر بھی ہے۔ راجکمار کالج جس میں مالوہ کے روساء اور والیان ریاست کے لڑکے تعلیم پاتے ہیں۔ احاطہ رزیڈنسی میں بنا ہوا ہے۔ یہ علاقہ رزیڈنٹ کے زیر اقتدار ہے۔

اننت پور ۔ پریزیڈنسی مدراس کا ایک ضلع جہاں اعلیٰ افسر پولیس کے دفتر اور عدالت سے مجسٹریٹی کے علاوہ سب جیل۔ شفاخانہ۔ سکول۔ ڈاکخانہ اور ڈاک بنگلہ بھی ہے کہتے ہیں کہ یہ اصلی کرناٹک یا ملک کنارا کی مغربی حد ہے۔ راجائے وزیانگر کے دیوان چیلا پا پاڑے نے سنہ ۱۳۰۰ء میں اس کی بنا رکھی تھی۔ سنہ ۱۳۶۴ء میں اوس کے نواح میں دریائے پنڈو کی پشتہ بندی سے ایک تالاب بغرض آبپاشی بنایا گیا تھا۔ یہاں منی آرڈر۔ سیونگ بینک۔ اور گورنمنٹ ٹیلیگراف آفس موجود ہے۔

انند:۔ "بی۔ بی" و "سی۔ آئی"۔ ریلوے پر بمبئی سے ۲۷۰ میل کے فاصلہ پر آباد ہے۔ جہاں سے دس گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۱۷۔ ۱۴۔ ۴ روپیہ ہے۔ یہ گودھرا رتلام اور اجین لائن کا جنکشن ہے۔ اور مذکورہ بالا مقام مڈلینڈ ریلوے کا جنکشن ہے۔

جو براہ بھوپال و جھانسی - کانپور اور آگرہ کا عمدہ راستہ ہے - وٹنگ روم اور دھرمسالہ یوروپین اور دیسی مسافروں کے آرام کے لئے سٹیشن کے بالمقابل بنا ہوا ہے - ٹیلدرکو جو ۱۳ میل کے فاصلہ پر ہے - یہیں سے لاین جاتی ہے - اور یہ لاین ہز ہائنس گیکوار بڑودہ کی ملکیت ہے -

انوراد ہاپورہ (سیلون) یہ سیلون کے مدفون شہر کے نام سے بھی مشہور ہے یہاں ایک سرکاری آرامگاہ ہے - بعض اہل الرائے کے خیال میں یہ شہر اپنی عجیب تاریخ کے لحاظ سے پومپی سے کچھ کم وقعت اور عظمت نہیں رکھتا -

اوٹکامنڈ - پہلے یہ اُٹی کہلاتا تھا میٹاپولم سٹیشن سے ۳۲ میل سڑک کا راستہ ہے اس اسٹیشن سے ایک دوسری سڑک بھی جاتی ہے جو ۲۰ میل ہے لیکن اول الذکر سڑک عمدہ ہے یہ راستہ ۵ سے آٹھ گھنٹوں میں طے ہو جاتا ہے میٹاپولم سے اوٹاکامنڈ تک فی سواری میل تانگہ کا کرایہ بیس روپیہ اور واپسی کا سولہ روپئے ہے - کونور سے اوٹکامنڈ ۸ روپیہ اور واپسی کا ۶ روپیہ ہے -

اونچائی سطح سمندر سے ۷۲۹۰ فیٹ اور کوہ الک جو اس کے قریب واقع ہے ۸۰۰۰ فیٹ اور داد ابیٹا ۸۶۲۲ فیٹ بلند ہے جھیل عمدہ سیرگاہ ہے - جو سطح سمندر سے ۷۲۲۰ فیٹ بلند اور ڈیڑھ میل طویل ہے - دیگر تفریح گاہیں یہ ہیں - ودادابیٹا - سنکونہ کے باغات - باغ نباتات - قلعہ کوہ - لارنس پناہ گاہ - سنوڈن - کوہ چھپلی وادی زنگترہ - وادی سو یار - جو سور کی خندق بھی کہلاتی ہے - اوٹی کی آب و ہوا انگلستان کے مطابق ہے - اور مدراس پریزیڈنسی کا یہ بہترین تابستانی مقام ہے ویلنگٹن بارک سے یہ ۹ میل کے فاصلہ پر ہے - گاڑیوں کے لئے عمدہ سڑکیں بنی ہیں یہ گاڑیاں کرایہ پر مل سکتی ہیں - متعدد ہوٹل - بورڈنگ ہوس اور انگریزی دکانیں موجود ہیں - کتب خانہ - حمام خانہ - ہر قسم کے کھیلوں کے میدان - سوشل مجالس - اقوار کا بازار سرکاری دفاتر - گرجے وغیرہ بھی ہیں - موسم گرما میں گورنر مدراس اور یہاں کا گمنڈ انچیف اسکا عملہ یہاں آکر اس کی رونق کو دو بالا کرنے کا باعث ہوتا ہے -

نیلگری میں بڑا اور چھوٹا ہر قسم کا شکار افراط سے ہے۔
اوٹکمانڈ خوبصورت پہاڑوں سے محدود ہے۔ اور تقریباً ڈیڑھ میل لمبی ہے
مصنوعی جھیل۔ ہر قسم کے نباتات۔ سارک یورپین درخت اور انگلستانی پھولوں
کے پودے ناظرین اور سیاحوں کی نگاہوں کو دلچسپی سے اپنی طرف کھینچتے ہیں۔
یہ شملہ اور عالیہ کے دیگر کوہی مقامات پر بمدارج فوقیت رکھتا ہے۔
اوجین:۔ بھوپال اجین ریلوے کا انتہائی مقام۔ اور بی۔ بی۔ اینڈ سی۔ آئی۔ و
آئی۔ ایم۔ ریلوے کی فراخ و تنگ پٹری کی لائینوں کا جنکشن ہے۔ اجین ریاست
گوالیار میں دریائے سپرا کے کنارے بسا ہوا ہے اور ڈویژن مالوہ ہیڈ کوارٹر۔
(صدر مقام) ہے۔ تاریخی لحاظ سے بھی باعظمت شہر ہے۔ جدید شہر پتھر کی دیوار
اور مدور بروج سے محیط ہے۔ بڑا بازار دو منزلہ مکانات رکھتا ہے۔ شہر کے جنوبی
حصہ میں جے پور کے مہاراجہ جے سنگھ کی بنائی ہوئی رصدگاہ ہے۔ یہاں سے افیون
بیرونجات کو جاتی ہے ویٹنگ روم کے علاوہ سٹیشن سے کچھ فاصلے پر ڈاک بنگلہ
بھی موجود ہے۔ آبادی ۳۴۶۹۱۔
اودے پور:۔ ریاست میواڑ کا دارالحکومت ہے۔ بذریعہ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے
براہ کھنڈوہ وآر۔ ایم ریلوے چتوڑ یہاں ٹرین تبدیل کرکے ڈیباری جاتے ہیں
یا بی۔ بی وسی۔ آئی ریلوے کے ذریعہ سے براہ۔ اندور۔ رتلام اور بتوسط آر۔ ایم
ریلوے چتوڑ۔ وہاں سے ڈیباری۔ اودے پور سے ڈیباری ۹ میل کے فاصلہ پر ہے
یہ راستہ گاڑی یا بیل تانگے کے ذریعہ طے کیا جاتا ہے۔ جس کے لئے
پہلے ہی سپرنٹنڈنٹ میل کارٹ اودیپور کو اطلاع دیجائے۔ اودیپور میں ایک چھوٹا سا
مگر آرام دہ ڈاک بنگلہ موجود ہے۔ اگر خانساماں کو ۲۴ گھنٹے پیشتر اطلاع دیجائے تو وہ
رہائش اور قیام کا تمام سامان مہیا کر دیگا۔ اودیپور دلفریب کوہی نظارہ کے لحاظ
سے ہندوستانی کشمیر کہلاتا ہے یہاں کی جھیلیں اور محلات قابل دید ہیں۔
میواڑ کی یہ خوبصورت دارالحکومت کا ایک اور نام "طلوع آفتاب کا شہر" ہے۔

مہاراجہ کے متعدد قصروں کے علاوہ یہاں ریذیڈنٹ کی بھی ایک کوٹھی ہے اور ملی پیہیت کی سیر نہایت پرتکلف ہے۔ اودے پور کے عالی شان مکانات جگناتھ جی کا مندر۔ اس کے گرد راجپوت امرا کے عالی شان محلات نارنج اور لیموں کے باغات کی شادابی و دسر سبزی سے دل کو ٹھنڈک اور آنکھوں میں طراوت آتی ہے۔

اودیپور سطح سمندر سے ۲۰۶۴ فیٹ بلند ہے۔ اور ۴۶۶۹۳ متنفسوں کی آبادی رکھتا ہے شہر سے دو میل کے فاصلہ پر شمشان ہے۔ جہاں رانایان اودے پور اور ان کی رانیوں کی لاشیں جلائی جاتی ہیں۔ باغات میں بکثرت سمادھیں بنی ہوئی ہیں ان میں راجہ اودیپور سنگرام کی سمادھ مشہور ہے جو ۵۶ ستونوں پر قایم ہے۔ اور اس کا گنبد آٹھ ستونوں پر ایستادہ ہے۔ اودیپور کے شمال میں بارہ میل کے فاصلہ پر آکلنگ جی ہیں ایک مصنوعی جھیل بنائی گئی ہے یہ پہاڑوں سے محدود ہے اوس جھیل کے کنارے مختلف دیوتاؤں کے مندر بنے ہوئے ہیں آکلنگ جی سے بارہ میل آگے ناتھ دوارہ ہے جو ہندوستان میں نہایت مقدس سمجھا جاتا ہے۔ ناتھ دوارہ سے آٹھ میل آگے بال سمبند کا عظیم الشان تالاب ہے جس کا سنگمرمر کا بند دو میل طویل ہے۔

اورری۔ بذریعہ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے اٹارسی وہاں سے بتوسط آئی۔ ایم ریلوے اورآئی پہنچتے ہیں۔ بمبئی سے ۷۰۳ میل کے فاصلہ پر ہے کرایہ ۸/۱۴ اور ۲۲/۱۴ روپیہ ممالک مغربی وشمالی کے ضلع جالون کا یہ خاص مقام ہے۔ اور جھانسی سے ۷۰ میل مسافت رکھتا ہے۔ اناج کی بہت بڑی منڈی ہے۔ قریب ہی ایک ڈاک بنگلہ ہے۔ سیاہ مرغابیوں کا شکار یہاں کثرت سے ہے

اورنگ آباد۔ بمبئی سے نندگاؤں تک براہ ریل ۱۰۸ میل کی مسافت اور ساڑھے چھ گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۵-۱۱ - اور دو روپیہ۔ یہ نظام کی عملداری میں ہے نندگاؤں میں ڈننگ و ریفریشمنٹ روم اور ڈاک بنگلہ موجود ہے یہاں سے تانگہ پر سوار ہو کر نو گھنٹے میں ۶۰ میل قطع راہ کر کے اورنگ آباد پہنچتے ہیں تانگہ کا کرایہ فی کس

دس روپیہ ہے۔ بڑودہ (بفاصلہ ۱۴ میل) اور ویوگاؤں (بفاصلہ ۲ میل) میں ڈاک بنگلہ ہیں۔ اورنگ آباد سے جالنا تک یہی میل تانگہ جاتا ہے۔ اورنگ آباد کے شمال مغرب میں ۸ میل کے فاصلے پر دولت آباد کا مشہور تاریخی قلعہ ہے جو سطح سمندر سے ۲۲۰۹ فیٹ بلند ہے اس کو دیکھنے کے لئے سٹیشن سٹاف افسر کی وساطت سے صوبہ دار اورنگ آباد سے اجازت لیجا سکتی ہے یہ قلعہ ایک گاؤدم پہاڑ پر بنا ہوا ہے۔ اور آس پاس سے تراش کر اسکو ہیبت ناک بنا دیا گیا ہے۔ ۱۲۰ فیٹ کی بلندی تک سیدھا عمودوار لیگئے ہیں۔ ایک تنگ و تاریک راستہ سے پہاڑ کی بالائی حصہ پر پہنچتے ہیں۔ اس کی سیڑھیاں سرنگوں کو کاٹ کر بنائی گئی ہیں جو ایک بڑے غار میں سیاح کو لیجاتی ہیں جو پہاڑ کے اندر کھودا ہوا ہے۔ چوٹی کی بارہ دری سے گرد و نواح کا دلچسپ منظر نظر آتا ہے۔ اورنگ آباد میں اورنگ زیب عالمگیر کی لڑکی ربیعہ درانی کا خوبصورت مقبرہ روضہ تاجگنج کے نمونہ پر بنا ہوا ہے۔ اورنگ آباد سے سیاح غارہائے اجنٹا کا معائنہ کرسکتے ہیں جو یہاں سے ۵۴ میل کے فاصلہ پر ہیں۔ (دیکھو اجنٹا کے غار)

اورنگ آباد میں اسلامی عمارتوں کے کھنڈر جا بجا پائے جاتے ہیں۔ دولت آباد سے چھ میل کے فاصلے پر شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کا مقبرہ ہے۔ اس کے ساتھ ہی اسلامی بیت العلوم اور مسجد کی عمارتیں بھی نظر پڑتی ہیں۔

ایبٹ آباد:۔ حسن ابدال جو راولپنڈی سے پچاس میل کے فاصلہ پر ہے ایبٹ آباد جانیکا ریلوے سٹیشن ہے۔ یہاں سے ایبٹ آباد ۴۲ میل کی مسافت رکھتا ہے جہاں سے بذریعہ تانگہ براہ ہری پور ایبٹ آباد پہنچتے ہیں۔ یہ کلکتہ سے ۱۴۶۷ میل دور ہے۔ اول دوم۔ اور سوم درجہ ریلوے کا کرایہ کلکتہ سے علی الترتیب ۱۲۵- ۶۲- اور ۱۴ روپیہ ہے اور بمبئی سے تقریباً ۹۵- ۴۵- ۱۲ روپیہ ہے۔ یہ ایک بڑا کوہستانی دیسی قصبہ اور چھاؤنی ہے اور سطح سمندر سے پانچہزار فیٹ بلند ہے۔ سیاحوں کے ایک قیام گاہ (ڈاک بنگلہ) کے علاوہ یہاں منی آرڈر۔ سیونگ بینک اور تار کے بھی دفاتر ہیں۔

ایڈاکولم :- ایروڈ سے ۱۴۰ میل کے فاصلہ پر آباد ہے۔ یفصف میل کی ساخت پر دریا کے کنارے ویشنو کا ایک مشہور مندر بنا ہوا ہے۔ جس کے درشن کیواسطے تیچری۔ کنانور۔ کالیکٹ۔ شہرانور وغیرہ مقامات سے سال کے خاص ایام میں بکثرت ہندو جاتری آتے ہیں۔ اپریل میں یہاں ایک بڑا تیوہار منایا جاتا ہے جس کی دہوم دہام دس روز تک رہتی ہے۔

ایروڈ :- مدراس کالیکٹ لاین پر مدراس سے بفاصلہ ۲۴۳ میل آباد ہے کرایہ ۱۳-۵-۱ آٹھ اور ساڑھے چار روپیہ ہے۔ سوتھ انڈین و مدراس ریلوے کا جنکشن ہے۔ آرام وہ ریفرشمنٹ روم سٹیشن پر موجود ہے۔ تنجور۔ ترچناپلی وغیرہ کے تمام مسافر یہاں ٹرین تبدیل کرتے ہیں۔ سٹیشن کی بالائی چھت پر یوروپین مسافروں کے سونے کے لئے جگہہ ہے۔ متصل سٹیشن دیسیوں کے لئے بھی کئی ایک آرام گاہیں ہیں۔ سٹیشن سے دو میل کے فاصلہ پر مشہور کاویری دریا ہے جسے اہل ہنود مقدس سمجھکر اس میں نہاتے ہیں۔ اس ضلع میں روئی اور کیلا پیدا ہوتا ہے۔

ایگت پوری :- بمبئی سے بذریعہ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے ۸۵ میل کے فاصلہ پر ہے کرایہ ساڑھے پانچ۔ اڑہائی روپیہ۔ اور سوا روپیہ یہاں ریلوے کو کان سے تھل گھاٹ (دکن) چڑھنی ہے۔ یہ چڑہائی ہر ایک موسم میں گو نہایت نظر فریب ہی مگر ستمبر میں گھاٹیوں پر گلہائے رنگارنگ کے پیدا ہو جانے سے۔ اس کا لطف اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ ان گھاٹیوں کی بہتی ہوئی نہریں۔ و پانی کی دہاریں نگاہوں کو مسخر کر لیتی ہیں۔ ٹرین کو بارہ سرنگوں میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ اگاٹ پوری ایک نہایت خوشگوار صحت فزا مقام ہے۔ اس کے ضلع اور بمبئی کے بعد میں عمدہ دالوں وغیرہ کی اکثر آمد و رفت رہتی ہے۔ گرد و نواح میں بڑے بڑے شکاری حیوانات پائے جاتے ہیں۔ ریفرشمنٹ اور وٹنگ روم کے علاوہ یہاں ایک ڈاک بنگلہ بھی ہے۔

ایلچپور :- جی۔ آئی۔ ریلوے کے ذریعہ سے بذیرا جاتے ہیں۔ جو ناگپور برینچ کی ایک شاخ ہے وہاں سے بذریعہ سٹیٹ ریلوے امراؤتی۔ امراؤتی سے ایلچپور تک

تیس میل سڑک کا راستہ ہے۔عیسائی گاؤں (از امراؤتی ۸ امیل) میں ڈاک بنگلہ ہے
چکالدہ (متصل گوالی گڈھ) کا پہاڑی سٹیشن جو تاریخ ڈیوک آف ویلنگٹن کی فتوحات
کیوجہ سے مشہور ہے۔ ایلچپور کے شمال مغرب میں ہے۔ ایلچپور حیدرآباد کنٹنجنٹ (ایک
رجمنٹ انفردی۔ ایک توپخانہ۔ اور سواروں کے ایک سکواڈرن) کا ہیڈ کوارٹر ہے
اکتوبر۔ نومبر و دسمبر کے مہینوں کے سوا (جبکہ یہاں بخار پھیل جاتا ہے) ایلچپور
بالعموم صحت بخش مقام ہے۔

ایلور:۔ (اسے ایلورہ نہ سمجھنا چاہیئے) زمانہ سابق میں شمالی سرکاری کا صدر مقام
تھا۔ اب خوشنما قالینوں کی ساخت کیوجہ سے مشہور ہے۔ یہ بیزواڈہ سے
۳۰ میل کے فاصلہ پر ایسٹ کوسٹ ریلوے پر واقع ہے۔ سٹیشن ریفرشمنٹ روم
رکھتا ہے۔ گوداوری اور کرشنا کی نہروں کا سلسلہ یہاں ملتا ہے۔ گرجا۔ عدالت سب جج
ڈاکخانہ۔ تارگھر اور مدارس موجود ہیں۔ آبادی پچیس ہزار ہے

ایلورہ:۔ جی۔ آئی۔ پی ریلوے کے ذریعہ سے نند گاؤں جاتے ہیں جو بمبئی
سے بفاصلہ ۱۶۸ میل ہے۔ جہاں ایک ڈاک بنگلہ موجود ہے۔ یہاں سے دیوگاؤں
بنگلہ کو روانہ ہوتے ہیں جو بفاصلہ ۲۴ میل واقع ہے دیوگاؤں سے بارہ میل
کے فاصلہ پر روضہ عالمگیر اور ایلورہ کے غار ہیں ان سے آگے دولت آباد ہے۔
روضہ سے اورنگ آباد تک براہ دولت آباد عمدہ سڑک بنائی گئی ہے جو ۱۴ میل ہے
دولت آباد ۶۰ میل نندگاؤں سے اور نگ آباد ۷۶ میل ہے اور تانگہ کا کرایہ بیس
روپیہ لگتا ہے۔ لیکن ادھر کی سڑک اچھی نہیں ان غاروں کے دیکھنے کا موزوں وقت
بارش کے بعد ہے۔ جبکہ پہاڑ سبزہ خودرو سے ملبس ہوتے ہیں اور آبشار کی
کیفیت بھی دیکھنے میں آسکتی ہے۔ عمدہ راستہ یہ ہے کہ پہلے اورنگ آباد جائیں اور
وہاں سے ایلورہ کو روانہ ہوں۔ لیکن قلعہ دولت آباد کے دیکھنے اور بنگلہ روضہ
میں قیام کرنیکے لئے حکم پہلے عمدہ دار نظام سے ہمیں حاصل کرلینا چاہیئے۔ ایلورہ یا
ویرول کے غار گاؤں سے ایک میل کے فاصلہ پر ہیں۔ ایک پہاڑی درّہ کے گھاٹ پر

شہنشاہ عالمگیر کا روضہ ہے۔ اس میں اور بہی عباد و زہاد کی قبریں بنی ہوئی ہیں۔ روضہ سے ایک ڈہلوان گہاٹی دولت آباد کی طرف جاتی ہے غار کے اندر ہلال کی شکل کے پہاڑ بنے ہیں۔ مذاہب بدہ۔ برہمی وجین کے کل مین غار ہیں ایک برہمن رہنما غاروں کو دکہلاتا ہے۔ غارہائے مذکور تقریبا شمال وجنوب میں ۱۴ میل لمبے چلے گئے ہیں جہاں پہاڑ مغرب کیطرف پڑتا ہے وہاں مذہب بدہ کے پرکنے غار ہیں۔ شمال میں اندرسبہا یا جین مذہب کے غاروں کا مجموعہ ہے سیڑھیاں جو پہاڑ پہ بنی ہوئی ہیں وہ کیلاس (بڑے غار) کے جنوبی پہلو۔اور برہمی غاروں اور داسی او تارا غار (جو دوسرے درجہ کا ہے) پرسے گذرتے ہیں۔ سولہ غار بڑے غار کیلاسس ثانی کے جنوب اور ۱۴ غار اس کے شمال میں واقع ہیں۔ مگر موخرالذکر گو تعداد میں کم ہیں مگر مشتر و یہ طور پہ دور تک پہیلے ہوئے ہیں۔ فرگوسن مصنف تاریخ ہند وتعمیرات مشرق کے خیال میں کیلاس کا بڑا غار ہندوستان کے زمانہ قدیم کی نہایت حیرت انگیز اور دلچسپ یادگار ہے۔

ایلی فنٹا کے غار۔ یہ غار اس نام کے ایک چہوٹے سے جزیرے میں جو بمبئی کے شمال مشرق میں واقع ہیں۔ اپولو بندر سے شایقین دخانی کشتیوں میں سوار ہو کر چند گہنٹوں میں یہاں پہونچ جاتے ہیں۔ کشتی کا خرچ پانچ روپیہ اور آنہ ہے۔ دیسی اس جزیرے کو گھاپوری کہتے ہیں۔ غارہائے مذکور زیادہ تر وسط کے ایک بڑے مندر اور دو سے ماسی کی خانقاہوں پر مشتمل ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ غار ۲۶ ستونوں پر قایم ہیں۔ ان میں سے آٹھ ستون اب ٹوٹ گئے ہیں اور سولہ کی چونے سے مرمت کی گئی ہے۔ بڑا غار اکسو تیس فیٹ طویل اور اسی قدر عریض ہے۔ ستون سے ۱۵ سے ساڑھے سترا فیٹ تک بلند ہیں۔ بڑے غار کو اہل ہنود شیو کا مندر بتاتے ہیں۔ لیکن بمبئی کے بعض برہمن اس قول کو جہٹلاتے ہیں اور انکا بیان ہے کہ پانڈوں نے زمانہ جلاوطنی میں یہ مندر بنایا تہا۔ ان کے خیال میں یہ ایسا صعب و مشکل کام ہے جسے کوئی انسان انجام نہیں دیسکتا۔ خاص بت مندر میں شیو کا ہے جو ۱۹ فیٹ طویل اور تین چہرے رکہتا ہے۔ یہ چہرے برہما (پیدا کنندہ) رودرا (فنا کرنے والا) اور وشنو (محافظ) کو ظاہر کرتے ہیں

دوسرا نصف مرد و نصف عورت بت ہے (۱۲ فیٹ) وشنو (۱۶ فٹ) کا ہے ان دونوں کی شادی سے گنیش یا گنپتی (ہاتھی کے سر والا عقل کا دیوتا) اور راون (جس نے کیلاس کو اٹھا لیجانے کی کوشش کی تھی) پیدا ہوئے غار میں پتھروں کو تراش کر جو نقش و نگار بنائے گئے ہیں ان میں سے بعض کو جنوبی ہند کے بہترین نگاروں سے تصور کرنا لازم ہے۔ ڈاکٹر برگس نے ۱۸۷۱ء میں ان مندروں کا مفصل حال شایع کیا تھا۔ سیاح کو ان غاروں کے دیکھنے سے پہلے انکی ایک کاپی یا غار ہائے مذکورہ کی کوئی اور رہنما کتاب ضرور مہیا کر لینی چاہیئے۔ اس جزیرہ کا بلند ترین حصہ سطح سمندر سے ۵۰۰ فیٹ بلند ہے۔ گوایلی فینٹا میں قیام گاہ ہے۔ مگر بہتر ہوگا کہ سیاح اپنے کھانے کا سامان خود اپنے ہمراہ لائیں۔ اور یہ کہ بجائے بادبانی کشتی کے دخانی کشتی کو اس سفر کے لئے ترجیح دینی چاہیئے۔ ورنہ جاتے یا آتے وقت بادبانی کشتی ہوائے مخالف یا خفیف طوفان سے موثر ہو کر تعویق اور ہرج کا باعث ہوگی۔ ایلیفنٹا کے پرانے گھاٹ کی دہنی طرف ۲۵۰ گز کے فاصلہ پر پتھر کا ایک ہاتھی تراشا ہوا ہے اس وجہ سے پرتگیزوں نے ان غاروں کا نام ایلیفنٹا رکھدیا۔ جس کے معنی ہاتھی کے ہیں۔ ۱۸۱۴ء میں اس ہاتھی کی گردن اور سر گر پڑا۔ اس کے بعد بقیہ پتھر کے ٹکڑے کو بائکلا (بمبئی) کے وکٹوریہ گارڈن میں منتقل کیا۔ جہاں ہاتھی کا دھڑ اب تک پڑا ہوا ہے۔ ان غاروں کا حال کسیقدر تفصیل سے بیان کرنا دلچسپی سے خالی نہوگا۔ وسطی بڑے غار کی سطح ہموار ہے اور اس میں چار راستے ہیں۔ برہما۔ رودرا۔ اور وشنو۔ کے تین چہروں کا بت عجیب و غریب ہے۔ اس کے چہرے علی الترتیب بلحاظ اوصاف پیدا۔ ہلاک اور محافظت کرنے والے کے باہم مختلف ہیں۔ وسطی یا سامنے کا چہرہ برہما مشرقی۔ رودرا۔ اور مغربی وشنو کا ہے۔ وسطی چہرے کے خط و خال سے حلم دانشمندی ظاہر ہوتی ہے۔ برہما کے بائیں ہاتھ میں مرغ ہے۔ اس پھل کی شکل سے رحم (بچہ دان) کا اظہار مطلوب ہے۔ دہنا ہاتھ ٹوٹا ہوا ہے گلے میں مالا پڑی ہوئی ہے۔ اس کے نیچے نہایت خوبصورت دستکاری کا کمربند ہے۔ سر کے بالوں کو برج کی مانند بل دیا ہوا ہے۔ اور ایک خوشنما تاج زیب سر ہے۔

مشرقی یا بائیں طرف دروانے کے چہرے سے سختی و خشونت عیاں ہے

اس کی ناک کے اوپر ایک تیسری آنکھ ہے۔ پھن دار سانپ جو اس کے بازوؤں کے گرد لپٹا ہوا ہے اور جو اس کے منہ کی طرف پھن اوٹھائے ہوئے ہیں۔ رودرا اس کو دیکھ کر مسکرا رہا ہے۔ زیورات اس کے طبعی اوصاف کے مطابق ہیں یعنی کنپٹی پر انسانی کھوپری۔ اور سر پر بالوں کی جگہہ سانپ لپٹے ہوئے ہیں جنمیں سے ایک سانپ اپنا پھن طرّہ کیطرح بلند کئے ہوئے ہے۔ مغربی یا داہنی طرف وشنو ہے جو کنول کا پھول ہاتھ میں لئے ہے۔ اس کے چہرے سے ملایمت اور رحم ہویدا ہے۔ دروازہ پر دربانوں کے بُت ہیں جو چھوٹے چھوٹے جن بھُوتوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہیں۔

اردنانا ایشورہ۔ اسی ہال میں اس سے رضہ بت کے مشرق میں چہا ہاتھوں کا نصف مردانہ و نصف زنانہ بُت (وشنو اور اما) کا ہے۔ اسکے داہنے پہلو پر ہلال اور ایک سانپ سر اوٹھائے ہوئے ہے۔ جو پرستش لنگ کی علامت ہے۔ مردانہ و زنانہ ہاتھہ میں ایک ایک آئینہ ہے۔ اس بُت کی داہنی طرف برہما تخت پر جسے پانچ ملازم تھامے ہوئے ہیں بیٹھا ہے۔ شیو کے متصل اندرا آسمانی دیوتا ہاتھی پر سوار ہے۔ یہ بائیں ہاتھہ میں بجلی کو تھامے ہوئے ہیں۔ شیو کے دوسری طرف وشنو نصف انسان اور نصف عقاب کی شکل کے جانور پر سوار ہے جسے گرود کہتے ہیں۔

شیو۔ ہال کی مغرب میں ایک بڑا بُت شیو کا ہے۔ اس کے بلند تاج پر ہلال اور دیگر علامات ہیں۔ اس کے اوپر ایک پیالہ میں تین خاص شکل و شمایل کی عورتیں ہیں ان عورتوں سے گنگا۔ جمنا اور سرسوتی کے مقدس دریا مراد ہیں اہل ہنود کے اقوال کے مطابق دریائے گنگا شیو کے سر سے نکلا ہے۔ شیو کے بائیں طرف پربتی ایک خوبصورت طرز پر استادہ ہے۔ شیو کے دہنی طرف برہما و اندرا ہے اور پربتی کے بائیں جانب وشنو گرود پر سوار ہے۔

مندر لنگ :- غار کے مغرب میں ایک مربع کمرہ ہے جو چار دروازے رکھتا ہے اس کمرے کے وسط میں پتھر کا ایک بڑا عمود نما لنگ ہے جو قدرت کے آلہ توالد و تناسل کا اظہار کرتا ہے۔ یہ اس غار میں سب سے مقدس ترین چیز ہے۔

شیو کے مغربی دیواروں کی تصویریں شیو اور پربتی کی شادی کے منظروں کا اظہار کرتی ہیں۔ پربتی کا بت غار بھر میں نہایت متناسب الاعضا ہے۔ تصاویر مجلس عروس کے سامنے شیو کا بت ہے۔ اپنی پہلی بیوی سیتا سے قربانی کے بارے میں سیتا کے والد کا انکار سنکر سخت غضبناک ہے۔ اور اس کے کندھوں سے رانوں تک کھوپریوں کی مالا لٹک رہی ہے۔

مغربی پہلو:۔ ایک صحن سے گذر کر سیاح ایک کمرے میں پہنچتا ہے جس میں ایک اور لنگ نصب ہے۔ اس کے وسط میں شیو فقیرانہ وضع سے ایک تخت پر بیٹھا ہے۔

پھر بڑے غار میں داخل ہو کر مشرقی پہلو کیطرف سیاح ایک کمرے میں پہنچیگا جس میں شیو اور پربتی دیوتاؤں اور دیبیوں کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ اور وہ شیو اور پربتی پر پھول برسا رہے ہیں۔ شیو اور پربتی کے پیچھے ایک عورت ایک بچے کو اٹھائے ہوئے ہے۔ یہ بچہ گونیش یا گنپتی ہے جو جوان ہو کر ہاتھی کے سر والا عقل کا دیوتا ہوا۔ اگر سیاح یہاں سے مڑکر چند قدم آگے بڑھے وہ اس غار کے اس حصہ پر پہونچ جائیگا جہاں سیلون کے جن بھوتوں کے بادشاہ راون کی اسوقت کی تصویر دکھائی گئی ہے۔ جبکہ اس متبرک کیلاس کو اٹھا لیجانے کی کوشش کی تھی۔ راون کے دس سر اور دس ہاتھ تھے۔ اس کے مقابلہ میں شیو اپنے آٹھ ہاتھوں اور پربتی کے ساتھ کیلاس پر کھڑا ہے اور اس کے معتقد دیوتا اس کے عقب میں ہیں۔

مشرقی پہلو:۔ اس سمت میں داخل ہونے کے لئے سیاح کو ضرور چند سیڑھیاں اترکر ایک صحن کو عبور کرنا چاہیئے۔ اس کے بعد وہ چند اسی سیڑھیوں پر پہونچیگا جس کے ہرطرف پتھر کا ایک چیتا ایستادہ ہے۔ مشرقی پہلو کے وسط میں لنگ ایستادہ ہے۔ جنوبی گوشہ پر گنیش کا ایک بہت بڑا بت ہے۔ مغربی دیوار پر دس بڑی بڑی تصویریں کندہ کی ہوئی ہیں۔ ان میں سے اکثروں کی صورتیں اکبری کیطرح بگڑ گئی ہیں۔

اس جزیرے میں بڑے غار کے علاوہ چار اور غار بھی ہیں۔ دو تو اسی

چوٹی پر ہیں جس میں مندرجہ بالا ٹیا غار کھودا گیا ہے۔ بقیہ دو سامنے کی چوٹی پر واقع ہیں موخرالذکر چوٹیوں پر ایک راستہ سے پہونچتے ہیں جو جھاڑیوں اور کوہستانی اشجار سے جنگل کا نمونہ ہے۔ (بمبئی گزیٹیر)



باوالی:۔ پریزیڈنسی بمبئی کا ایک قصبہ جو باوالی سٹیشن سے تین میل اور پونا سے ۵۰ میل کی مسافت رکھتا ہے اس قصبہ میں جین مت کا ایک غاری مندر ہے۔ جو غالباً ۶۵۰ء میں پہاڑ کو تراش کر بنایا گیا تھا۔ برہمنی مذہب کے بھی تین مندراہی غار ہیں یہ ۵۷۸ء میں بنائے گئے تھے۔ جینی غار ۳۱ فیٹ طویل اور ۱۹ فیٹ عمیق ہے۔

بارکپور:۔ کلکتہ سے براہ ریل دو ریا وسڑک ۱۴ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں ایک عظیم الشان پارک ہے جس کے شمال میں چھاؤنی ہے۔ بارکپور ایک بہت بڑا قصبہ ہے۔ جہاں صدہا کوٹھیاں اور بنگلے بنے ہوئے ہیں۔ کلکتہ سے یہاں تک عمدہ سڑک ہے۔ گاڑی میں سوار ہو کر اس راستہ سے بارکپور جانا دلچسپی سے خالی نہیں پارک نہایت خوبصورت اور وضعدار ہے۔ جس میں چند وحشی حیوانات اور پرندے بھی رکھے ہوئے ہیں۔ وائسرائے ہند کی کوٹھی پارک کے وسط میں بنی ہوئی ہے۔ جب ہندوستان کے گورنر جنرل شملہ سے اتر کر کلکتہ تشریف لیجاتے ہیں تو اون کے وقت کا زیادہ تر حصہ بارکپور میں بسر ہوتا ہے۔ لارڈ منٹو نے سب سے پہلے اپنے قیام کیلئے بارکپور کو منتخب کیا تھا۔ مارکوئیس آف ہسٹنگ نے اس کوٹھی کو اور بھی وسعت دی۔ لیڈی کیننگ کی قبر بھی یہاں بنی ہوئی ہے۔

بارہ بنکی:۔ یہ لکھنؤ سے سترہ میل کے فاصلہ پر ریلوے جنکشن ہے۔ جہاں سے بہرام گھاٹ کو ریلوے لائن جاتی ہے۔ نواب گنج اس سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔ ضلع کے افسران اعلیٰ ان ہر دو مقامات میں رہتے ہیں۔ آبادی چودہ ہزار سول سٹیشن نواب گنج میں بمعہ گرد و نواح ضلع بارہ بنکی کی آبادی ۱۳۰۹۰۶ ہے سکول کے علاوہ پولیس۔ ڈاکخانہ۔ اور تار کے دفاتر بھی یہاں کھلے ہوئے ہیں

باگل کوٹ:۔ یہ ضلع کلاوگی کا سب ڈویژن دریائے گھاٹا پرابھا پر باداملی سے سترہ میل کی مسافت پر واقع ہے۔ ریشمی اور سوتی کپڑے کی تجارت وساخت کی منڈی ہے۔ سب جج کی عدالت کے علاوہ یہاں شفاخانہ۔ منی آرڈر۔ تار۔ اور سیونگ بینک کے دفاتر ہیں۔

باندا:۔ جہانسی سے مانک پور جاتے ہوئے راہ میں یہ سٹیشن آتا ہے۔ جو اول الذکر سے ۱۹۹۔ اور کلکتہ سے ۱۸۶ میل دور ہے۔ کرایہ کلکتہ سے تقریباً ۱۶ ۳۰۔ اور آٹھ روپیہ یہ ایک میونسپل شہر اور حکام ضلع کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ دریائے دکن سے ایک میل کے فاصلہ پر دلدل والی سرزمین آباد ہے۔ اس دریا کی تہ سے وہ پتھر نکلتا ہے جو سنگ باندا کے نام سے مشہور ہے جسے تراش کر اور پالش کر کے گراں قیمت پر بیچتے ہیں۔ دریا کے بائیں کنارے پر جہاں ریلوے پل بنا ہوا ہے پرانے قلعہ کے کھنڈر نظر آتے ہیں یہاں ۶۶ مسجدیں ۱۶۱ ہندو اور پانچ جینی مندر ہیں جنمیں سے بعض کی طرز تعمیر نہایت خوشنما ہے۔ باندا میں منی آرڈر۔ سیونگ بینک اور تار کے دفاتر کھلے ہوئے ہیں۔

باندی کھوئی:۔ انجن کے تبدیل ہونے کا سٹیشن اور ریلوے سٹاف کی ایک بہت بڑی بستی جو دہلی سے ۱۳۵۔ اور آگرہ سے ۴۰ میل کی مسافت رکھتی ہے۔ یہ بڑی لائین اور آگرہ شاخ ریلوے کا جنکشن ہے۔ سٹیشن پر ویٹنگ اور ریفرشمنٹ روم موجود ہیں۔

بانکے پور:۔ کلکتہ سے ۳۲۰ میل کے فاصلہ پر ایک بڑا سول سٹیشن اور ضلع پٹنہ کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ پٹنہ گیا لاین اور ڈگا گھاٹ شاخ ریلوے کا جنکشن ہے بانکے پور بنگال اور نارتھ ویسٹرن ریلوے کا بھی یہی راستہ ہے۔

بانمور:۔ گوالیار سے بارہ میل کی مسافت پر ایک گاؤں اور ریلوے سٹیشن ہے جب نیا چاند شنبہ کو نکلتا ہے تو اس موقع پر یہاں ایک بہت بڑا میلہ سنیچری کے نام سے ہوا کرتا ہے۔ اس گاؤں کے متصل پتھروں کی کانیں ہیں اس نئے برآمد شدہ پتھروں پر کائی کیطرح کچی دہات جمی ہوئی ہوتی ہے۔

ببینا:۔ جہانسی سے پندرہ میل کے فاصلہ پر ایک بڑا قصبہ ہے۔ ہرن اور چیکارے

یہاں کثرت سے ہیں۔ مگر ان کے شکار کے لئے حکام سے اجازت لینی پڑتی ہے چیتے۔ چیتل اور بارہ سنگے بھی پائے جاتے ہیں۔ کبھی کبھی شتر مرغ بھی دیکھنے میں آتا ہے یہاں ایک آرام دہ بنگلہ ہے جہاں ڈویژنل انجنیر جہانسی کی اجازت سے قیام کر سکتے ہیں۔ منی آرڈر اور سیونگ بنک کے دفاتر کے ساتھ مسافروں کے لئے ڈاک بنگلہ بھی بنا ہوا ہے۔

بٹی کولہ:۔ (سیلون) مشرقی صوبہ کا دارالحکومت ہے۔ ایک جزیرہ پر ایک عجیب قسم کی نمکین جھیل کے متصل آباد ہے۔ جھیل مذکور ایک تیس میل لمبی نہر کے ذریعہ سے سمندر سے جا ملتی ہے مضافات بٹی کولہ میں ناریل کے درخت نہایت کثرت سے ہیں دیہات میں تامل اور مسلمان قومیں آباد ہیں۔ بٹی کولہ میں جانے کے لئے جھیل پر ایک خوشنما راستہ بنا ہوا ہے۔ شہر میں ایک پرانا فرنچ قلعہ ہے جو قید خانہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ بٹی کولہ "گانیوالی مچھلیوں" کے لئے مشہور ہے۔ جو نمکین جھیل میں رہتی ہیں۔ یہ مچھلیاں ایسی خوش نوا ہیں کہ ان کا نغمہ کانوں کو نہایت بھلا معلوم ہوتا ہے۔ "سر لے ٹینٹ" انکی ترانے کی نسبت یہ رائے ظاہر کرتے ہیں کہ ان گانیوالی مچھلیوں کی آواز متمیز اور صاف ہے۔ اور ان کی بلند و دھیمی سُریں نہایت شیریں ہیں" بٹی کولہ کی آبادی چھ ہزار آدمیوں کی ہے

بجولی:۔ جہانسی سے پانچ میل کے فاصلہ پر آئی۔ ایم۔ ریلوے پر واقع ہے یہاں شکار بہت ملتا ہے اور مرغابیاں بھی پائی جاتی ہیں۔

بدنی:۔ ہوشنگ آباد سے ۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے بدنی اور برکھیرہ کے مابین لاین ۱۴ میل تک سلسلہ وار دہیا کی گھاٹیوں میں سے گذرتی ہے جس کے دونوں طرف کا نظارہ نہایت دلفریب اور موثر ہے۔

بدنیرا:۔ جی۔ آئی۔ پی ریلوے پر بمبئی سے ۴۱۲ میل کی مسافت پر واقع ہے۔ کرایہ ۲۶-۱۳-۱ور چھ روپیہ ہے۔ سٹیٹ لاین امراؤتی کا جنکشن ہے سٹیشن پر ویٹنگ اور ریفرشمنٹ روم موجود ہیں۔ یہ ایلچپور کے قریب ترین سڑک ہے۔ روندن پور میں جو اٹھارہ میل کے فاصلہ پر ہے ہر سال نومبر اور دسمبر کے درمیان میلہ ہوا کرتا ہے۔ جو ایک ماہ تک رہتا ہے۔ یہ میلہ مذہبی اور تجارتی دونوں

قسم کا ہے تخمیناً ۶۰ ہزار آدمی اس کے دیکھنے کے لئے آتے ہیں۔

برار:۔ جسے "اضلاع مفوضہ حیدرآباد" بھی کہتے ہیں۔ یہ اضلاع سرکار نظام نے بموجب عہدنامہ ہائے ۱۸۵۳ء و ۱۸۶۱ء گورنمنٹ انگریزی کو سپرد کئے ہیں برار کے دو ممتاز حصے پایان گھاٹ و بالا گھاٹ (نشیب و فراز قطعات ملک) ہیں کوہستان بالا گھاٹ سلسلۂ کوہ اجنتا کے اوپر واقع ہے۔ برار کے خاص تجارتی شہر اکولہ امراؤتی۔ کھوگاؤں ہیں۔ برار کا رقبہ سترہ ہزار سات سو ستر مربع میل ہے۔

بردوان:۔ یہ سول سٹیشن و ضلع ہے۔ یہاں پہلے کمشنری تھی۔ مہاراجہ بردوان کے محلات و باغات یہاں کے رونق کے بڑھانیکا باعث ہیں ایکسو آٹھ مندروں کا سلسلہ دو حلقوں میں منقسم ہے۔ پیر بہرام کی بھی خانقاہ بنی ہوئی ہے بردوان کی میونسپلٹی ۹۳ دیہات پر مشتمل ہے جو ایک دوسرے کے متصل خاص شہر بردوان کے گرد واقع ہیں۔ دریائے بھاگیرتی کا مندر "جگنّاتھ" بہت بڑا تجارتی ہے۔ مسلمانوں کے زمانہ میں بردوان ایک نہایت بارونق شہر ہوگا۔ کیونکہ ایک عظیم الشان قلعہ کے کھنڈر اب بھی نظر آتے ہیں۔ رانی گنج جو دمودر پر واقع ہے ضلع کی تجارت کوئلہ کا مرکز ہے۔

برکھیرا۔ بھوپال ریلوے گھاٹ کی چوٹی پر اسکا سٹیشن بنا ہوا ہے۔ اور عمدہ ڈننگ روم رکھتا ہے اس کے گرد کا ملک بالکل جنگل ہے۔ جہاں بکثرت شکار ملتا ہے سٹیشن برکھیرا سطح سمندر سے ۱۹۲۰۔ اور نظری سٹیشن سے ۵۵۰ فیٹ بلند

برندرابن:۔ شمال متھرا سے ساڑھے سات میل کی ریلوے مسافت پر واقع ہے۔ اور ہندوؤں کے نہایت مقدس شہروں میں سے ہے۔ یہاں کثیر المقدار مندر۔ شوالے وغیرہ ہیں جنہیں سب سے عمدہ "گوبند دیوا" کا مندر ہے جو ۱۵۹۰ء میں بنایا گیا تھا۔ اور رنگی کا جدید مندر بھی دیکھنے کے قابل ہے جس کی تعمیر پر پچیس لاکھ روپیہ لاگت آئی تھی۔

بروچ۔ بی بی و سی آئی۔ ریلوے پر بمبئی سے ۲۰۳ میل کی مسافت پر بسا ہوا ہے۔ کرایہ ۱۳۔ ۶۔ ½ اور دو روپیہ بارہ آنے۔ ریلوے نربدا کو عبور کرکے بروچ پہونچتے ہیں۔ ریلوے پل سے اس دریا کا بخوبی نظارہ ہوسکتا

ہے۔ تجارت کے لحاظ سے بڑا وسیع شہر ہے۔ گجرات کی روئی اس اسٹیشن سے بیرونجات کو جاتی ہے۔ یہاں بھی دخانی کارخانے جاری ہیں۔ بندرگاہ جنگی تک اور سواحل تجارت جہازوں کے ذریعے سے ہوتی ہے۔ اجرائے ریلوے سے بعد تجارت اب کم ہوگئی ہے۔ سیاح کو یہاں دلچسپ مقامات کم ملیں گے۔ لیکن اہل ہنود کی نگاہوں میں یہ بڑا مقدس شہر ہے۔ جہاں بکثرت جاتری جاتے ہیں۔ سکل تیرتھہ (پاک کرنیوالی جگہ) بروچ سے دس میل کے فاصلہ پر دریائے نربدا پر واقع ہے۔ جہاں ہر سال ماہ نومبر میں پانچ روز تک میلہ ہوا کرتا ہے۔ اس تیرتھہ کے متصل ایک جزیرہ میں ایک ایسا عظیم الشان بڑ کا درخت ہے جس کے سایہ میں دس ہزار آدمی بیٹھ سکتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ درخت کبیر کے دانت سے پیدا ہوا تھا جس کے نام سے یہ موسوم ہے۔ فوربس کے قول کے بموجب یہ گھیر میں دو ہزار فیٹ ہے۔ ۳۵۰ بڑے اور تین ہزار چھوٹے تنے رکھتا ہے۔ اسٹیشن پر ویٹنگ روم موجود ہے۔ اور اس سے کچھ فاصلہ پر دھرم سالہ ہے جس میں یورپین بھی فروکش ہو سکتے ہیں۔ شہر میں ایک ڈاک بنگلہ ہے۔ گاڑیاں اسٹیشن پر دستیاب ہو سکتی ہیں۔

یہ گجرات کا مشہور شہر اور جنوبی ہند کا قدیمی بندرگاہ ہے اٹھارہ صدیاں پہلے ہندوستان اور مغربی ممالک ایشیا کا یہ خاص بندر تھا۔

بڑودہ:۔ بی بی اینڈ سی۔ آئی ریلوے پر بمبئی سے ۲۴۸ میل کے فاصلہ پر واقع ہے کرایہ ۱۵|۱۳-۰۔ اور تین روپئے ہے یہ اس نام کی ریاست کا دارالحکومت ہے۔ فرمانروا کا پشتینی خطاب گیکوار ہے۔ ہز ہائینس کے قلمرو کا رقبہ ۸۵۰۰ مربع میل اور آبادی ۲۵ لاکھ ہے۔ باشندے نوے فیصدی ہندو ہیں۔ شہر و مضافات کی قابل دید عمارات و اشیا یہ ہیں:۔

محل نظیر باغ۔ محل مکن پورہ۔ سونے چاندی کی توپیں۔ اور چڑیا گھر جو اسٹیشن اور کیمپ کے مابین ایک باغ میں ہے۔ جدید مفید عام تعمیرات نے شہر کی رونق و زینت کو اور بھی دوبالا کر دیا ہے۔ مثلاً کالج ریاست۔ عدالت ہائے انصاف اور زنانہ ہسپتال وغیرہ۔

مہاراج کا نیا محل جو راج محل کے نام سے موسوم ہے۔ ساڑھے چار لاکھ روپیہ کی لاگت سے بنکر تیار ہوا ہے۔ جو اہل ہنود اور اسلامی ملی جلی طرز تعمیر کا عمدہ نمونہ ہے۔ کمپ پر انگلش پارک ۱۰ دھوکا ہوتا ہے۔ رزیڈنٹ اور دیسی افسران کمپ میں رہتی ہے۔ سٹیشن پر دو بنگلہ اور ریفرشمنٹ روم اور خوابگاہ موجود ہے اور کمپ میں ڈاک بنگلہ ہے

بر ور ؛۔ یہ شموگہ کا سٹیشن ہے جو چالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ کوہستان بابا بدان کو بھی یہیں سے جاتے ہیں۔ جو میسور میں سب سے اونچا سلسلہ کوہ اور سطح سمندر سے ۶۳۱۷ فیٹ بلند ہے یہ سلسلہ گھوڑے کی نعل کی مانند ہے جو شمال مغرب کیطرف کھلا ہوا ہے۔ سلسلہ مذکور وادی جگار کو احاطہ کئے ہوئے ہے بلند مقامات کے ماسوائے تمام قطعہ درخت زار سے ڈھکا ہوا ہے جہاں بکثرت شکار ملسکتا ہے۔ وہ غار جس میں بابا بدان کی قبر ہے جنوبی ہند کا مکہ کہلاتا ہے۔ پہلے یہی بزرگ میسور میں قہوہ لائے تھے۔ کثیر التعداد زایر اس مقبرہ پر آتے ہیں۔ ناریل۔ اجناس اور دیگر پیداوار بروس سے بیرونجات کو بھیجی جاتی ہے۔

برہانپور ؛۔ بھوساول سٹیشن سے ۴۹ میل کے فاصلہ پر ہے۔ آبادی ۳۲۲۲ پرانا قلعہ محل اور مساجد کی عمارت قابل دید ہیں۔ ریشمی طلائی اور نقرئی ظروف یہاں بنتے ہیں۔

بریلی ؛۔ اودھ روہیلکھنڈ ریلوے کے جنکشن سے شہر کا سٹیشن ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ شہر کے سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم موجود ہے۔ نینی تال اور پیلی بھیت کو بھی یہاں سے لاین جاتی ہے۔ یہ شاخ ۶۲ میل طویل ہے چندوسی بریلی سے ۴۴ میل کے فاصلہ پر ہے۔ چندوسی کا سٹیشن علیگڈھ کا جنکشن ہے۔ بمبئی سے بریلی تک کا کرایہ تقریباً ۶۱-۳۵- اور ۱۴ روپیے لگتا ہے۔ بریلی روہیلکھنڈ ڈویزن کا ہیڈکوارٹر ہے۔ ۱۸۸۱ء میں اس کی آبادی ۱۰۳۱۶۰ (۵۶۵۵۰ ہندو ۴۵۰۰۷ مسلمان ۲۰۷ عیسائی اور ۱۳ متفرق) تھی بلحاظ آبادی یہ شمال مغرب میں پانچویں درجہ کا شہر ہے۔ اور سطح سمندر سے ۵۵۰ فیٹ کی بلندی پر دریا رام گنگا کے کنارے آباد ہے۔ ریلوے لائین اس کو گرد دونواح کے تمام بڑے بڑے تجارتی

شہروں سے پیوستہ کرتی ہے۔ اودھ روہیلکھنڈ ریلوے میں بجانب مشرق لکھنؤ اور بنگال اور بہ سمت مغرب دواب کے مسافر سوار ہوسکتے ہیں۔ سول سٹیشن اور چھاؤنی ایک کھلے میدان میں واقع ہے جس میں چند نالے اور گڑھے بھی ہیں۔ چھاؤنی کی بارکوں میں توپخانہ کی ایک باڑی یوروپین اور دیسی انفنٹری اور دیسی رسالے کے رہنے کی گنجائش ہے۔ یہ مقام روہیلکھنڈ کا فوجی ضلع ہے۔ چھاؤنی کی آبادی ۱۰۲۰۵ (۶۳۴۹ ہندو-۲۰۲۶ مسلمان-۱۴۳۰ عیسائی-۱۱۶ متفرق) ہے یہاں کی تمام یوروپین اور دیسی سپاہ ایک بریگیڈیر جنرل کے ماتحت ہے

بیسم:- جی-آئی-پی ریلوے کے ذریعے سے اکولہ وہاں سے تانگہ پر سوار ہو کر ۵۰ میل قطع مسافت کے بعد بیسم پہنچتے ہیں۔ فی سواری سات روپیہ تانگہ کا کرایہ لگتا ہے۔ ڈاکخانہ-ٹیلیگراف-ڈپٹی کمشنر و تحصیلدار کی کچہریاں-سول ہسپتال اور ڈاک بنگلہ یہاں موجود ہے۔ شکار بکثرت ملتا ہے۔ سب سے اونچا پہاڑ جو دوہزار فیٹ بلند ہے تعلقہ پوساد میں واقع ہے۔

بسین:- ۱۵۳۴ء میں شاہ گجرات نے یہ علاقہ پرتگیزوں کو دیدیا تھا جو دو صدیوں تک قابض رہے اور ان کے دور حکومت میں اس نے اچھی ترقی کی اور بہت سی شاندار عمارتیں بنگئیں۔
۱۷۳۹ء میں مرہٹوں نے سخت مقابلہ کے بعد اسے فتح کر لیا۔ وہ زیادہ عرصہ تک اس پر متصرف رہ سکے چنانچہ ۱۷۸۰ء میں انگریزوں نے اس کے قلعہ پر فتح و نصرت کا جھنڈا اڑایا۔ مگر دو سال کے بعد معاہدہ سالبی کے موجب یہ شہر مرہٹوں کو واپس کر دیا گیا ۱۸۱۸ء میں جب پیشوائی کی طاقت کا قلع قمع ہو گیا تو بسین پھر انگریزوں کے قبضہ میں آیا۔
دریا کی سمت سے اگر دیکھیں تو ساحل پر ایک عظیم الشان دروازہ نظر آتا ہے۔ جس کے اندر بائیں طرف ہنومان کا چھوٹا سا مندر ہے۔ اسی جانب سینٹ جوزف کا گرجا ہے۔ دریا کے مقابل مربع بازار ہے اس کے آگے کا دروازہ منہدمہ قلعہ سے تعلق رکھتا ہے۔ جب اس دروازے کے اندر داخل ہوں تو تمام زمین

قلعہ کے کھنڈرات سے معمور دکھائی دیتی ہے۔ سمت چپ ایک پرانے برج کے کھنڈر ہیں جس پر ایک پرانا کتبہ مرقوم ہے۔ عقب برج میں شمالی جنرل اور کپتان جین کے محلات ہیں۔ اول الذکر کے محل کے باغ میں گرجا اور ہسپتال ہے ہسپتال کی عمارت عظیم الشان اور خوبصورت ہے۔ اس کے سامنے نوسہ سنہورہ ڈاونڈا کا گرجا ہے۔ جو کہ کے بالمقابل گرجے اور خانقاہوں کے کھنڈر ہیں۔ جن کی ۱۵۴۳ء میں بنیاد رکھی گئی تھی۔ ان منہدمہ عمارات کے آگے ایک اور شکستہ گرجا ہے جو بسین کی تمام بڑی عمارات سے زیادہ پرانا تصور کیا جاتا ہے۔ سینٹ فرانسس یہیں اپنی تین سیاحتوں (۱۵۴۴-۱۵۴۸) کے موقعہ پر ٹھیرا گیا۔ موخرالذکر کلیسا کی کھنڈرات کی جانب راست ڈومینکن گرجے کے کھنڈر ہیں۔ جو ۱۵۸۳ء میں بنایا گیا تھا۔

بسین:۔ (بہار) ۲۱۴۴ متنفسوں کی آبادی کا شہر ہے۔ یہاں کوئی دلچسپ چیز نہیں۔ اور نہ کوئی ہوٹل ہے البتہ ایک سول کلب قایم ہے۔ قصبہ کے پاس ہی بہت سے چھوٹے چھوٹے گاؤں ہیں۔ جہاں چاول بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ ہر سال یہاں سے ہزارہا من چاول جہازوں میں لاکر بیرونجات کو جاتا ہے۔

بکسر:۔ سر ہکٹر منرو کو ۱۷۶۴ء میں نمایاں فتح یہیں حاصل ہوئی تھی۔ جس کی بدولت ایسٹ انڈیا کمپنی کو بنگال و بہار کی سلطنت نصیب ہوئی۔ نیل اور غلہ اشیائے تجارت ہیں۔ اس شہر میں بھی مذہب بدھ کے شاندار منادر موجود ہیں۔

بلارم:۔ سکندرآباد کے شمال میں پانچ میل کے فاصلہ پر حیدرآباد کنٹنجنٹ سپاہ کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ اور تار کا دفتر بھی موجود ہے۔ رزیڈنٹ حیدرآباد سال میں چار ماہ یہاں رہتے ہیں۔ یہ صحت افزا اور خوشنما مقام ہے۔ سپرنٹنڈنگ انجنیر۔ اور اکونٹنٹ جنرل کے محکمہ جات بھی بلارم میں ہیں۔ یہ سطح سمندر سے ۱۹۲۰ فیٹ بلند ہے۔ ایک رسالہ فیلڈ باٹری اور ایک انفنٹری کو رہبی مقیم رہتی ہے یوروپین رسالہ کی دومنزلہ بارکیں دیکھنے کے لایق ہیں۔ انگریزی اور حالی (حیدرآبادی) دو نو سکے یہاں چلتے ہیں۔

بلاری:۔ ایس۔ ایم۔ ریلوے پر واقع ہے بمبئی سے ۴۸۴ میل اور مدراس سے

بائیس گھنٹوں کا راستہ ہے۔ کرایہ ۳۴-۱۷-۱ اور ۸ روپیہ ہے۔ حکام ضلع اور فوج مدراس کے ایک بریگیڈ کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ بلاری میں وہ تمام سرکاری دفاتر اور محکمہ جات موجود ہیں جو ایک اول درجہ کے فوجی سٹیشن کے لئے ضروری ہیں۔ گرجے۔ ہسپتال۔ بازار۔ سلح خانہ۔ کلب۔ مدارس قایم ہیں قلعہ سنگ سرخ کے چٹان پر بنا ہوا ہے۔ ۱۸۰۰ء میں نظام نے یہ مقام گورنمنٹ انگریزی کو تفویض کیا تھا۔ روئی دبانے کے کارخانوں کا مرکز ہے۔ سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم موجود ہے۔ بنک۔ منی آرڈر۔ سیونگ بینک اور تار کے دفاتر بھی کھلے ہوئے ہیں۔ بلاری ایک بنجر میدان میں سرخ چٹان کے نیچے بسا ہوا ہے۔ چٹان مذکور ۴۵۰ فیٹ بلند اور ۲ میل کے گھیرے میں ہے۔ شہر کے گرد دو مضبوط شہر پنا ہیں بنی ہوئی ہیں۔ بالائی قلعہ چٹان کی چوٹی پر واقع ہے جہاں ایک مٹھی بھر سپاہ بھی دشمن کے لشکر عظیم کو داخل ہونیکا موقعہ نہیں دیسکتی اور جسے حملے کے ذریعے سخر کرنا تقریباً ناممکن ہے نشیبی قلعہ جہاں سلح خانہ ہے شرقی بنیاد کی حفاظت کرتا ہے اسطرف بہت سے سرکاری دفاتر کی عمارات مثلاً پوسٹ آفس اور فوجی ذخیرہ خانہ واقع ہے بسمت جنوب دیسی آبادی ہے۔ کوئی بازار بروس پیٹھ اور ملیر پیٹھ جنوبی ہند میں اعلے درجہ کے فوجی بازار ہیں۔ چٹان کی اپنی طرف ایک میل کے گھیر کا تالاب ہے جسکا کسیقدر حصہ ہر سال خشک ہو جاتا ہے۔ بسمت مغرب رجمنٹ کی لائنیں ہیں ان بارکوں میں دو یورپین اور دو دیسی رجمنٹوں کے رہنے کی گنجائش ہے بالفعل ان میں برٹش انفینٹری کی ایک رجمنٹ توپخانہ کی ایک باٹری دو دیسی انفینٹریاں اور ایک دیسی رسالہ رہتا ہے ان کل سپاہیوں کی تعداد ۲۸۰۹ ہے بجانب شمال سول لائین ہے۔ جہاں گرجے۔ سرکاری دفاتر۔ سکول۔ شفا خانہ۔ دفتر تار اور ریلوے سٹیشن ہے۔

بلاسپور:۔ بنگال ناگپور ریلوے پر ناگپور سے ۲۵۶ میل کے فاصلہ پر آباد ہے اور ۱۰ گھنٹوں کا راستہ ہے کرایہ ۴-۲ اور گیارہ روپیہ ہے شہر سٹیشن سے ۴ میل دور ہے یہ کٹنی (ای آئی ریلوے) کا جنکشن ہے۔ ڈپٹی کمشنر اسسٹنٹ کمشنر۔ مڈیکل سپرنٹنڈنٹ پولیس اور جنگلات کے دفاتر یہاں موجود ہیں۔ یہ بدلیا

انجن کا بہت بڑا اسٹیشن ہے۔ بسمت مشرق پندرہ میل کے فاصلہ پر ڈیلا لا کا پہاڑ
ہے جو دو ہزار چھ سو فیٹ بلند ہے۔ اس کے اوپر سے گرد و نواح کے ملک کا
بخوبی نظارہ ہو سکتا ہے بلاسپور سے بارہ میل کی مسافت پر رتن پور چھتیس گڈھ
(۳۶ قلعہ جات) کی پرانی ریاست کا دار الحکومت ہے۔ یہاں کے باشندے
ابتک اپنے آپ کو علیحدہ قوم تصور کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو چھتیس گڈھی
کہتے ہیں۔ بلاسپور میں ایک ڈاک بنگلہ ہے۔ آبادی تقریباً پندرہ ہزار ہے وسیع
ریلوے کوارٹروں کے علاوہ ریلوے انسٹیٹیوٹ اور لائبریری بھی یہاں قایم
ہے۔ بلاسپور کوئی سرائے دلچسپ مقام نہیں جو دیکھنے کے قابل ہو۔

بلڈانہ:۔ برار کے مغرب میں یہ ایک چھوٹا سا پہاڑی قصبہ ہے جو سطح سمندر سے
۲۱۹۰ فیٹ بلند ہے۔ بلڈانہ سے ۹ میل کے فاصلہ پر گیرولہ میں ایک ایسا بڑ کا درخت
ہے۔ جو پانچسو گز کا پھیلاؤ رکھتا ہے۔ اس ضلع کا رقبہ ۲۸۰۴ مربع میل ہے ڈپٹی
کمشنر و سپرنٹنڈنٹ پولیس یہاں رہتے ہیں جی۔ آئی۔ پی ریلوے کی شاخ
ناگپور پر ملکپور سے بلڈانہ کو راستہ جاتا ہے۔ ملکپور میں ایک چھوٹا سا ڈننگ روم
ہے۔ بذریعہ تانگہ ملکپور سے پانچ گھنٹوں میں بلڈانہ پہونچ جاتے ہیں۔ سڑک
اچھی اور پہاڑ کی چڑھائی آسان ہے۔ اور راستہ کا منظر دلچسپی سے خالی نہیں۔
سولہ میل کے فاصلہ پر موتھلہ میں ڈاک بنگلہ ہے یہاں سے بلڈانہ ۱۲ میل ہے۔
چکل۔ لاوالا۔ اور مہکور چودہ چودہ میل کے فاصلہ پر ہیں پوتار سوڈا اور نمکین
جھیل بارہ میل آگے ہے۔ نیل گائے۔ چیتے۔ ریول گھاٹ کے قریب ملسکتے
ہیں۔ اسائی بلڈانہ سے ۳۰ میل دور ہے۔

بمبئی:۔ جزیرہ بمبئی جو اب جزیرہ نما کہلاتا ہے۔ بجانب شمال ریلوے پشتہ بندی
اسے براعظم سے ملاتا ہے۔ پرتگیز اسے بمبیم کہا کرتے تھے۔ جو ممبا دیوی کا بگڑا
ہوا لفظ ہے اس جزیرہ میں دیوی موصوف کا ایک مشہور مندر تھا۔ غالباً ۱۵۲۹ء
میں یہ جزیرہ پرتگیزوں کے قبضہ میں آیا تھا۔
۱۶۶۱ء میں پرتگال کی طرف سے جزیرہ مذکور شہزادی کتھرائن آف براگنزا
کے جہیز میں چارلس دوئم شاہ انگلستان کو بلا معاوضہ جزائر سیلسٹی و کرنجا

پرتگیزوں کے پاس رہے ۱۶۶۸ء میں شاہ انگلستان نے دس پونڈ سالانہ خراج
پر جزیرہ بمبئی ایسٹ انڈیا کمپنی کے سپرد کر دیا۔ پرتگیزوں۔ مرہٹوں اور حبشی امیر البحر
سیدی (جس کی اولاد اب تک جنجیرا میں حکمران ہے) کے حملوں اور معرکہ آرائیوں
سے بمبئی کو سخت نقصان پہونچا علاوہ بریں قدیم و جدید کمپنیوں کا باہمی رشک و
حسد بھی عرصہ دراز تک اس کے لئے بمنزلہ وبال پیدا ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ گزشتہ ۱۷۰۸ء
میں یہ دونوں کمپنیاں ملکر ایک ہوگئیں۔ اور ہندوستان کی پریسیڈنسیوں میں
سے بمبئی ایک کا دارالحکومت قرار پایا۔ ۱۸۳۳ء تک ہر ایک پریزیڈنسی پر ایک گورنر
جنرل باجلاس کونسل فرمانروا تھا۔

سال مذکور میں بمبئی گورنر جنرل و وائسرائے ہند کے ماتحت ہوا۔ ۱۸۱۸ء میں
ہزیمت کرکی کے بعد جب پیشوا کی طاقت نیست و نابود ہو گئی تو بمبئی مغربی ہند
کا صدر مقام مقرر ہوا۔

جو سیاح شہر بمبئی کی سیر کرنی چاہے اسے ایک خاص مقام مثلاً اپولو بندر
سے روانہ ہونا چاہیئے۔ جہاں رایل یاٹ کلب ہوس ہے۔

قلعہ کو جاتے ہوئے دہنی طرف سرداروں کے محلات۔ رائل الفرڈ سیلرز ہوم
اور بائیں جانب ایپن کلب اور اپولو ہوٹل اور اس کے سامنے ینگ مین ایسوسی ایشن
کا دفتر اور ویلنگٹن کا فوارہ ہے۔ اگر ہم ٹریموے کی اس لاین پر چلے جائیں جو
کرین کے مغربی سمت کو جاتی ہے۔ تو عظیم الشان عمارات کا ایک خوشنما سلسلہ نظر آتا
ہے۔ جس میں سب سے پہلے گورنمنٹ ایکاؤنٹ آفس اور الفنسٹون کالج ہے اس کے
بعد ساسون میکنگ انسٹیٹیوٹ اور اسپلینڈ ہوٹل کی عمارات ہیں۔ ہوٹل مذکور کے
سامنے پرنس آف ویلز (اب شاہ ایڈورڈ ہفتم) کا بت ہے۔ جسے سر الفرڈ ساسون
نے اہل بمبئی کے نذر کیا تھا۔ اسپلینڈ سڑک کی جانب چپ یونیورسٹی باغ ہے
جس میں سر ٹامس ارسکن کا بت نصب ہے۔ اس کے بعد عمارتوں کا سلسلہ دور
تک چلا گیا ہے۔ جنمیں نیشنل بینک۔ بمبئی کلب۔ فرنچ بینک۔ مسٹر ٹریچر اینڈ کو۔ بالٹن
اینڈ کو۔ اور دیگر یوروپین سوداگروں کی دکانیں ہیں۔ باغ کے سامنے راستے
کے مقابل پیپر کرنسی کا دفتر اور یوروپین تاجروں کی دکانات ہیں۔ دوسری دلچسپ

چینز فریئیر کا فوارہ ہے۔ جو اس سڑک کے وسط میں واقع ہے جسے چرچ گیٹ
سٹریٹ قطع کرتا ہے سٹریٹ مذکور کے مغرب میں پبلک ورکس اور جنرل پوسٹ
آفس کے دفاتر ہیں۔ کوئن روڈ اور ہارن بی روڈ کے جائے اتصال پر کیتھڈرل
ہائی سکول جان کینن اور فریئیر فلپچ سکول۔ الیگزنڈر دیسی زنانہ انسٹیٹوشن اور
اس کے مقابل جمنانہ کلب ہوس میدان کے گوشہ میں واقع ہے۔ قیصرہ ہند
مرحومہ کے بت کے برف ایسٹرن ایکسٹنشن اور انڈین ٹیلیگراف دفاتر ہیں۔ چرچ
گیٹ سٹریٹ (جو بی بی۔ وسی۔ آئی۔ ریلوے سٹیشن کو جاتی ہے) پر سے گذر کر
داہنی طرف سر جا۔ ڈمپل کا بت اور بائیں جانب ہائیکورٹ کی عمارت نظر آتی ہے
اس کے متصل ہی راجہ بائی کا گھنٹہ گھر۔ یونیورسٹی ہال اور کتب خانہ ہے۔ اختتام
سڑک پر سکریٹیریٹ کا دفتر ہے کوپریج سے واپس آتے ہوئے جس کے ایک طرف
بی بی۔ وسی۔ آئی ریلوے اور بیک نامی خلیج ہے مسافر بہر ملکہ کے بت کے پاس
پہنچ جاتا ہے۔ کوئن روڈ پر جاتے ہوئے دہنی طرف میدان اور بائیں جانب
بحری پلٹن کی لائنیں اور پریڈ گراؤنڈ ہے اس کے بعد ہم اس کھلی جگہ پر پہنچ جاتے
ہیں جو مارکٹ کراس روڈ کے نام سے موسوم ہے۔ جہاں نئی سکول۔ فرانجی کا وسجی
انسٹیٹیوٹ الفنسن ہائی سکول اور اس سے کسیقدر فاصلہ پر کاماکا جدید زنانہ ہسپتال
اور عدالت ہائے پولیس واقع ہیں۔ سڑک کیجانب راست ایک کالج گوکل داس کا ہسپتال
اور بائیں جانب عدالت خفیفہ۔ اور بمبئی والنٹیر رائیفلز کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ ارتھر کرا فورڈ
مارکیٹ کے سامنے دیسی بازار ہے۔ ہارن بی روڈ پر انفرڈ پٹیر اور اس کے عقب
میں بہ سمت قلعہ سکول آف آرٹ۔ ری کا ورکشاپ اور ظروف سازی کا کارخانہ ہے
انڈو برٹش اور اسلامی سکولوں کے سامنے جعفر سلیمان کا ہسپتال عورتوں اور بچوں
کے لئے بنا ہوا ہے۔ ملکی فوج کے ہیڈ کوارٹر سے گذرتے ہوئے عمارات کے ایک
سلسلہ پر نظر پڑتی ہے جو جی۔ آئی۔ پی ریلوے کے انتہائی مقام کے دفاتر ہیں ان
کے سامنے کا گنٹی ٹیر ہے۔ کروکشنک روڈ کی شمالی جگہ پر جدید میونسپل دفتر ہے۔
جس کا بنیاد پتھر لارڈ ریپن نے ہندوستان سے روانہ ہونے سے پہلے رکھا تھا۔
ہارن بی روڈ پر بہ سمت قلعہ جاتے ہوئے سر جمشیدجی مشہور محب الوطن پارسی

کے انسٹیٹیوشن پر نظر پڑتی ہے۔ فلورل فوارہ سے سیاح کو اپنے بائیں ہاتھ چرچ گیٹ سٹریٹ کی طرف مڑ جانا چاہیئے۔ جس کے اختتام پر سینٹ تھامس کا گرجا ہے جس کے سامنے کی عمارات رلفنسٹن سرکل کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کے وسط میں ایک بڑا باغ ہے جس میں متعدد بت استادہ ہیں۔ ان عمارات کے شمال میں مشن کا زنانہ اسکول ہے۔ باغ میں سے گذرتے ہوئے سیاح کو ٹاون ہال ملیگا جس میں رایل ایشیاٹک سوسائٹی کا کتب خانہ بھی ہے۔ ٹاون ہال کے عقب میں مسلح خانہ اور بمبئی کا قلعہ ہے ہال مذکور کے مابین ٹکسال ہے جس کے متصل پرانی بارکیں ہیں۔ جہاں اب تنخواہوں اور پنشنوں کا دفتر اور آرٹلری والنٹیروں کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ اس کے آگے جہازات کا دفتر ہے۔ ٹاون ہال سے دہنی طرف مڑتے ہوئے چنگی خانہ۔ سنٹرل چھاپہ خانہ افیون کا گودام ہے۔ سرکاری گھاٹ کے بالمقابل گریٹ ویسٹرن ہوٹل اور سوتھ کرک ہے۔ سیلرز ہوم کیطرف پر گذرتے ہوئے ٹرمیوے کا اصطبل اور روئی کا کارخانہ نظر آتا ہے۔ اس سے تھوڑی دور آگے اتو آپ کے لئے گاڑیاں بنانے کا کارخانہ بی۔ بی۔ وسی۔ آئی ریلوے کا انتہائی مقام ساسون گھاٹ افسروں کی صحت گاہ اور سینٹ جان کا گرجا ہے۔ کسیقدر فاصلہ پر یوروپین سپاہ بمبئی کی بارکیں اور ان کے پریڈ کا میدان ہے۔ گھاٹ ہال۔ پاگل خانہ۔ توپخانہ کلابہ جزیرہ کے انتہائی گوشہ میں واقع ہیں۔

دیگر قابل دید عمارات بھی شہر کے مختلف حصص میں موجود ہیں مثلاً سر جمسیٹ جی بجی بھائی کا ہسپتال۔ انسٹیٹیوٹ دایہ گری۔ بائیکلہ کے سکول اور تعلیمی سوسائٹی کا مطبع۔ علاوہ بریں وکٹوریہ ٹیکنکل انسٹیٹیوٹ۔ وکٹوریہ گارڈن (جس میں ایک چھوٹا سا عجائب گاہ اور چڑیا گھر بھی ہے) اس سڑک پر واقع ہیں جو پارل کو جاتی ہیں۔ بائیکلہ کی خاص عمارات میں میسنک ہال اور بائیکلہ کلب کو داخل کرنا چاہیئے۔ نمایشی کمپ۔ فوارے۔ اور پانی پینے کے ستون نما ظروف معززین شہر کیطرف سے جابجا لگے رہتے ہیں۔

اگر وقت مل سکے تو مندرجہ ذیل دلچسپ مقامات کو بھی لگے ہاتھوں دیکھ ڈالئے پرنس اور وکٹوریہ گھاٹ۔ جہاں کے دفتروں کی عظیم الشان عمارتوں کو دیکھکر انسان متحیر رہجاتا ہے۔ سیوری کے پرانے باغ نباتات ہیں باغ نباتات میں لوہے

پلمینوں کا قبرستان ہے۔ جھیل وپہار جس کا پانی بمبئی میں بذریعہ نلوں کے پہنچتا ہے۔ شہر سے پندرہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اسے ناکافی سمجھکر اس کے آگے بمقام تلسی ایک اور جھیل بنائی گئی ہے جب حال میں آبرسانی بمبئی کی جھیلیں جھیلیں ضروریات کے لئے کافی ثابت نہوئیں تو بمبئی سے ۷۵ میل کے فاصلہ پر تانسہ میں ایک بڑی جھیل بنائی گئی۔

بمبئی نہایت سرعت سے اول درجہ کے صنعتی شہر کے قالب میں تبدیل ہو رہا ہے چنانچہ یہاں کاتنے اور بُننے والے دخانی کارخانوں کی تعداد ۷۰ ہے۔ ان میں ۴۲۲ ۳۸۶۹ تکلے اور ۱۴۹۰۰ لومز چلتے ہیں۔ ان کارخانوں میں بالاوسط ۷۵۰۰۰ آدمی روزانہ کام کرتے ہیں ۴۴۲۹۴۳۶ گاڑی روئی سالانہ ان میں خرچ ہوتی ہے۔ چند ریشمی اور بہت سے آہنی کارخانے اور ورکشاپ بھی یہاں جاری ہیں۔ ہرسال چار پانچ سو جدید مکانوں کی آبادی بمبئی میں بڑھجاتی ہے۔ وہی بمبئی جس کی آبادی تیس سال پہلے ۳۵ و ۴۰ ہزار کے مابین تھی۔ اب آٹھ لاکھ اکیس ہزار متنفسوں تک بڑھ گئی ہے۔ ایک کارپوریشن مونسپل معاملات انجام دیتی ہے۔ مینوسپلٹی کو دیانہ۔ مکانات و دیگر محصولات اور چنگی سے ۳۵-۷۔۳ لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی ہوتی ہے۔ اور وہ ایک ملین سٹرلنگ کی مقروض ہے۔ مگرافسوس گذشتہ سالوں کے سخت وبائے طاعون اور قحط نے بمبئی کی رونق خاک میں ملادی اور اُس کی آبادی میں خوفناک تنزل پیدا کر دیا۔ اور کارپوریشن بھی انتہا درجہ کی مقروض ہوگئی ہے۔

یوروپین باشندوں کے مکانات تجارتی اور دیسی حصہ شہر سے علیحدہ واقع ہیں۔ پہلے پارل کے شمال میں اُن کے بنگلے تھے۔ جہاں اب بھی پُرانا گورنمنٹ ہوس اور جی۔ آئی۔ پی۔ بی۔ بی۔ وسی۔ آئی۔ ریلوے ورکشاپ موجود ہیں۔ آجکل زیادہ یوروپین کلابہ کوہ کمبالا اور کوہ مالابار پر رہتے ہیں۔ مالابار میں جدید گورنمنٹ ہوس بھی تیار ہوگیا ہے۔ جسکی چھت سے شہر اور سمندر اچھی طرح دکھائی دیتا ہے۔
بمبئی کے قابل دید مقامات کا حال تفصیل سے لکھنے کے لئے ایک علیحدہ رسالہ کی ضرورت ہے جہاں مختصر طور پر چند الفاظ لکھدئے گئے ہیں۔ بہرکیف سیاح کو کم سے

کم سے کم مندرجہ ذیل مقامات تو ضرور دیکھ لینے چاہئیں۔ اپولو بندر۔ ملٹری کلب۔ قلعہ خلیج بینک۔ تیرنے کا گھاٹ۔ سیکریٹریٹ۔ یونیورسٹی ہال۔ راجہ بائی کا گھنٹہ گھر۔ ہائیکورٹ۔ پوسٹ و ٹیلیگراف دفاتر۔ ملکہ کا بت۔ عجائب خانہ۔ فورٹ فوارہ۔ بمبئی کلب اسپلینڈ۔ میکنکس انسٹیٹیوٹ۔ الفنسٹون کالج۔ پرنس آف ویلز کا بت۔ گھاٹ بنک بمبئی۔ سینٹ ٹامس کیتھیڈرل۔ ٹاؤن ہال۔ سلح خانہ ٹکسال۔ جامع مسجد سینٹ جارج۔ ہسپتال۔ اختتام وکٹوریہ ریلوے۔ دفاتر میونسپل ری کا صنعتی سکول ریزرو ٹیری۔ سر جمشید جی کے انسٹیٹیوشنز۔ پاگل خانہ۔ روشنی کا مینار۔ مسلمانوں کا قبرستان۔ برج خاموشی (پارسیوں کا قبرستان) اہل ہنود کے مردے جلانیکا گھاٹ۔ کوہ مالابار۔ معلق باغات۔ مہالچھمی۔ گھوڑدوڑ کا میدان۔ وکٹوریہ باغ۔

بمبئی کو مشرق کا منتخب شہر کہنا چاہئیے۔ ہندوستان کا بندرگاہ ہونے کیوجہ سے یہ عملی طور پر تمام ہندوستان کی تجارت کا مرکز ہے۔ بمبئی چند جزائر کا مجموعہ ہے۔ جنکو نہروں اور دریاؤں کو پاٹ کر برّ اعظم سے ملایا گیا ہے۔ ان پشتوں پر ریلیں اور گاڑیاں آتی جاتی ہیں۔ ۱۹۰۱ء میں اس کی آبادی ۷۷۶۰۰۶ (پانچ لاکھ سے زائد ہندو ایک لاکھ ۵۵ ہزار مسلمان۔ ۴۵ ہزار عیسائی۔ ۴۷ ہزار پارسی۔ بقیہ بدھ جینی۔ یہودی اور برہمن) تھی۔ اب پارسیوں کی تعداد ساٹھ ہزار تک بڑھ گئی ہوگی۔ یہاں کی آبادی خوفناک طور پر گنجان ہے۔ سال کے زیادہ تر حصہ میں بمبئی کی آب وہوا اہل یوروپ کے لئے قابل برداشت ہے۔ اپریل اور مئی کی سخت گرمی انکو پہاڑوں کو جانے پر مجبور کرتی ہے۔ انگلستان سے سب سے پہلے ڈاک بمبئی میں پہونچتی ہے تمام مغربی ممالک کو یہیں سے لوگ جاتے اور آتے ہیں۔ اکثر حالتوں میں کلمبو سٹریٹ اقصائے مشرق اور آسٹریلیا کا یہی راستہ ہے۔

بمبئی کے بعض مشہور تاجروں اور کمپنیوں کے نام یہ ہیں۔ (۱) برجورجی جیون جی ایرانی کلاہ فروش نمبر ۱۰ کالبادیوی روڈ (۲) جے۔ بی بہیا یہ اینڈ کمپنی بزاز ۱۳۷ ہاربن بی روڈ۔ قلعہ (۳) ریلیٹس داج کمپنی گھڑی فروش۔ ہارن بی روڈ۔ (۴) گرینڈ ہوٹل ورڈ بی روڈ مقابل اختتام وکٹوریہ ریلوے۔ (۵) سائیکل ایجنسی بائیسکل فروش نمبر ۱ چرچ گیٹ سٹریٹ (۶) انڈسٹریل پریس نمبر ۱۳ ہوم سٹریٹ۔

(۷) فقیر جی و نتسا مصور و نقاش ۵۲ کالبا دیوی روڈ (۸) فلپ کمپنی دوا ساز اور نیشنل بلڈنگ قلعہ (۹) ای وبرگ کمپنی وصناع اور کرایہ کے گھر بہم پہونچانیوالے (۱۰) ساقی کمپنی ربڑ کی مُہر اور تانبے کی تختیوں پر چھاپنے والے ۲۴ ہیڈ و سٹریٹ (۱۱) دارا برادرس دوا ساز بالمقابل جامع مسجد (۱۲) ندکارنی کمپنی فوٹو آلات وصناعی کے آلات بیچنے والی اسپلینڈ کراس روڈ (۱۳) دمودر رتن سی سوداگر چائے قہوہ تمباکو سگار ۲۷ کالبا دیوی روڈ (۱۴) ٹی۔ الیس رامچندر و برادر سوداگر آلات موسیقی ۳۶ کالبا دیوی (۱۵) باباجی سکھرام فونوگرامو۔ صناع۔ یوسف بلڈنگ۔

بنارس:۔ تھرڈ ٹرین کے ذریعہ سے مغل سرائے پہونچتے ہیں وہاں سے بنارس چھ میل کے فاصلہ پر ہے جہاں تک ایک ریلوے شاخ جاتی ہے۔ بنارس او۔ آر ریلوے کا جنکشن ہے۔ یورپین حصہ سکرول کہلاتا ہے۔ اور ریلوے سٹیشن سے ۲ میل کا فاصلہ رکھتا ہے۔ بنارس ہندوؤں کا مقدس شہر ہے۔ جسے ابتدا میں کاشی کہتے تھے۔ مندر و متبرک مقامات کی تعداد پانچہزار سے زائد ہے۔ ان کے علاوہ بہت سی عظیم الشان عمارتیں ہیں جن میں متمول اشخاص اور امراء رہتے ہیں۔ کئی مسجدیں بھی ہیں۔ یہاں بندر نہایت کثرت سے ہیں۔ جن کی ہندو پرستش کرتے ہیں۔ سیاحوں کو سنہری مندر۔ بھیروں ناتھ۔ اور چاہ قسمت وغیرہ کا ضرور معائنہ کرنا چاہیئے۔

سرناتھ جو شہر سے ۴ میل کے فاصلہ پر ہے قدیم پیروان بدھ کا مقام ہے۔

ہوٹلوں میں ہوشیار اور واقف حال رہنما سیاحوں کو مل سکتے ہیں۔

اہل ہنود کا یہ مقدس شہر دریائے گنگا کے سمت شمال میں بسا ہوا ہے۔ آریا ہندوؤں کے ہندوستان میں آباد ہونے کے قدیمی زمانہ میں بھی ایک شہر اس موقعہ پر جہاں اب بنارس آباد ہے موجود تھا چھٹی صدی میں گوتما بدھ نے بنارس کو اشاعت مذہب کا مرکز قرار دیا۔ چنانچہ اس نے سارناتھ میں سکونت اختیار کی جس کے قرب وجوار میں مذہب بدھ کے کھنڈر دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔ آٹھ سو سال تک بنارس مذہب مذکور کا صدر مقام رہا۔ ۷۵۰ء میں پھر ہندو مذہب کا ستارہ چمکا اور اس نے اپنا گذشتہ عروج حاصل کر لیا ۱۱۹۴ء میں سلطان شہاب الدین غوری نے بنارس کو فتح کیا اور ۱۷۷۵ء میں یہ مقام برٹش گورنمنٹ کے تسلط میں آیا۔

قلعہ راجگھاٹ ابتک مذہب بدھ کی یادگاروں سے مملو ہے - ایک مسجد جو بدھسٹ عمارات کے مصالحہ سے تیار ہوئی ہے - ظاہر کرتی ہے کہ ہندؤں کے تصرف سے پیشتر راجگھاٹ کا قلعہ یا تو بدھ کا مندر یا خانقاہ کے طور پر کام آتا تھا - شہر کے اور بہت سے مقامات بالخصوص شمالی حصوں میں بدھسٹ معابد کے کھنڈرات بکثرت پائے جاتے ہیں - امید ہے کہ آیندہ اُن کی مزید خانقاہوں کے جاے وقوع کا بھی رفتہ رفتہ پتہ لگتا جائیگا - چند عمارتیں ہیں جو وسط زمانہ برہمی سے جوں کی توں چلی آتی ہیں - جن میں سے قابل ذکر شہر کے شمال میں پرہلیدکل کا مندر ہے - اس مندر کے تعلق جو فسانہ مشہور ہے وہ اس کی تعمیر کو نہایت قدیم ظاہر کرتا ہے - علاوہ بریں مندر مذکور میں امراض کے دُور کرنے اور عمر کو بڑھانے کی طاقت خیال کیجاتی ہے - اس کی تعمیر کا اصلی سن تحقیق نہیں ہوا - بظاہر پرانی عمارت معلوم ہوتی ہے -

بنارس اسلامی عظمت و وقار کے نشانات سے بھی خالی نہیں - اورنگ زیب نے جو دو مسجدیں پنچ گنگا گھاٹ کے متصل بنوائی تھیں وہ ابتک موجود ہیں - ان میں ایک مسجد پہاڑ کی چٹان پر بنی ہوئی ہے - جو اب عبادت کے لئے بہت کم استعمال کی جاتی ہے -

اورنگ زیب نے دوسری گیان باپی مسجد بشیشور کے مندر کے موقعہ پر تعمیر کروائی تھی - اس مقام کو نہایت متبرک سمجھتے ہیں - اہل ہنود اب مسجد اور دیوار کے مابین کی زمین کے دعویدار ہیں - انہوں نے مسلمان نمازیوں کی مسجد میں داخل ہونے کے لئے صرف ایک دروازہ چھوڑ دیا ہے - جو دیوار کے پہلو میں ہے - مسجد اور مندر کی قربت ہندو اور مسلمانوں میں بارہا موجب فساد و ہنگامہ ثابت ہو چکی ہے -

مان مندر کی رصدگاہ :- بنارس کی صرف ایک غیر مذہبی عمارت مندرجہ عنوان رصدگاہ ہے جسے امیر کے راجہ جے سنگھ نے ۱۶۹۳ء میں محمد شاہ بادشاہ ہند کی جنتری کو درست کرنے کے لئے تعمیر کروایا تھا - پنڈت باپو دیو شاستری ساکن کاشی نے اس رصدگاہ اور یہاں کے اوربت کا جنہیں سے اکثر اب مرمت کی حد سے بھی گذر چکی ہیں تفصیل سے ذکر کیا ہے -

زمانہ حال کی دلچسپ عمارتیں۔ مندروں۔ کنوؤں اور گھاٹوں پر مشتمل ہیں جنکی نسبت بیان کیا جاتا ہے۔ یہ کثیر التعداد دیوتاؤں میں سے خاص خاص کے جائے معجزات پر واقع ہیں۔ لیکن یہ تقریباً سب کے سب پرانی مندروں کے جائے وقوع پر بنکر بنائے گئے ہیں۔ بشیشور کے مندر جو سیوا سے تعلق رکھتا ہے سب سے زیادہ مقدس سمجھا جاتا ہے۔ باشندگان شہر کے علاوہ وہ کثیر التعداد جاتری جو ہر سال بنارس آتے ہیں۔ اس مندر میں سر عبودیت جھکاتے ہیں۔ ارتفاع یا تعمیر کی خوبصورتی و نفاست اور صناعی کے لحاظ سے یہ چنداں قابل وقعت نہیں اور سطح زمین سے ۵۱ فیٹ بلند ہے۔ یورپین اسے شہری مندر کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کے میناروں پر گلٹ شدہ تانبے کا غلاف چڑھا ہوا ہے۔

بھیروں ناتھ کا مندر پچاس سال ہوئے راجہ راؤ (دیوتا) نے تعمیر کروایا تھا لیکن یہاں پہلے بھی بھیروں کا مندر موجود تھا۔ جسے گروا کر از سر نو تعمیر کروا دیا اس کی وضع قطع دیگر منادر سے کسیقدر مختلف ہے۔ انا پورنا کا مندر جسے رزق کا تقسیم کرنیوالا سمجھا جاتا ہے۔ بہت سے ہندو اس کی پرستش کے لئے جاتے ہیں۔ اس کثرت کی ایک یہ وجہ بھی خیال کیجاتی ہے کہ وہاں روزمرہ غلہ بانٹا جاتا ہے موجودہ عمارت اٹھارھویں صدی میں پونا کے راجہ نے تعمیر کروائی تھی۔ جس کے مینار و برج پر ہندو طرز کی دست کاری ہو رہی ہے۔ مندر مذکور میں سورج گا دری۔ شنکر۔ ہنومان۔ اور گنیش کی بھی پوجا ہوتی ہے۔ ادی بشیشور کا مندر اس سے ایک سو پچاس گز کے فاصلہ پر ہے۔ یہ عمارت ساٹھ فیٹ بلند ہے اور ایک مینار بھی استادہ ہے۔ درگا کا مندر مع تالاب کے شہر کے جنوبی انجام پر بنا ہوا ہے جسے مرہٹہ رانی بھوانی نے تعمیر کروایا تھا۔ چونکہ یہ شہر کے غیر آباد حصہ میں ہے جہاں زمین ارزاں ملتی ہے اس لئے تالاب مذکور وسیع و خوبصورت اور مندر کا صحن بنارس کے دیگر منادر سے بڑا ہے۔ اس کا بڑا دروازہ مغرب کی سمت ہے جس کے سامنے سڑک کے متصل بارہ نفیس ستونوں پر نوبت خانہ ہے جو سب طرف سے کھلا ہوا ہے۔ نوبت خانہ کے دونوں طرف سڑکوں کے کسیقدر فاصلہ پر دو اور چھوٹے چھوٹے مندر ہیں ان دونوں کے وسط میں پتھر کے

دو ستون ہیں۔ ان میں سے ایک دروازہ مندر کے بائیں طرف دس فیٹ بلند ہے جس پر ایک شیر اپنی پچھلی ٹانگوں پر بیٹھا ہوا ہے دوسرا ستون پرستش کی جگہ پر مین دروازے کے بالمقابل سطح زمین سے دو فیٹ بلند ہے۔ گنبد کے اندر چھت کے سامنے شیر کے دو بت ہیں۔ طاقوں پر اندر بہی متعدد بُت بنے ہوئے ہیں۔ ان اطراف میں مندر بکثرت ہیں۔ جنسے لوگوں کو سخت تکلیف پہونچتی ہے۔ بعض ان کی تعداد تین ہزار بتاتے ہیں لیکن یہ تعداد مبالغہ سے خالی نہیں۔

مقدس گھاٹ۔ تالاب اور کنوئیں:۔ مندروں کے علاوہ بنارس میں متبرک گھاٹ۔ تالاب اور کنوئیں بہی کثرت سے ہیں۔ جہاں جاتری نہانے کے لئے آتے ہیں۔ ان کے موقوعہ مقامات کی داستانوں کو صدیوں کی قدامت کا فخر دیا جاتا ہے۔ لیکن ان گھاٹوں میں کوئی اسقدر قدامت نہیں رکھتا۔

دراصل کوئی گھاٹ چند نسلوں سے زیادہ کی عمر و قدامت نہیں رکھتا۔ کیونکہ دریا ہمیشہ ان گھاٹوں کی تباہی کے کام میں مصروف رہتا ہے۔ یہ پانچ گھاٹ مشہور ہیں: (۱) اسی سنگم۔ یعنے گنگا سے اسی کے ملنے کا مقام جنوب شہر ہیں۔ (۲) "دسوا میدھ" کہتے ہیں کہ سیوا کی درخواست پر برہما نے یہاں دس گھوڑوں کی قربانی کی تھی۔ اس لئے گھاٹ کا بہی یہی نام رکھا گیا۔ (۳) منی کارنیکا گھاٹ۔ اہل ہنود کی لاشوں کے جلانے کی جگہ (۴) پنچ گنگا گھاٹ جسے پانچ مقدس دریاؤں۔ ڈھوتا پاپا۔ چار بندا۔ کہرندی۔ سرسوتی۔ اور گنگا کا جائے اتصال فرض کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ظاہر میں آنکھوں کو صرف ایک ہی دریا (گنگا) نظر آتا ہے (۵) "برانا سنگم" برانا اور گنگا کا جائے اتصال۔ دیگر بڑے بڑے گھاٹوں میں سے کدار گھاٹ۔ راجہ ناگپور کا گھاٹ۔ اور سندھیا گھاٹ قابل ذکر ہیں۔ موخرالذکر گو ابہی درجہ تکمیل کو نہیں پہونچا۔ مگر بنیادی ستونوں کی کمزوری کیوجہ سے پانی کے مقابلہ میں مسلوب و معدوم ہو رہا ہے۔ مقدس کنوؤں میں سے چند کے نام یہ ہیں۔ گیان بپی یا گیان کنڈ جو اورنگ زیب کی مسجد اور بشیشور کے مندر کے بین واقع ہے۔ جس میں کہتے ہیں کہ سیوا جی رہتی ہے۔ اس کنوئیں کے نام کے لفظی معنی "چاہ علم" کے ہیں۔ (۲) امرت کنڈ یا کپ یعنے چاہ بقا۔ اس کا پانی امراض جلدی اور جذام

کے لیے شفا بخش مانا گیا ہے (۳) ناگ کنڈ یہ کنواں فی الواقعہ قدیمی ہے۔ اور شہر کے شمال مغربی حصہ میں واقع ہے۔ یہاں سالانہ میلا ہوتا ہے اور لوگ سانپوں اور زہریلے حشرات الارض کے ڈسنے سے محفوظ رہنے کے لئے اس میں نہاتے ہیں۔ متبرک تالابوں میں سے تین مشہور ہیں۔ (۱) منی کارنیکا۔ اس نام کے گھاٹ کے متصل واقع ہے۔ (۲) سیچ موشن یعنے ارواح خبیثہ سے نجات دینے والا تالاب۔ بنارس کے مشہور باشندے اور جاتری سال میں ایکمرتبہ اس تالاب میں ضرور اشنان کرتے ہیں (۳) اگستیا کنڈ۔

عمارات حال :۔ شہر میں زمانہ حال کی عمارتیں معدودے چند سی نظر آتی ہیں پرنس آف ویلز کا ہسپتال اس بڑی سڑک پر واقع ہے۔ جو چھاؤنی سے راج گھاٹ کو جاتی ہے۔ اسکا بنیادی پتھر پرنس ممدوح نے (جو اب شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم ہیں) ۱۸۷۶ء میں رکھا تھا۔ اور ۱۸۷۸ء میں حضور والیسرائے نے کھولا تھا۔ اس وسیع ہسپتال کا رخ جنوب کی سمت ہے۔ اور زنانہ و مردانہ دو حصوں پر منقسم ہے ٹاون ہال ہز ہائنس مہاراجہ وزیانگرام کا تعمیر کروایا ہوا ہے۔ یہ نہایت خوبصورت عمارت ہے۔ جو فرنچ اور ہندو ہر دو طرز تعمیر پر مشتمل ہے۔ اس میں ایک بڑا ہال عام جلسوں کے لئے اور کئی ایک کمرے ہیں جنمیں مجسٹریٹ اجلاس کرتے ہیں۔ ٹاون ہال کے سامنے ایک دلکشا باغ ہے۔ ٹاون ہال کی سقف سے تمام شہر دکھائی دیتا ہے۔ مگر یہاں کے بازار اسقدر تنگ اور پر ہجوم ہیں کہ یہ نظارہ غیر مکمل اور کم دلکش ہوتا ہے۔

گورنمنٹ کالج کی عمارت کو پادری ایم۔ اے۔ شیرنگ فرانس کی قدیم طرز تعمیر کا عمدہ نمونہ بتلاتے ہیں۔ جو عمود نما ہے۔ اس کے سامنے کا رخ سنگ چنار سے بنا ہوا ہے یہ ۱۸۵۳ء میں بنکر تیار ہوئی تھی۔ پرائیویٹ چندوں کے علاوہ گورنمنٹ نے بارہ ہزار چھ سو تیس روپیہ اسکی تعمیر کے لئے عطا فرمائے تھے۔ جو حصہ چندے سے بنا ہے اس میں یوروپین اور دیسیوں کے نام کندہ ہیں کالج نہایت شاندار ہے جس کے نقشہ کے مجوز میجر کیٹو تھے۔ وسطی گنبدہ ۷۰ فیٹ بلند ہے فرش بندی ۹۰ فیٹ طویل اور ۳۰ فیٹ عریض ہے۔ گوشوں کی کھلی محرابوں

پر ایک ایک چھوٹا گنبد نصب ہے۔ بہ سمت شمال اندرون احاطہ کالج میں سنگ سرخ کا ساڑھے اکتیس فیٹ بلند ستون استادہ ہے۔ جو ضلع غازیپور کے پرگنہ مہیچہ میں پایا گیا تھا۔ اور مسٹر تھامسن سابق لفٹنٹ گورنر اضلاع مغربی و شمالی کے حکم و خرچ سے احاطہ کالج میں رکھا گیا ہے۔ ستون مذکور پر حروف گپتا میں کسیقدر مٹا ہوا کتبہ ہے کالج کے مشرقی میداں میں بہت سے تراشیدہ پتھر پڑے ہوئے ہیں جو سارناتھ بکاریتا گنڈ اور مضافات کے دیگر مقامات سے لائے گئے ہیں۔

سول لائین کی خاص عمارت یہ ہیں:۔ راجہ کالی شنکر کا غریب خانہ جس میں اندھے مجذوم اور فقرا رہتے ہیں۔ راجہ کالی شنکر کے فنڈ کی آمدنی اور گورنمنٹ کی امداد سے اس کا خرچ چلتا ہے۔ سرکاری ڈویزنل پاگل خانہ۔ سنٹرل جیل ڈسٹرکٹ جیل کمشنر۔ ایجنٹ گورنر جنرل۔ مال۔ مجسٹریٹی۔ کالکٹری تحصیل۔ خزانہ۔ ڈسٹرکٹ انجنیر۔ اور میونسپل دفاتر یہاں موجود ہیں۔

چھاؤنی:۔ جو نصف پلٹن برٹش انفینٹری۔ توپخانہ کی ایک باڑی دیسی انفنٹری کی چھ کمپنیوں پر مشتمل ہے۔ انکی بارگوں کے علاوہ افسروں کے بنگلے بھی بنے ہوئے ہیں دو ہوٹل۔ ایک گرجا اور بازار ہے یہی اس چھاؤنی کی کل کائنات ہے کلرک کا ہوٹل صاف اور پاکیزہ ہے۔

بنگلور چھاونی:۔ دیسی اسنے "ڈنو" کہتے ہیں۔ یہ فوج مدراس کا ہیڈ کوارٹر ہے جہاں بہت سی سپاہ رہتی ہے۔ بمبئی سے ۶۹۲ میل اور ساڑھے تیس گھنٹوں کا راستہ ہے کرایہ ۴۳۔ ۲۱۔ اور ۹ روپیہ ہے۔ سکندرآباد کے بعد جنوبی ہند میں یہ سب سے بڑا سٹیشن ہے۔ گو یہ مہاراجہ میسور کے قلمرو میں واقع ہے مگر انگریزی مقبوضات سے ہے۔ رزیڈنٹ میسور اس کے حاکم اعلےٰ ہیں اکثر اشخاص اس کی عمدہ آب و ہوا کو اوٹکمانڈ پر بھی ترجیح دیتے ہیں۔ اس لئے رہایش و سکونت کے لئے یہ نہایت صحت افزا مقام خیال کیا جاتا ہے۔ حکام مدراس اور دیگر عہدہ دار اپنی رخصت کا زمانہ یہیں بسر کرتے ہیں۔ یہاں متعدد ہوٹل اور بورڈنگ ہوس ہیں۔ عظیم الشان عمارتوں میں سے بعض یہ ہیں:۔

رزیڈنسی میوہال۔ یونائیٹڈ سروس کلب سکول خانقاہ وغیرہ۔ اکثر دکانیں سرتاپا

یوروپین اسباب سے بھری ہوئی ہیں۔ سٹیشن پر کوئی بنگلہ نہیں۔ یہاں دو بینک
ہیں مزید براں منی آرڈر۔ سیونگ بینک۔ اور تار کے دفاتر بھی ہیں۔ یہ مقام نباتات
میوہ جات۔ اور معتدل آب و ہوا کی وجہ سے مشہور ہے۔ بنگلور چھاؤنی و شہر کا رقبہ ۱۲۱
میل اور آبادی ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے بموجب ۱۵۵۵۵۶ (۶۲۲۳۷۰ دیسی شہر
اور ۹۳۵۴۵ چھاؤنی) متنفسوں کی ہے۔ خاص چھاؤنی کا رقبہ سوا گیارہ مربع میل
ہے۔ گورنمنٹ ہوس جہاں پہلے چیف کمشنر میسور رہا کرتا تھا۔ اب رزیڈنٹ میسور کی
قیام گاہ ہے۔ جدید سرکاری عمارتیں جو یونانی نمونہ پر بنی ہوئی ہیں نہایت خوبصورت
ہیں اپنر پچاس ہزار روپیہ لاگت آئی تھی یہ دفاتر دو منزلہ ہیں ان کے نیچے کی منزل
بالکل بیکار ہی ہے۔

بنگلور شہر:۔ جو عام طور پر "پیٹ" کہلاتا ہے۔ چھاؤنی سے تین میل کے فاصلہ
پر ہے۔ سٹیٹ ریلوے بنگلور کے متصل آبشار کاریری سے تیس میل کے فاصلہ سے
سرنگا پٹم میں سے گذرتی ہے۔ ان آبشاروں کا نظارہ ایشیا کے دلفریب ترین منظروں
سے متصور ہوتا ہے۔ سرنگا پٹم میسور کا پرانا تاریخی دار الحکومت ہے جسے ٹیپو سلطان شیر
کی معرکہ آرائیوں اور ڈیوک آف ولنگٹن کی فتوحات نے مشہور عالم کر رکھا تھا قلعہ
اب فوجی کام میں نہیں آتا۔ صرف تاریخی عظمت اور ٹیپو سلطان کے محل کے بعض کھنڈرات
کیوجہ سے دلچسپی کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ سٹیشن سے ایک میل کے فاصلہ پر
واقع ہے۔ بنگلور کی دیگر خاص عمارات و قابل دید مقامات۔ مہاراج کا محل۔ سنٹرل کالج
سرکاری دفاتر۔ عجائب گاہ اور کبن پارک ہیں۔ جو سابق چیف کمشنر سر کبن کی یادگار
میں بنایا گیا تھا۔ اس پارک میں ہر روز شام کو لوگ سیر کے لئے آتے ہیں۔ روئی
اور ریشم کا کارخانہ بھی دیکھنے کے لائق ہے۔ ٹیپو سلطان کے والد حیدر علی کا لال باغ
بھی ایک نہایت پر فضا اور تفریح بخش گلستاں ہے۔ جس میں حال میں پھولوں کے لئے
ایک ہال بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ ممالک غیر کے اکثر پودے اور درخت اس باغ میں موجود
ہیں۔ یہاں قالین بافی کا بھی ایک بہت بڑا کارخانہ ہے۔ اجناس اور روئی کی تجارت
اس شہر میں بہت ہوتی ہے۔ منی آرڈر۔ سیونگ بینک اور تار کے دفاتر قایم ہیں۔
۱۸۳۱ء میں جب برٹش گورنمنٹ نے میسور کی زمام حکومت براہ راست اپنے

ہاتھوں میں لی تو اس وقت بعض دفاتر قلعہ کے ایک محل خام میں رکھے گئے تھے۔
۱۸۶۸ء میں جب چھاؤنی میں ان دفاتر کے لئے نئے مکانات بن گئے تو دفاتر مذکور ان میں منتقل کر دیئے گئے۔ بعد میں یہ دومنزلہ خام محل بھی گر پڑا۔ سلح خانہ اب تک قلعہ میں ہے۔

جنوب ہند کا یہ نہایت مشہور اور تاریخی مقام ہے۔ یہاں کا اصلی قلعہ جو ۱۵۳۷ء میں ہندوؤں نے بنایا تھا مٹی کا تھا۔ حیدر علی نے اپنے پہلے سال جلوس ۱۷۶۱ء میں اسے پتھر کا بنوایا۔ ۱۷۸۰ء میں جب جنرل بیلی نے بمقام پیرام بکام سپاہ میسور سے شکست کھائی تو سر ڈیوڈ بیرڈ اسی قلعہ میں مقید کئے گئے تھے۔ لارڈ کارنواس نے یہ قلعہ ۱۷۹۱ء میں میسور کی تیسری لڑائی میں ٹیپو سلطان سے چھینا تھا۔ جب اس کے قید خانوں کو دیکھا گیا۔ تو یوروپین اسیروں کی حالت نہایت دردناک نظر آئی۔

۱۸۱۱ء میں جب انگریزی سپاہ قلعہ سرنگاپٹم سے بنگلور منتقل کی گئی تو فوج کا کچھ حصہ قلعہ میں رہنے لگا۔ ۱۸۲۳ء میں سلح خانہ بھی سرنگاپٹم سے اسی قلعہ میں منتقل کر دیا گیا۔ جہاں یہ ابتک موجود ہے۔

شہر بنگلور کی آبادی نہایت گنجان ہے ہر خاص شہر ۲/۱ مربع میل میں ہے گذشتہ چند سالوں تک مرہٹوں کے حملوں سے محفوظ رہنے کے لئے بنگلور کے گرد گہری خندق اور گھنی جھاڑیاں تھیں۔ اکثر بازار تنگ اور بے قاعدہ ہیں دولتمند سوداگروں کے شاندار مکانات جابجا نظر آتے ہیں۔ تجارت روزافزوں ترقی پر ہے اور بنگلور بہت مجموعی شرق کا ایک خوشحال شہر معلوم ہوتا ہے۔ بنگلور میں مختلف عیسائی فرقوں کے آٹھ گرجے اور بہت سے مناور و مساجد ہیں۔ آبپاشی ایک متصل کے تالاب سے ہوتی ہے ہوٹلوں کے لحاظ سے بھی بنگلور ممتاز ہے لیکن ہوٹل نہایت نفیس اور آرام دہ ہے۔ وسٹ انڈ ہوٹل بھی صاف و پاکیزہ اور ایک نہایت عمدہ موقع پر واقع ہے۔

بنوں: پنجاب کا مشہور سرحدی وفوجی سٹیشن ہے۔ بکھر تک ریل جاتی ہے۔ اس سے آگے ۰۰ میل تانگہ پر براہ ڈیرہ اسمعیل خاں سفر کرکے بنوں پہونچتے ہیں۔

یہاں پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کا ایک بنگلہ ہے۔ اور اچھا آباد شہر ہے۔

بور گھاٹ:۔ بمبئی اور پونا کے درمیانی مقامات کے حالات لکھنے میں اس درہ کوہ کیطرف کتاب ہذا میں متواتر اشارہ کیا گیا ہے۔ مسٹر جنمز برکلی ان گھاٹیوں کی نسبت کہتے ہیں کہ "اس وسیع اور انسانی کوشش کو بیکار کر دینے والے سلسلہ کوہ کی صحیح کیفیت کا بیان کرنا مشکل ہے جنگلوں کو کاٹ کر بعض بعض مقامات سے سطح کو ہموار کرنے کی سعی کیجا رہی ہے۔ ریلوے کے راستہ میں جو سنگستانی رکاوٹیں تھیں وہ بہزار جر ثقیل دور کی گئی ہیں۔

ہمارے انجنیروں۔ سرویئروں کی یہ عظیم الشان کامیابیاں انکی تجربہ کاری اور محنت و کوشش مختلف رپورٹوں میں ہمیشہ یادگار زمانہ رہے گی۔ جس کی نظیر انجنیری کی تاریخ میں مشکل سے مل سکے گی"۔

ان موانعات کے دور کرنے کا کام ۱۸۵۵ء میں شروع کیا گیا تھا۔ اور جون ۱۸۶۳ء میں آخر کار اس گھاٹ کا دروازہ تجارت کے لئے کہولدیا۔ یہ لاین تقریباً سولہ میل لمبی ہے۔ اور اتنی مسافت میں ریلوے کو ۲۶ سرنگوں اور آٹھ محرابوں سے گذرنا پڑتا ہے۔ سیاحوں کو چاہئے کہ اگر ممکن ہو تو وہ دن کیوقت ان گھاٹیوں سے گذریں۔ اگر موسم برسات کے شروع یا اس کے اختتام کے بعد سفر کیا جاے۔ جبکہ کہر سے پہاڑ پاک و صاف ہوتے ہیں۔ تو چٹانوں سے آبشاروں اور پانی کے گرنے کے دلکش نظارے سے سیر کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔ سال کے بعض حصوں میں پہاڑوں کے درخت زار پہول اور پتوں کی سبزی نہایت خوشنما معلوم ہوتی ہے۔ چونکہ ٹرین ضرورتاً اس سلسلہ کوہ سے آہستہ آہستہ چلتی ہے۔ اس لئے سیاح کو اپنے دامن شوق کو گلِ آرزو سے بہرنے کا کافی موقع ملجاتا ہے۔

بورنگ پٹ:۔ مدراس ریلوے کے شاخ بنگلور پر مدراس سے ۱۷۶ میل اور دس گھنٹوں کی مسافت پر آباد ہے۔ کرایہ گیارہ۔ ۵ ۔ اور دو روپیئے ہے کولار جانیکا یہی اسٹیشن ہے۔ ضلع کا ہیڈ کوارٹر تنہا ال میں بارہ میل کے فاصلہ پر ہے طلائی کانوں کو جو لاین جاتی ہے اس کا جنکشن ہے۔ کان ہاے مذکور مشرق کیطرف واقع ہیں۔ بورنگ پٹ کا شہر سٹیشن کے متصل ہے اور اسکا نام مسٹر بورنگ سابق

چیف کمشنر میسور کے نام پر رکھا گیا ہے ۔ اب یہ نہایت آباد ۔ ترقی پذیر اور مرکز صنعت و حرفت شہر ہے ۔ یونگ پیٹ میں ہر جمعہ کو اور کولار میں ہر پنجشنبہ کو میلا ہوا کرتا ہے سیونگ بینک ۔ منی آرڈر ۔ اور تار کے دفاتر یہاں کھلے ہوئے ہیں ۔

بوستان :۔ کوئٹہ کا جنکشن سٹیشن ہے اور نارتھ ویسٹرن ریلوے کی شاخ سبی و کوئٹہ پر واقع ہے ۔ یہ کوئٹہ سے ۱۲ ۔ اور سبی سے ۱۰۵ میل کی مسافت رکھتا ہے ۔

بھاجا اور بیداس کے غار :۔ ریلوے کے ذریعہ سے سنولی پہونچتے ہیں ۔ جہاں ویٹنگ و ریفرشمنٹ رومز کے علاوہ ایک عمدہ ہوٹل بھی ہے ۔ یہاں سے گھوڑے پر سوار ہوکر کارلی کے ڈاک بنگلہ میں پہونچ جاتے ہیں جہاں سے غار ہائے بھاجا پانچ میل اور غار ہائے بیداس ۹ میل کے فاصلہ پر واقع ہیں ۔ کارلی کے ڈاک بنگلے سے سیاحوں کو بدرقہ (رہنما) ہمراہ لے لینا چاہیئے ۔ بیداس میں مذہب بدھ کے غار ہیں جو نسبت بھاجا کے غاروں کے زیادہ قدیمی معلوم ہوتے ہیں ۔ یہ غار بھی کچھ کم دلچسپ نہیں ۔ گھوڑے کا کرایہ چار روپیئے روزانہ لگتا ہے ۔

بھاگل پور :۔ صاحب گنج سے ۶۲ میل کی مسافت ریل پر ایک بہت بڑا سول سٹیشن اور تجارتی شہر ہے ۔ ڈاک بنگلہ کے سوا ایک سرائے بھی مسافروں کے قیام کی موجود ہے جو سٹیشن سے دکھائی دیتی ہے ۔ کمشنر اور ڈویزنل مسافت کا ہیڈ کوارٹر ہے ۔ یہاں کا سنٹرل جیل پردوں ۔ قالینوں ۔ کمبلوں کی ساخت کے لئے مشہور ہے بھاگلپور میں ایک عظیم الشان دیسی کالج اور سول شفاخانہ قایم ہے ۔

بھامو :۔ (برہما) اگرچہ یہ مشہور شہر ہے ۔ مگر یہاں کوئی قابل دید چیز نہیں ۔ بذریعہ ٹرین کاتھا جاتے ہیں وہاں سے سٹیمر کے وساطت سے ۱۲ سے ۲۴ گھنٹوں کے اندر بھامو پہونچ جاتے ہیں سٹیمر میں سفر کرتے ہوئے آس پاس کی پہاڑوں کا نظارہ نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے ۔ کاتھا اور بھامو کے مابین دو تنگ بحری دروں سے گذرنا پڑتا ہے ۔ تیسرا درہ بھامو کے آگے ہے ۔ دوران سفر کا بحری سین نہایت دلفریب ہے ۔ مراجعت کے وقت سیاح کو لازم ہے کہ بھامو سے بذریعہ سٹیمر منڈلے کو جائے تاکہ وہ موتگوں کا عظیم الشان گھنٹہ دیکھ سکے جو

قد وقامت میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ یہ گھنٹہ روئے زمین کے تمام بیداغ گھنٹوں سے بڑا ہے۔ گو ماسکو میں بھی ایک ایسا ہی دیو ہیکل گھنٹا ہے جو اس سے کسیقدر بڑا ہے۔ مگر وہ ذرا سے خالی نہونے کی وجہ سے داغدار ہے۔

بھاوانیشور:۔ بنگال کے ضلع پوری میں شیو کے مندروں کا مقدس شہر ہے۔ یہاں کے متبرک تالاب کے گرد اہل ہنود کے سات ہزار مندر بنے ہوئے تھے۔ جو اب پانچ چھہ سو سے زیادہ نہیں اور یہ بھی سب کے سب کھنڈرات ہیں جو ہندوستان کے ہر ایک زمانہ کی طرز تعمیر کو ظاہر کرتے ہیں۔ کلکتہ سے پوری کو سٹیمر جاتا ہے۔ جو ۳۰۷ میل کے فاصلہ پر ہے پھر پالکی پر ۶۳ میل راہ قطع کر کے بھاونیشور پہونچتے ہیں۔

بھاولپور:۔ پنجاب وراجپوتانہ کے مابین دریائے ستلج وانڈس کے مشرق میں ایک دیسی ریاست ہے۔ بہاولپور اسکا دارالحکومت ہے۔ اس کا ریلوے سٹیشن ستلج سے دو میل اور ملتان سے ۶۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ نواب بہاولپور کا محل مربع وضع کا بہت بڑا اور شاندار ہے اور اس کے ہر ایک گوشہ پر برج بنا ہوا ہے۔ اس کی چھت سے بیکانیر کا وسیع بے آب وگیاہ میدان نظر آتا ہے۔ جو سو میل تک پھیلا ہوا چلا گیا ہے۔ یہاں ڈاک خانہ۔ تار۔ منی آرڈر۔ سیونگ بینک کے دفاتر قایم ہیں۔

بھاؤنگر:۔ بمبئی سے بی۔بی۔آئی۔ اور سی۔آئی۔ ریلوے کے ذریعہ سے دادھوان جاتے ہیں جو ۳۰۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں سے بھاؤنگر گونڈل ریلوے میں سوار ہوکر ۱۰۴ میل کی راہ کے بعد بھاؤنگر پہونچتے ہیں۔ بھاؤنگر میں گھوڑے اور بیلوں کی گاڑیاں اور شکریں دستیاب ہوسکتی ہیں۔ یہ کاٹھیاوار کا نہایت خوشحال بندرگاہ اور اسی نام کی ریاست کا دارالحکومت ہے۔ ہز ہائینس مہاراجہ بھاؤ سنگھ جی۔ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ نے اپنی روشن ضمیری سے بھاؤنگر کو ہندوستان کی دیگر ریاستوں کے لئے سرسبزی و مرفہ الحالی کے لحاظ سے ایک قابل قدر نمونہ بنا دیا ہے۔

ہائی اسکول۔ ڈاکخانہ۔ تار آفس۔ عدالت ہائے انصاف۔ دفاتر پولیس

اور دیگر سرکاری عمارتیں نہایت رفیع الشان ہیں۔ گھوڑوں کی نسل کشی کا سرکاری فارم تمام کاٹھیاوار میں مشہور ہے زیادہ تر روئی یہاں سے بیرونجات کو جاتی ہے بلکہ ۱۹۲۳ء میں جسقدر مال و اشیا یہاں سے باہر بھیجے گئے۔ ان میں بیس فیصدی سونا چاندی تھا۔ تجارت درآمد میں انواع و اقسام کے کپڑے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

بھرتپور:۔ بی۔ بی و سی۔ آئی و آر۔ ایم ریلوے کے علاوہ اٹارسی۔ جھانسی اور قلعہ آگرہ کی طرف سے راستہ ہے۔ بمبئی سے ۸۷۳ میل دور ہے۔ کرایہ ۱۵۔ ۲۸۔ اور ۹ روپیئے ہے۔ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب کا ڈاک بنگلہ تمام یوروپین مسافروں کے کھلا ہوا ہے جن کو کھانا شراب وغیرہ مفت ملتا ہے۔ بھرتپور کا مضبوط قلعہ دیکھنے کے قابل ہے اور یہاں شکار بکثرت ملتا ہے۔

بھوپال:۔ (پہلے یہ اپنے بانی راجہ بھوج کے نام پر بھوج پال کہلاتا تھا) بھوپال سطح سمندر سے سترہ سو فیٹ بلند ہے اور ایک جھیل کے کنارے پر (جو دریائے بیتوا کے ایک منبع کی پشتہ بندی کرنے سے بنائی گئی ہے) واقع ہے یہ اس نام کی ریاست کا دارالحکومت ہے جس کی حکمرانہ ہز ہائینس سلطانہ شاہ جہاں بیگم صاحبہ ہیں جو بھوپال میں رہتی ہیں۔ گو اس شہر کی آبادی بیقاعدہ ہے۔ مگر تنگ بازاروں میں رفیع الشان مکانات جو پردہ دار ہونے کی وجہ سے خوبصورت چوبی برانڈے رکھتے ہیں۔ خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔ جامع مسجد جو شہر کے وسط میں بنی ہوئی ہے ایک قابل دید عمارت ہے۔ بلند سنگی سیڑھیوں کے ذریعہ سے ان میں داخل ہوتے ہیں مسجد متبرکہ کے گرد و نواح میں جوہریوں اور دیگر سوداگروں کی دکانیں ہیں۔ پہاڑ کی چوٹی پر فتحگڈھ کا قلعہ استادہ ہے جس کی چھت سے شہر اور نیچے بنی ہوئی جھیل کا بخوبی نظارہ ہوسکتا ہے۔ سیاحوں کو ہز ہائینس کے باغات کی سیر کی اجازت ملسکتی ہے جو شہر کے متصل ہیں۔ یہاں کا سٹیشن بھوپال اجین ریلوے کا جنکشن ہے۔ اس ریلوے پر سفر کرنے والے یا ادھر سے آنیوالے مسافروں کو بھوپال میں گاڑی تبدیل کرنی پڑتی ہے۔ ڈاک بنگلہ کے علاوہ ویٹنگ اور ریفرشمنٹ رومز بھی سٹیشن پر موجود ہیں۔ منی آرڈر۔ سیونگ بینک اور تار کے دفاتر یہاں قائم ہیں

بھوج :- ہفتہ وار اسٹیمر بمبئی سے کچھ منڈوی روانہ ہوتا ہے۔ موخر الذکر مقام سے بھوج کو سڑک جاتی ہے۔ منڈوی میں ریل تانگہ اور بیلوں کی شگرم ملسکتی ہے۔ علاوہ بریں ایک اور راستہ بھی ہے یعنی بمبئی سے بی۔بی۔اور سی۔آئی ریلوے کے ذریعہ سے وادھوان (کرایہ ۲۴ روپئے) وہاں سے موروی سٹیٹ ریلوے پر سفر کرکے موروی۔یہاں سے دوانی جائیں جو ۴۵ میل کی مسافت پر ہے۔راؤ کچھ کی کشتیاں خلیج کچھ میں روہر تک آتی جاتی ہیں۔پس دوانی سے ان کشتیوں کے ذریعہ سے "روہر" وہاں سے بیل گاڑی پر انجار پہونچیں انجار میں ڈاک بنگلہ موجود ہے۔یہاں سے بھوج ۲۶ میل کی مسافت پر رہجاتا ہے۔

بھوساول :- بذریعہ جی۔آئی۔پی۔ریلوے بمبئی سے ۲۷۶ میل کے فاصلہ پر ہے کرایہ ۱۷ - ۹ - اور ۴ روپیئے ہے۔اس کے بڑے ریلوے سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم موجود ہے۔جبلپور کی بڑی لاین اور ناگپور کا جنکشن ہے۔یہاں اسسٹنٹ کلکٹر کے دفاتر ہیں۔باغ عامہ۔ریڈنگ روم۔عجائب خانہ۔تیرنے کا گھاٹ۔قابل دید مقامات ہیں۔گرجوں کے علاوہ مدارس اور ٹیلیگراف آفس بھی ہے۔دریائے تاپتی اڑھائی میل کے فاصلہ پر لاین جبلپور پر واقع ہے۔اسپر محراب دار ریلوے پل بنا ہوا ہے برار اور ناگپور کے جانیوالے یہاں ٹرین تبدیل کرتے ہیں۔

بیپور :- کالیکٹ سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے پہلے یہ ریلوے کا انتہائی مقام تھا ساحل بحر کا قصبہ ہے اور چنداں وقعت نہیں رکھتا۔

بیجاپور :- بذریعہ جی۔آئی۔پی و ایس۔ایم ریلوے بمبئی سے ۳۵۱ میل کے فاصلہ پر ہے۔کرایہ ۲۲ - ۱۱ - اور پانچ روپیہ ہے۔یہاں افسران ضلع رہتے ہیں اور ڈاکخانہ۔ٹیلیگراف آفس۔شفاخانہ سیونگ بینک وغیرہ ہر قسم کے بینک ضروریات کے سامان موجود ہیں۔اس شہر کے کھنڈر وسیع رقبہ پر پھیلے ہوئے ہیں۔جو اسلامی طرز تعمیر کا دلکش مرقع پیش کرتے ہیں۔

دکن کے دربار بہمینہ کے ایک نامور سردار محمد نامی نے ایک آزاد سلطنت کی بنیاد ڈالکر بیجاپور کو اسکا پایہ تخت قرار دیا۔جسکا ۱۶۸۶ء میں اورنگ زیب نے الحاق کرلیا اور بعد میں مرہٹوں نے اس کی بربادی کو درجہ تکمیل پر پہونچایا۔

روضہ ابراھیم:- یہ روضہ باغ میں واقع ہے اس کے گرد ایک بلند دیوار ہے جس کے وسط میں ایک خوبصورت و پرصنعت دروازہ بنا ہوا ہے باغ کے مرکز میں ایک مہندمہ حوض تین عظیم الشان عمارتوں کو ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے۔ مسجد کی خوبصورتی زیادہ تراس کے مسلسل گنبدوں کیوجہ سے ہے۔ جو متناسب اور خوشنما ہیں۔ اس کے دوسری طرف کا مقبرہ نہ صرف قدوقامت کے لحاظ سے قابل وقعت ہے۔ بلکہ اپنی نفاست اور باریک کام کیوجہ سے بھی تعریف کا مستحق ہے۔

برج شیبا:- اس کی چوٹی پر "ملک میدان" نامی پہاڑی پر کم توپ لگی ہوئی ہے جس سے بڑی توپ غالباً دنیا میں نہ ہوگی۔ اسکا دہانہ قطر میں دو فیٹ چار انچ ہے۔

گل گنبد:- بیجاپور کے ساتویں بادشاہ سلطان محمد عادل کا مقبرہ ہے جسکا اندرونی رقبہ ۱۸۲۲۵ فیٹ ہے۔ حالانکہ روما کے وسیع پانتھیوں (تمام دیوتاؤں کا مندر) کا رقبہ ۱۵۸۳۳ فیٹ سے زائد نہیں اس کا گنبد دنیا میں سب سے بڑا ہے جسکا قطر ۱۲۴ فیٹ ہے جو اندر سے ۱۷۵ اور باہر سے ۱۹۸ فیٹ بلند ہے اس کی عام موٹائی دس فیٹ ہوگی اس کی گونجنے والی گیلری ہندوستان میں اپنا نظیر نہیں رکھتی۔

جامع مسجد:- یہ عظیم الشان عمارت فی الواقع اس قابل ہے کہ اسے جامع مسجد بیجاپور کے نام سے موسوم کیا جائے۔ علی عادل شاہ نے (۱۵۵۹ یا ۱۵۶۰ء) اسکی بناء ڈالی تھی۔ گو اس کے جانشینوں نے بھی اس سلسلہ تعمیر کو جاری رکھا۔ مگر دراصل اسکی تعمیر درجہ تکمیل کو نہیں پہونچی مسٹر گوسن اس مسجد جامع کی نسبت لکھتے ہیں کہ "اس حالت میں بھی یہ مسجد ہندوستان کی اعلےٰ اور نفیس ترین مساجد سے ہے"

متھر محل:- یہ ایک چھوٹا سا دروازہ ہے۔ جو اہل ہنود اور اسلامی طرز تعمیر کا ملا جلا نمونہ ہے۔ اس کی صنعت ودستکاری اور نظر فریب گلکاری قابل دید ہے

اثر شریف:- گو یہ عمارت چنداں شاندار نہیں مگر اس کے خوشنما اندرونی

ساٹھ فیٹ اونچے چوبی ستونوں پر قائم ہیں۔ اس میں حضرت محمد صلعم کے ریش
مبارک کے بال بحفاظت رکھے ہیں۔ اندر قالین بچھے ہیں۔ گو وہ بہت پرانے ہیں
مگر رنگ اور خاک کے لحاظ سے نہایت خوبصورت ہیں۔

بیجاپور میں "بول گنبد" کے نام سے ایک مسجد ہے جو سٹیشن سے
پاؤ میل کے فاصلہ پر واقع ہے مگر اب اسے ڈاک بنگلہ بنا لیا گیا ہے۔
ڈپٹی کلکٹر یا معافیدار کی اجازت سے سیاح روضہ ابراہیم میں بھی اتر سکتے ہیں مگر
انکو روزانہ معقول فیس دینی پڑتی ہے۔ اور ملازم و دیگر سامان آسائش بھی یہاں
موجود نہیں۔ یہ روضہ اسٹیشن سے دو میل کے فاصلہ پر ہے۔
ریلوے اسٹیشن پر تانگے اور بیل کی شکرمیں مناسب کرایہ پر مل سکتی ہیں اور
گاڑیوں کا قانون یہاں بھی رائج ہے۔ گورنمنٹ نے قلعہ کے اندرونی حصہ کے
منہدمہ مکانات کو عظیم الشان دفاتر میں تبدیل کر دیا ہے۔

بیدر: حیدرآباد سے بذریعہ پالکی ۸۰ میل کا راستہ ہے دکن کے سلاطین
بہمنیہ کا پایہ تخت تھا۔ قلعہ اور کثیر التعداد مقابرے کے کھنڈر دیکھنے لائق ہیں۔ یہ مقام دھات
کے ظروف کے لئے مشہور ہے۔

بیدیا ناتھ جنکشن: ہوڑہ (کلکتہ) سے ۲۰۰ میل کے فاصلہ پر ہے یہاں
سے دیوگڈھ کو ریلوے کی شاخ جاتی ہے۔ یہ دیوگڈھ سب ڈویزن کا ایک گاؤں
ہے۔ اور یہاں میرج میناروں - بلا ٹوں۔ اور بت خانوں کے متعدد کھنڈر ہیں۔

بیزواڑہ: مدراس کے ضلع کسٹنا کا ایک خاص قصبہ دریائے کسٹنا
کے شمالی کنارہ پر آباد ہے۔ دریا پر ایک خوبصورت آہنی ریلوے پل ۱۲۲۸ گز طویل
بنا ہوا ہے۔ ایسٹ کوسٹ ریلوے اور نظام سٹیٹ ریلوے کا جنکشن اور موخر الذکر
کا انتہائی مقام ہے واڈی ہو ان جو جی۔ آئی۔ پی ریلوے پر واقع ہے اس سے
بیزواڑہ ۳۰۸ میل کا فاصلہ رکھتا ہے۔ کرایہ ۵۵-۱۰ اور ۹ روپیہ ہے۔ بیزواڑہ ایک
اعلیٰ درجہ کا تجارتی شہر ہے جہاں کسٹنا ڈلٹا (وہ مثلث قطعہ زمین جو پانی سے گھرا
ہوا ہو) کا مال تجارت کثرت سے آتا ہے۔ نیز یہ مقام دریاؤں کے ذریعہ سے مدراس
ایلور، مچھلی پٹم، کوکوناڈا۔ اور راجمندری سے پیوستہ ہے۔ یہاں زمانہ قدیم کے

پدھرسٹ اور اہل ہنود کے مندر پہاڑوں میں موجود ہیں۔ چٹانوں کو اس خوبصورتی سے کاٹ کر مندر بنائے گئے ہیں کہ انسان عش عش کرتا رہجاتا ہے۔ ڈاکخانہ۔ تار آفس تحصیل۔ شفاخانہ۔ ڈاک بنگلہ۔ جیل۔ اور مکتب خانہ کے علاوہ سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم بھی موجود ہے۔

بیکانیر:۔ بیکانیر کا جنکشن سٹیشن میرٹاروڈ ہے۔ یہ والی ریاست کا دارالحکومت ہے شہر مذکور ۱۴۸۸ء میں آباد ہوا تھا۔ ۱۸۰۱ء میں جارج تھامس کے قبضہ میں آیا۔ جارج مذکور آئرش کوارٹر ماسٹر دسیفہ کجر تھا۔ جو مہاراجہ سیندھیا۔ اور بیگم سمرو کی ملازمت میں سپاہی رہگیا ۱۸۰۸ء میں اس نے ہانسی پر چڑھائی کا ارادہ کیا۔ آخرکار یہ برہانپور میں جلی مرا۔ یہاں کی آبادی ۵۶۲۷۵ ہے۔ شہر سے ۵ میل کے فاصلہ پر بیکانیر کے گذشتہ مہاراجوں کی سمادھیاں بنی ہوئی ہیں۔

بیلگاؤں:۔ بمبئی سے ۴۸۳ میل اور اکیس گھنٹوں کا راستہ ہے کرایہ ۲۲-۱۱ اور ۵ پائی۔ یہ مقام سطح سمندر سے ۲۵۰۰ فیٹ بلند ہے۔ دیسی یورپین سپاہ کے علاوہ کمشنر جنوبی ڈویژن کلکٹر ضلع۔ جج اور دیگر سرکاری عہدہ داروں کا بھی قیام گاہ ہے۔ متعدد سکول جاری ہیں جن میں سے ایک معزز دیسیوں کے لئے ہے۔ سٹیشن سے چند منٹ کے راستہ پر ایک کلب ہے۔ قلعہ جس کے گرد گہری خندق کھدی ہوئی ہے ۱۸۱۸ء میں انگریزوں نے فتح کیا تھا۔ سوتی کپڑوں کے یہاں بہت کارخانے ہیں سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم ہے اور اس کے قریب ہی ڈاک بنگلہ بھی موجود ہے بیلگاؤں میں لندن۔ سیونگ بینک اور تار کے دفاتر بھی دکھائی دیتے ہیں۔

بینا:۔ چونکہ دریائے بینا سے چند میل کے فاصلہ پر ہے اس لئے اس قصبہ کا نام بھی یہی پڑگیا ہے۔ دریائے مذکور سٹیشن کے جنوب میں بہ پل بنا ہوا ہے۔ اس کا سٹیشن جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے کی شاخ گوالیار اور بینا گونا ریلوے کا جنکشن ہے۔ اور ان دو شاخوں کے مسافر بینا میں تبدیل کرتے ہیں۔ سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم اور ویٹنگ روم موجود ہیں۔ بھیلسہ سے بینا تک کا ملک [illegible] سے بھرا ہوا ہے۔ اور دریا کے کنارے بھی عمدہ شکار ملسکتا ہے۔ زیادہ تر سوسن کی پیداوار ہوتی ہے۔ منی آرڈر۔ سیونگ بنک کے دفاتر بھی یہاں کھلے ہوئے ہیں۔

پ

پالاورام :- بذریعہ ایس-آئی-ریلوے مدراس سے ساڑھے گیارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ایک دیسی انفنیٹری یہاں رہتی ہے بشرق کی سمت دور تک سلسلہ کوہ چلا گیا ہے۔ جو چار سو سے پانچسو فیٹ تک بلند ہے فوجی اور دیگر یوروپین پنشن خوار یہاں رہتے ہیں۔ پتھروں کی بڑی کان سے عمدہ پتھر نکلتا ہے۔ سٹیشن سے بفاصلہ تین میل ایک عمدہ سڑک پر رنگا ناتھا سوامی کا مشہور مندر ہے۔ جہاں ہر سال ماہ مئی میں میلہ ہوا کرتا ہے اور ہزاروں معتقد دور دراز مقامات بالخصوص مدراس سے آتے ہیں۔

پال گھاٹ :- مدراس ریلوے پر آباد ہے یہاں اسسٹنٹ مجسٹریٹ رہتا ہے۔ پال گھاٹ کے مسافران کو اولداکوٹ جنکشن پر گاڑی تبدیل کرنی چاہئے سٹیشن سے بفاصلہ دو میل ٹیپو سلطان کا بنایا ہوا قلعہ ہے۔ گرد و نواح سٹیشن میں قہوہ کی باغات ہیں۔

پالن پور :- بذریعہ بی-بی-وسی-آئی ریلوئے احمد آباد (از بمبئی ۳۱۰ میل) وہاں سے راجپوتانہ سٹیٹ ریلوے پر ۳۰ میل سفر کر کے پالن پور پہونچتے ہیں کرایہ ۲۷ روپیہ اور ستر ہ گھنٹے کا راستہ ہے۔ یہ ریاست پالن پور کا دارالحکومت اور پولٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے رہنے کا مقام ہے۔ قصبہ جو نشیب میں واقع ہے ایک دیوار سے گھرا ہوا ہے جو ۱۷۵۰ء میں بنوائی گئی تھی۔ دیواریں ۱۷ سے ۲۰ فیٹ تک اونچی اور تین میل مدور ہے۔ اور سات دروازے رکھتی ہے۔ جن کے گوشوں پر بروج بنے ہوئے ہیں قصبہ میں کوئی دیکھنے کے قابل چیز نہیں۔

پالیٹانہ :- بذریعہ ریلوے (براہ احمد آباد) واڈھوان کو وہاں سے بھاؤنگر گونڈل ریلوے کے توسط سے سانگ ہیڈ جاتے ہیں۔ سانگھ ہیڈ بارہ میل ڈاک گاڑی کا راستہ ہے۔ موردی سے ایک ٹریوے مالیا اور دوانیا کو جاتی ہے یہاں کی قابل دید عمارتیں مذہب جین کے وہ مندر ہیں جو پہاڑ پر بنے ہوئے ہیں درخواست دینے پر پالیٹانہ کے ٹھاکر صاحب سیاحوں کے لئے سواری کا انتظام کر دیتے ہیں۔

پانڈیچری :۔ ساحل کارومنڈل پر فرنچ بستی ہے۔ چونکہ یہ قصبہ دوران جنگ و جدل میں کبھی فرنچ کے قبضہ میں آجاتا تھا کبھی اہل فرانس کے کبھی انگریز اسپر متصرف ہوجاتے تھے۔ اس لئے اسے فٹ بال کے گیند سے تشبیہ دیجاتی ہے۔ ساحل سمندر پر یہ ایک صاف و پاکیزہ اور خوشنما چھوٹا سا قصبہ ہے۔ ایک دستی گاڑی میں جسے دو تین آدمی دھکیلتے ہیں اور جو کرسی حمام کی مانند ہوتی ہے ساحل بحر کی ہواخوری کرنا نہایت لطف انگیز ہے۔ اس گاڑی "پوسی پوسی" کہتے ہیں۔ پانڈیچری ایک دلفریب مختصر بندرگاہ ہے۔ اچھی اچھی عمارتیں رکھتا ہے۔ روشنی کے مینار سے انکا نظارہ نہایت بھلا معلوم ہوتا ہے۔ سیاح کو مندرجہ ذیل عمارات اور مقامات کو ضرور دیکھنا چاہیئے ستون مینار روشنی۔ ڈوپلے کا بُت۔ گورنمنٹ ہوس۔ کورچیرڈل۔ بی بی اوتھک۔ باغات۔ صنعتی کنواں اور دیگر کارخانجات۔ پانڈیچری ایس۔ آئی ریلو سے پرنیلور سے بفاصلہ ۲۷۰ میل واقع ہے۔

پان روٹی :۔ بذریعہ ایس۔ آئی ریلوے ولاپرم جنکشن سے بفاصلہ ۱۲ میل واقع ہے۔ یہاں سبزیات بہت بوئے جاتے ہیں جنکا تیل نکال کر بارسیلز اور بیرونجات کو بھیجا جاتا ہے۔ سٹیشن سے بفاصلہ ایک میل تیری ویتھو گاؤں میں سیو کا مندر ہے جسکی خوب پرستش ہوتی ہے۔ ڈاکخانہ قایم ہے۔

پانی پت :۔ اس کا پُرانا نام کروچیتر ہے۔ اس قدیمی زوال یافتہ شہر کے گرد دیوار کھینچی ہوئی ہے۔ بلحاظ میدان جنگ اس کی تاریخی وقعت کسی تشریح و توضیح کی محتاج نہیں۔ دہلی انبالہ کالکا ریلوے پر شمال دہلی میں ۵۳ میل کے فاصلہ پر آباد ہے پانی پت دریائے جمنا کے قدیمی کنارہ پر بسا ہوا ہے اس اُجڑے دیار کی قدامت کا سراغ پانڈوں اور کوروں کے زمانہ تک پہنچتا ہے۔ یہاں کا بازار خوبصورت ہے۔ ۱۹۰۱ء میں پانی پت میں ۱۰۶۰۱ ہندو۔ ۱۸۶۸۰ مسلمان اور ۱۶۱ جین اور دیگر فرقوں کے لوگ آباد تھے۔ آرام گاہ۔ سرائے اور ڈاکخانہ یہاں موجود ہے۔

پٹنہ :۔ ایسٹ انڈین ریلوے پر کلکتہ سے ۳۳۲ میل کے فاصلہ پر آباد ہے اور ساڑھے نو گھنٹے کا سفر ہے۔ کرایہ ۲۱۔ ۱۵ اور سوا چار روپئے ہے۔ یہ دریا کے کنارے بسا ہوا ہے اور بہار کا سب سے بڑا شہر ہے غلے اور نمک کی بہت بڑی منڈی

ہے۔ نیز افیون کا سرکاری کارخانہ بھی یہاں قائم ہے ۱۸۵۷ء میں جو نیپالی جنرل گورکھا
اور دو ہزار سپاہی مارے گئے تھے انکی یادگار دیکھنے کے قابل ہے۔ پٹنہ کی سمت
مشرق میں ملا ہوا بانکے پور ہے۔ جو سول سٹیشن اور قسمت و ضلع کا ہیڈ کوارٹر ہے پٹنہ
کی عجیب ترین عمارت پرانا سرکاری ذخیرہ خانہ ہے جو اس کی طرز تعمیر شہد کی مکھی کے چھتے
کی طرح ہے۔ اس کے باہر دو پیچدار سیڑھیاں ہیں ۱۷۸۶ء میں یہ ذخیرہ خانہ غلہ
رکھنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ شہر کے مغربی گوشہ پہ پٹنہ کالج کی عمارت بھی قابل دید ہے

پٹیالہ:۔ صوبہ پنجاب کی ایک سکھ ریاست جس کی آبادی ۱۵۸۳۵۲۱ نفوس
کی ہے۔ یہاں کا ڈاک بنگلہ عمدہ ہے۔ انبالہ سے یہ ۴۰ میل ریل کے راستہ پر ہے ریاست
مذکور جس کا رقبہ ۹۵۱ مربع میل ہے دریائے ستلج کے مشرق میں واقع ہے اور
۲۶۰۱ قصبات اور دیہات رکھتا ہے۔ آمدنی سالانہ ۴۹۳۳۰۰۰۔ یہ ریاست دو حصوں
میدانی اور کوہی پر منقسم ہے۔ بڑا حصہ جو میدانی ہے جنوب ستلج میں واقع ہے۔ اور
دوسرے کا سلسلہ کوہ شملہ تک چلا گیا ہے۔ شملہ پہلے ریاست پٹیالہ کی عملداری میں شامل
تھا لیکن گورنمنٹ انگریزی نے بدلے میں ایک قطعہ ملک سے اسکا تبادلہ کر لیا۔ مزروعہ
زمینوں میں معمولی غلے پیدا ہوتے ہیں۔ اس ریاست میں لوہے تانبے سلیٹ اور
سنگ مرمر کی کانیں بھی پائی جاتی ہیں۔

فرمانروائے پٹیالہ سکھ جاٹ فرقے سے تعلق رکھتا ہے۔ برٹش گورنمنٹ کی امداد
کے لئے ایک سو سوار بطور کنٹنجنٹ رکھنا اسکا فرض ہے سلامی ۱۷ توپ۔ سپاہ ۲۶۰۰ سوار
۴۰۰۰ پیدل معہ پولیس ۳۱ میدانی اور ۵۰ دیگر توپ اور ۲۲۵ توپچیوں پر مشتمل ہے
ریاست کا انتظام اچھا ہے۔

۵۔ پچمارھی (پچمڑھی) بذریعہ جی آئی پی ریلوے پپاریا جاتے ہیں جو
بمبئی سے ۵۰۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے (کرایہ ساڑھے اکیس روپیہ) پپاریہ سے
۳۲ میل سڑک کا راستہ ہے۔ یہ کوہی مقام ہے۔ پپاریہ اور [illegible] کا تانگہ نیز ڈاک بنگلے
موجود ہیں۔ دامن کوہ پپاریہ سے ۱۰ میل کے فاصلہ سے شروع ہو جاتا ہے۔ پپاریہ سے
پچمڑھی تک کا کرایہ فی سواری حسب ذیل ہے:۔
گھوڑے کا تانگہ ۱۲ روپیہ۔ بیل کا رتھ ۸۔ بیلوں کا تانگہ ۱۲۔ اور بیلوں کا چھکڑا ۲ دو

دو روپیے آٹھ آنے (موسم برسات تین روپیے) پچمڑھی میں ایک ہوٹل ہے ہوٹل
کا ایک کمرہ ڈاک بنگلہ کے کام آتا ہے۔ پچمڑھی جس سطح مرتفع پر واقع ہے وہ ۲ میل
مربع ہے۔ جس کی سرسبزی اور شادابی پر انگلستان کے پارک کا دھوکا ہوتا ہے۔ یہ سطح
مرتفع سطح سمندر سے ساڑھے تین ہزار فیٹ بلند ہے اور سطح مرتفع ۲۰ میل کی وسعت رکھتا
ہے۔ اور چیف کمشنر ممالک متوسط کا گرمائی صدر مقام ہے۔ توپخانہ بھی یہاں موجود
ہے ٹمپریچر زیادہ سے زیادہ ۸۰ درجے تک پہونچتا ہے۔ بارش ۹۰ انچ سالانہ ہوتی
ہے۔ متھرن اور مہابلیشور کے خلاف یہاں یوروپین سال کے ہر موسم میں رہتے
ہیں۔ آس پاس کے بلند پہاڑ کثرت اشجار سے سرسبز ہیں اور شکار بھی بافراط ہوتا ہے۔

پچھوڑہ :۔ بذریعہ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے بمبئی سے ۳۴۲ میل کے فاصلہ پر ہے
سٹیشن پر چھوٹا سا ویٹنگ روم موجود ہے علاوہ بریں اس کے متصل ڈاک بنگلہ اور
سرائے بھی ہے۔ غارہائے اجنتا کے جانیکا یہ سیدھا راستہ ہے۔ جو دو ہزار سالوں کے
پرانے بت اور قدیمی سنگتراشی کے قیمتی نمونے رکھتے ہیں۔ گورنمنٹ مدراس کے
خرچ سے مسٹر گل نے ان بتوں اور گلکاریوں کے نقشے بنائے تھے۔ جو کاغذات افسوس
ہے کہ کرسٹل پیلیس لنڈن کی آتشزدگی میں تلف ہوگئے۔ اس کے بعد مسٹر جان گریفتھ اور
بمبئی آرٹ سکول کے ایک طالب علم نے از سر نو خاکے تیار کئے جو اب ساؤتھ کنسنگٹن (لنڈن)
کے ہندوستانی عجائب گاہ میں رکھے ہوئے ہیں

پروم (برہما) دریائے ایراوادی کے کنارے پر یہ ایک بڑا شہر ہے اور
برہما ریلوے کے ایک سیکشن کا انتہائی مقام ہے۔ پروم رنگون سے ۱۶۴ میل
کی مسافت رکھتا ہے۔ یہاں کے گرد و نواح سلسلہ کوہ۔ اور دریا کا منظر نہایت
دلچسپ ہے۔ بڑے بازار کے علاوہ یہاں اور دکانیں بھی ہیں۔ دو ہوٹل۔ سول
کلب اور ڈاک بنگلہ موجود ہے وسط میں ہونے کی وجہ سے یہ بہت بڑا بحری و بری
تجارتی مقام بن گیا ہے۔ لب دریا ریلوے لائن بہت سے آباد دیہات اس کے
متعلق ہیں۔ یہاں اس کے ملحقہ دیہات میں دھان بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ رنگون
کو تلدہ بناتا تیل اور سہاگہ پاٹ بھی قلیل بہم پہونچتا ہے۔

پشاور :۔ صوبہ پنجاب کی ایک کمشنری ہے جہاں میونسپلٹی بھی قائم ہے۔

دریائے باڑا کے بائیں کنارے کے متصل ایک مختصر میدان میں واقع ہے۔ دریای کابل و سوات کی جائے اتصال سے پشاور ساڑھے تیرہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ قلعہ جمرود جو درہ خیبر کے دہانے کا قلعہ ہے۔ پشاور سے ساڑھے دس میل کی مسافت رکھتا ہے۔ آبادی ۹۴ ہزار زیادہ تر باشندے مسلمان ہیں۔ پشاور نہایت وقیع سرحدی شہر اور درہ خیبر کے متصل ہونے کی وجہ سے گویا ہندوستان کا دروازہ ہے۔ زمانہ قدیم میں یہ گندارا سلطنت کا پایہ تخت تھا۔ شہر کے ۱۶ دروازے ہیں جو رات کے توپ چلتے ہی بند کر دئے جاتے ہیں۔ گورکھتری جو دراصل بدھ مذہب کی ایک خانقاہ تھی اور بعد میں مندر بنائی گئی۔ اب سرائے ہے۔ بیرون شہر بہ سمت شمال بالا حصار کا قلعہ ہے جہاں سے شہر کا تمام نظارہ دکھائی دیتا ہے۔ کابل۔ بخارا۔ اور وسط ایشیا سے بہت سا مال تجارت پشاور آتا ہے۔ یہاں کے بازار خوشنما ہیں۔ زردوزی کا کام نہایت نفیس بنتا ہے۔ چاقو۔ خنجر۔ وپیش قبض بھی یہاں کے آہنگر تیار کرتے ہیں۔ کمشنر اور ڈپٹی کمشنر کی عدالت اور ضلع کے دفاتر عموماً چھاؤنی میں ہیں۔ جو شہر کے مغرب میں بفاصلہ دو میل ایک موزوں بلند موقعہ پر ہے۔ ۱۸۴۹ء میں الحاق پنجاب کے ساتھ ہی اسے فوجی چھاؤنی قرار دیا گیا تھا۔ پروٹسٹ اور رومن کیتھلک گرجوں کے علاوہ منزل گاہ ڈاکخانہ۔ گیند کھیلنے کا میدان اور ایک باغ چھاؤنی میں موجود ہے۔ موسم برسات اور سرما میں اس مقام کا نظارہ نہایت دلچسپ ہے۔ پشاور میں کئی ایک باغ ہیں اور سڑکوں پر دوطرفہ درخت نصب کئے گئے ہیں کیا مقامی حقیقت کے لحاظ سے اور کیا ایشیا کے مختلف ممالک کے سکونت پذیر اقوام کے لحاظ سے پشاور ایک عجیب شہر ہے۔

پکالا:۔ ایس۔ آئی۔ ریلوے کی شاخ پانڈیچری نیلور پر واقع ہے یہ سٹیشن نیلور اور دہرما ورام کا سکیشن ہے ہفتہ وار بازار لگتا ہے۔ سٹیشن پر غذا اور ناشتہ کا سامان ملسکتا ہے۔

پکوکو (برہما) منڈلے سے ۸۰ میل کے فاصلہ پر ایک بندرگاہ ہے کندت کے مسافر یہاں سے ایرادی فلوٹیلیا سٹیمر میں سوار ہوکر جاتے ہیں یہ ایک بڑا قصبہ اور ضلع ہے جو کوہ چن کے دامن میں واقع ہے اور روز افزوں ترقی کر رہا ہے۔

پلمر:۔ پکالا دہرما ورام ریلوے شاخ (ایس۔ آئی۔ ریلوے) کا ایک انتہائی

سٹیشن جو گاؤں کے مرکز سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔ نایب تحصیلدار۔ سب رجسٹرار کی عدالتیں اور لوکل فنڈ کا شفاخانہ یہاں جاری ہے بمتصل سٹیشن کے ایک ڈاک بنگلہ ہے۔ ہر شنبہ کو بازار لگتا ہے۔ اجناس ارزاں ہیں۔ یہاں کی خاص پیداوار دہان۔ کمبو۔ ارنڈ کے بیج۔ املی۔ اور جگری ہے۔

پنچگانی :۔ واتھر ریلوے سٹیشن سے بفاصلہ ۲۹ میل براہ مہابلیشور واقع ہے یہ معتدل وصحت افزا آب وہوا کے لئے مشہور ہے۔ جو پھیپھڑے اور سینہ کے مریضوں کے لئے بغایت نافع ہے۔ یہاں یوروپین اشخاص سال کے ہر ایک حصہ میں مستقل طور سے رہتے ہیں۔

پنڈراروڈ :۔ بنگال۔ ناگپور لائن (کاٹی بلدسپ شاخ) پر بلاسپور سے ۶۳ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ دیسی اس سٹیشن کو گویلا کہتے ہیں قصبہ سٹیشن سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ جہانتک پیدل جانا پڑتا ہے۔ یہ مقام تمام سال سرد رہتا ہے۔ بالخصوص موسم برسات یہاں کی سردی غیر معمول حدتک بڑھجاتی ہے آبادی ایکہزار کے قریب ہے۔ یہاں آم کے کئی ایک عمدہ باغات ہیں۔

پلورندہر :۔ ایک کوہی مقام ہے جو مضبوط قلعہ رکھتا ہے۔ اور سطح سمندر سے ساڑھے چار ہزار فیٹ بلند ہے۔ پونا سے براہ دیوار گھاٹ اور ساسوار سے ۲۴ میل کے فاصلہ پر ہے۔ پورندہر فوجی صحت گاہ ہے میل تانگہ روزانہ پونا۔ اور سرور کے مابین آتا جاتا ہے۔ یہاں کئی ایک ہوٹل موجود ہیں۔ ایک کلب اور ایک بینک بھی ہے۔ آبادی ۶۱۳۹۰۔

پلودی :۔ مدراس سے ۸۰ میل کے فاصلہ پر ہے "الامیلانی مال" نامی ایک مندر یہاں بنا ہوا ہے۔ جس کے درشن کے لئے بہت سے اہل ہنود آتے ہیں

پورولیا :۔ شہر۔ میونسپلٹی۔ ریلوے سٹیشن اور مان بھوم ضلع کا ہیڈ کوارٹر ہے اور بنگال ناگپور ریلوے پر ناگپور سے بفاصلہ ۵۰۰ میل واقع ہے۔ کیس گھنٹوں کا راستہ ہے۔ کرایہ ۵۴-۲۴۔ اور چھ روپیئے کلکتہ سے ۱۸۰ میل دور اور تقریباً آٹھ گھنٹوں کا سفر ہے کرایہ ۱۷-۸۔ اور سوا دو روپیئے ہے آبادی دس ہزار۔ یہاں سے رانچی کو سڑک جاتی ہے۔ پورولیا میں ریفرشمنٹ روم علاوہ

سرکاری دفاتر۔ سات آنریری مجسٹریٹوں کا بنچ۔ پولیس چوکی۔ شفاخانہ۔ گرجا۔ بازار اور ڈاکخانہ بھی موجود ہے۔

پولی چھیرلا:۔ بذریعہ ایس۔ آئی۔ ریلوے پانڈیچری سے ۱۳۰ میل کی مسافت پر واقع ہے۔ ہر چہارشنبہ کو یہاں بازار لگتا ہے۔ دھان۔ کمبو۔ اگی ارنڈ کے بیج۔ اور املی۔ اس جگہ کی خاص پیداوار ہے۔ اور بہ نسبت جنوبی اضلاع کے ارزاں ہے۔

پونا:۔ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے اور ایس۔ ایم۔ ریلوے جنکشن ہے جہاں مسافروں کو گاڑی تبدیل کرنی پڑتی ہے۔ پونا بمبئی سے ۱۱۹ میل کے فاصلہ پر ہے۔ کرایہ ۷ ؍ ۔ ۳ ؍ ۔ اور ۱ ؍ روپیہ ہے۔ دکن کے اس خاص شہر کی آب و ہوا معتدل اور جون سے ستمبر تک نہایت خوشگوار ہوتی ہے سالانہ بارش کی اوسط ۲۹ ۔ انچ ہے۔ گورنمنٹ بمبئی کا برساتی صدر مقام اور پریزیڈنسی مذکورہ کی افواج کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ دیسی شہر کی آبادی تقریباً ایک لاکھ ہے۔ جن میں زیادہ تر ہندو ہیں۔ سابق میں پیشواؤں کی دارالسلطنت ہونے کی وجہ سے یہ بہت کچھ تاریخی وقعت حاصل کر چکا ہے۔ آجکل تجارت کے لحاظ سے کسیقدر وقیع سمجھا جاتا ہے۔ مٹی اور دھاتوں کے ظروف یہاں اچھے بنتے ہیں۔ علاوہ بریں ریشمی کپڑوں زربفت اور کمخواب کی ساخت کے لئے بھی یہ مشہور ہے۔ دریائے مولا کی جنوبی سمت میں دریائے پاربتی کے جائے اتصال سے تھوڑے سے فاصلہ پر یہ شہر آباد ہے۔ کوہ پاربتی کا مندر دیکھنے کے قابل ہے۔ دامن کوہ میں ایک باغ ہے جو ہیرا باغ کہلاتا ہے جس کے وسط میں پیشواؤں کا بنایا ہوا ایک تفریحی محل ہے۔ جو اب ٹاؤن ہال کے طور پر کام آتا ہے۔ کونسل ہال۔ دکن کالج۔ سول انجینیرنگ کالج پر دو وسنٹرل جیل محکمہ ڈاک کی عمارات۔ ساسون ہسپتال۔ اور دیگر مدارس یہاں قایم ہیں۔ ڈاکخانہ بھی ہے۔ ریلوے سٹیشن سے چار میل کے فاصلہ پر گنیش کھنڈ میں گورنمنٹ ہوس وقیام گاہ گورنر بمبئی ہے سٹیشن سے تقریباً اسی قدر مسافت پر کرکی میں فوجی چھاؤنی ہے دریا کا بند خوبصورت آبشار پل اور گرد و نواح کے باغات سیر کے لایق ہیں۔ کرک وسالہ کا کارخانہ آبرسانی جو دس میل کے فاصلہ پر ہے اہل شہر و

چھاؤنی کو پانی بہم پہونچاتا ہے۔ نیز بہت سے رقبہ اراضی کو سیراب کرتا ہے۔ پونا میں متعدد ہوٹل ہیں۔ مغربی ہند کا کلب۔ جمخانہ۔ کتب خانے اور دو انگریزی اخبارات جاری ہیں۔

پلوچ :- جھانسی ۴۲ میل کے فاصلہ پر ایک سٹیشن ہے۔ دریائے بیتو کی مشرق میں بفاصلہ چہار میل درج کے پرانے شہر کے کھنڈرات ہیں جو سلطنت مغلیہ میں صوبہ آگرہ کی ایک سرکار متصور ہوتی تھی۔ منہدمہ عمارتیں اس کی گذشتہ عظمت و وقار کی شاہد ہیں۔ پٹھانوں کی زمانہ کی بنائی ہوئی مسجد نہایت خوبصورت اور قابل دید ہے۔

پوربندر :- بی۔ جی۔ جے۔ پی ریلوے کا مغرب کاٹھیاوار میں انتہائی مقام ہے۔ یہاں ایک ڈاک بنگلہ موجود ہے۔ بی۔ آئی۔ ایس۔ این کمپنی کے سٹیمر عمدہ موسم میں ہر ہفتہ کو بمبئی سے منڈوی اور کراچی کو روانہ ہوتے ہیں اور اثنائے راہ میں پوربندر کو مس کرتے ہیں۔ سیاح یہاں پہونچکر اپنے آپ کو پرانی دنیا کے ایک گوشے میں متعدد دلچسپیوں سے گھرا ہوا پاتے ہیں صرف انھیں اشخاص سے پوربندر کی سیاحت کی سفارش کیجاتی ہے۔ جو فرصت رکھتے ہوں۔ یا شکاری ہوں۔ شہر قلعہ سے گھرا ہوا ہے۔ اور تمام مکانات پتھر کے بنے ہوئے ہیں۔ یہاں کے مکانوں کی طرز تعمیر ہی جدا ہے۔ آب و ہوا صحت بخش ہے۔ چاول۔ دال۔ چنے اور دیگر اقسام کے اجناس پیدا ہوتے ہیں چونہ کا پتھر جو پوربندر کے پتھر کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں سے بکثرت بمبئی کو بھیجا جاتا ہے۔ عمدہ سوتی اور ریشمی کپڑے [illegible] جاتے ہیں۔ پوربندر فی الواقعہ ایک تجارتی شہر ہے۔ آبادی پندرہ ہزار [illegible]

پورٹونووو :- کڈلور سے بذریعہ [illegible] آئی ریلوے ۱۰ میل کے فاصلہ پر ہے اور دریائے ویلر کے شمالی کنارہ پر سمندر کے قریب آباد ہے۔ یہ مقام اس وجہ سے مشہور ہے کہ سرآیر کوٹ نے ۱۷۸۱ء میں یہاں حیدر علی کو شکست دی تھی۔ سر جے مالکم اس لڑائی کے متعلق مندرجہ ذیل رائے ظاہر کرتے ہیں کہ "اگر کوئی ایسا وقت تلاش کیا جائے جبکہ برٹش طاقت کی بحالی دیسی سپاہ کی بہادری

و شجاعت پر منحصر رکھی ہو۔ تو ہم بلا تامل "جنگ پور لوٹو نو دو" کا نام لے سکتے ہیں
یہ گاؤں اڑھائی میل کے فاصلہ پر ہے چند سال پہلے یہاں چند آہنی کارخانے
بھی جاری تھے۔ جنکو مالکوں نے بند کرکے اب ساحل مغربی پر ایسے ہی کارخانے
کھولے ہیں ریفریشمنٹ کے دو مکانات یہاں موجود ہیں نمک بھی پیدا ہوتا ہے

پولور:۔ بذریعہ ایس آئی ریلوے ویلور سے ۲۲ میل کے فاصلہ پر ہے
سٹیشن سے نصف میل دور ایک پہاڑ پر نرائنا سوامی کوئل کا ایک مندر ہے پولور
میں ایک ڈاک خانہ کھلا ہوا ہے۔

پوں پوں:۔ کلکتہ سے ۳۴۴۔ پٹنہ سے ۱۴۱۔ اور بانکے پور سے ۸ میل کے
فاصلہ پر ایک چھوٹا سا قصبہ اسی نام کے دریا پر آباد ہے جاترا ہی گیا جانے سے
پہلے یہاں ٹھہر کر مقدس دریا میں اشنان کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں یہاں
نہانے سے گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ پنڈے یعنے اشیاء خوردنی وغیرہ دریا
میں اس اعتقاد سے پھینکتے ہیں کہ وہ مُردوں کی ارواح کو پہونچ جائیں گی۔

پودالور:۔ مدراس ریلوے (مٹاپولیام) کی شاخ نیلگری کا جنکشن
ہے سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم اور مسافروں کے لئے خوابگاہ موجود ہے
پودالور کی آب وہوا سخت اور صحت بخش ہے۔ چند میل کے فاصلہ پر بعض اوقات
شکار ملسکتا ہے۔ یہ کوئمٹور سے چار میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں ایک فوجی
آرام گاہ بھی ہے۔

پھلور:۔ شہر جالندہر سے بفاصلہ ۲۷ میل ہے ستلج کے داہنے کنارے
کا ایک قصبہ و ریلوے سٹیشن جو میونسپلٹی اور تحصیل رکھتا ہے۔ آبادی ۶
ہزار۔ ملازمان ریلوے کی ایک بہت بڑی بستی ہے۔ تحصیل منصفی۔ شفاخانہ
مڈل سکول۔ ڈاکخانہ اور پولیس ٹریننگ اسکول یہاں قایم ہے۔

پھیپاریہ:۔ کوہ چھپوڑی کا ریلوے سٹیشن ہے بذریعہ جی۔ آئی۔ پی ریلوے
بمبئی سے ۵۰.۵ میل کے فاصلہ پر ہے۔ کرایہ ساڑھے ایکیس اور سولہ روپیہ ہے۔
سٹیشن کے سامنے ایک عمدہ ڈاک بنگلہ ہے جس کے متصل بازار ہے۔ ویٹنگ روم
سٹیشن پر موجود ہے۔

پیرادینیا:۔(سیلون) کلمبو سے ۷۱ میل اور کانڈی سے ۴ میل کے فاصلہ پر ہے (دیکھو کانڈی)

پیرام بور:۔ مدراس کے بیرونی کنارے پر واقع ہے۔ مدراس ریلوے کا لوکوموٹو اور گاڑیوں کا ورکشاپ سٹیشن کے متصل ہے اور سوت کاتنے اور کپڑا بننے کے کارخانے کسیقدر فاصلہ پر واقع ہیں۔ کوہ سرخ کا تالاب جو اہل مدراس کو پانی بہم پہونچاتا ہے۔ پیرامبر سے ۲ میل کی مسافت پر ہے۔ اور ایک عمدہ سڑک کے ذریعہ سے اس سے ملحق ہے۔ کوہ سرخ کے تالاب کا موقعہ پُر فضا اور صحت بخش ہے۔ جب تک نیلگری اور بنگلور تک ریلوے نہ بنی تھی۔ یورپین حکام یہاں بہت آتے ہیں۔

پیگو:۔(برہما) رنگون سے ریل کا تین گھنٹوں کا راستہ ہے یہ کسی زمانہ میں سلطنت سیلانگ کا دارالسلطنت تھا۔ آجکل ایک ضلع ہے۔ سولہویں صدی عیسوی کے یوروپین سیاحوں نے سفرناموں میں اُسے اس زمانہ کا نہایت وسیع طاقتور اور شاندار شہر لکھا ہے۔ گوالومپارا نے اُسے تباہ کر دیا تھا مگر بودایا نے اُسے ازسرنو آباد اور تعمیر کروایا۔ پیگو مناوار اور گوتما کے ایک بھاری بُت کے لئے مشہور ہے۔ کہتے ہیں شاما وا مندر میں بدھ کے دو بال رکھے ہوئے ہیں۔ جس کیوجہ سے مندر موصوف نہایت متبرک سمجھا جاتا ہے۔ گوتما بدھ کا قوی ہیکل بُت سٹیشن کے متصل ہے۔ پیگو کی آبادی بارہ ہزار آدمیوں کی ہے۔



ت

تاملیہ:۔ مانکپور سے ۲۹ میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا سٹیشن ہے یہاں سے گھی اور روئی بکثرت بیرونجات کو جاتی ہے۔ آئی۔ ایم۔ ریلوے پر یہ بھرت کوپ جانیکا قریب ترین ریلوے سٹیشن ہے۔ بھرت کوپ ایک مقدس مقام ہے جہاں ہر سال تپ سے جاتری آتے ہیں۔

تانا کالو:۔ پانڈیچری کے راستہ پر ایس۔ آئی ریلوے کا ایک سٹیشن ہے مختلف قسم کی دالیں۔ چنے۔ املی۔ اور دیگر اجناس یہاں پیدا ہوتے ہیں انڈکا

ریچ بھی موسم پر بکثرت ہوتا ہے۔ ہر شنبہ کو یہاں بازار لگتا ہے۔

ترچناپلی جنکشن :۔ ایس۔ آئی۔ ریلوے پر مدراس سے بفاصلہ ۲۵۰ میل واقع ہے۔ کرایہ ساڑھے پندرہ۔ ساڑھے سات اور تین روپیہ ہے سٹیشن سے چند قدم کے فاصلہ پر سینٹ جان کا گرجا ہے جس میں بشپ ہیبر مدفون ہے یہ سٹیشن ترچناپلی چھاؤنی میں ہے۔ جہاں دو دیسی انفنٹریاں سکونت پذیر ہیں یہاں کلکٹر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالتیں اور ایس۔ آئی۔ ریلوے کا دفتر ہے نیز یہ ایک مشہور کلب رکھتا ہے۔ جس کے دو سو سے زاید ممبر ہیں۔ جنوب کے وسیع میدان میں سنگ مرمر کی دو چٹانیں طلائی و فلر چٹانیں کہلاتی ہیں۔ جس زمانے میں کلایو و لارنس ہندوستان کے اس حصہ میں معرکہ آرا تھے۔ تو موخر الذکر چٹان پر فرانسیسی و انگریزی سپاہ میں لڑائی ہوئی تھی۔ ترچناپلی کا شہر چھاؤنی سے اڑہائی میل کے فاصلہ پر ہے۔ طلائی چٹان کے دامن میں سنٹرل جیل ہے مسافروں کے لئے سٹیشن پر خوابگاہ موجود ہے یہاں ایک ریفرشمنٹ روم بھی ہے۔

ترچناپلی کا قلعہ :۔ اس قلعہ کی دیواریں گرادی گئی ہیں مگر ان دیوار کے اندر کی آبادی ابتک قلعہ کے نام سے موسوم ہے اس قصبہ کے شمال میں سطح بازار سے ۲۶۰۔ اور سطح سمندر سے ۵۰۳ فیٹ بلند چٹان ہے۔ دریائی کاویری پاس بہتا ہے۔ اور جزیرہ سرینگاپٹم میں ایک مندر کی شروع نظر آتے ہیں چٹان کے دامن میں سینٹ جوزف کالج اور ایس پی جی کالج واقع ہیں۔ شہر کی آبادی ۸۰ ہزار ہے۔ اور پریزیڈنسی مدراس میں دوسرے درجہ پر ہے۔ یہ دُنیا میں ساخت سگار اور ہندوستان میں زیورات کی ساخت کے لئے مشہور ہے۔

ترور :۔ ملاپورم کی فوجی چھاؤنی کا یہ قریب ترین ریلوے سٹیشن ہے۔ ملاپورم میں ولنگٹن رجمنٹ کا ایک دستہ رہتا ہے۔ ترور سے چھاؤنی مذکور تک دیسی گاڑی کی عمدہ سڑک بنی ہوئی ہے۔ مارچ میں یہاں ایک بھاری میلہ ہوا کرتا ہے۔ جس میں بارہ ہزار ملائی جاتری ترور آتے ہیں۔

ترودوالم :۔ ارکوٹ سے آٹھ میل کی مسافت رکھتا ہے۔ دریائے پائنی

کے بائیں کنارے پر اہل ہنود کا ایک مندر ہے دریائے مذکور اس سٹیشن کے مشرق میں بفاصلہ دو میل ریلوے لاین کو قطع کرتا ہے۔

تنجور جنکشن:۔ایس۔آئی ریلوے اور ناگاپٹم شاخ کا جنکشن ہے ضلع کے دفاتر ریلوے سٹیشن سے تہوڑے فاصلہ پر ہیں۔مرہٹہ راجہ تنجور (اس خاندان کی حکومت اب معدوم ہوچکی ہے) کا محل قلعہ میں ہے جہاں ایک بڑا ناگرجا بہی ہے۔ تنجور کا خاص مندر ہندو طرز تعمیر کا عجیب نمونہ ہے جہاں چار بڑے مندر ہیں جن کے درشن کے لئے دور دراز مقامات سے اہل ہنود آتے ہیں اُن کے لئے چار چتر ام (سرائے) اور پچاس قیامگاہیں بنی ہوئی ہیں۔سٹیشن پر ایک ریفرشمنٹ روم موجود ہے۔

تندور:۔وادی سے ۴۴ میل کے فاصلہ پر ایک دیہاتی سٹیشن ہے۔ جو ڈاکخانہ رکہتا ہے۔

تواسئے ومنگوئے:۔(برہما) گودریا کے متصل یہ چہوٹے چہوٹے قصبات علے الترتیب سات و دس ہزار کی آبادی کے ہیں مگر تجارتی لحاظ سے یہ وقعت سے خالی نہیں۔رنگون یا مولمیں سے ان دونوں مقامات کو سٹیمر جاتا ہے۔یہ بحری سفر نہایت فرحت انگیز ہے۔چہوٹے چہوٹے جزایر اور موتی نکالنے کا مقام دیکہنے کے قابل ہے۔سانڈا ور ایک قسم کی مچہلی ان مقامات سے بیرونجات کو بکثرت جاتی ہے۔

تہاٹون:۔(برہما) مولمین سے یہ شہر دوروز کے بحری یا بڑی سفر کے فاصلہ پر ہے۔کشتیاں اور گاڑیاں تہاٹون جانے کے لئے مولمین میں مل سکتی ہیں۔اگرچہ یہ مولمین کے حدود میں داخل ہے۔مگر اپنی جدا عدالتیں قیدخانہ اور میونسپلیٹی رکہتا ہے۔کیاکٹو بیلین نامی میدانوں کی اشیائے تجارت مولمیں جاتے ہوئے تہاٹون سے گذرتے ہیں۔یہ چاولوں کی بہت بڑی منڈی ہے اور روز افزوں ترقی ہے۔آبادی دس ہزار۔گردو نواح کا ملک کوہستانی اور خوشنما ہے۔

تہانیسر کوروچہتر:۔شمال دہلی میں ۹۶ میل کے فاصلہ پر ضلع انبالہ کا

ایک قصبہ ہے جو ڈی۔ یو کے ریلوے پر واقع ہے۔ سابق میں یہ ایک سلطنت کا دارالحکومت تھا کہتے ہیں کہ زمانہ عروج میں یہ ۱۶۷ میل کے رقبہ پر پھیلا ہوا تھا۔ لیکن ویران و سنسان پڑا ہے۔ تھانیسر مذہب ہنود کی جائے پیدائش اور نہایت مقدس و متبرک مقام ہے۔ ہندوستان کے ہر حصہ سے کثیر التعداد جاتری یہاں آتے ہیں۔ مقدس تالاب ریلوے سٹیشن سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔ تالاب کے وسط میں ایک مندر بنا ہوا ہے۔ جو یہاں کے دیگر منادر سے زیادہ قدامت رکھنے کیوجہ سے نہایت قابل تعظیم سمجھا جاتا ہے ہر زمانہ و دور میں تھانیسر ہندؤں کا بہت بڑا معبد رہا ہے۔ اس میں جاتریوں کی تعداد کہتے ہیں کہ بعض اوقات دس لاکھ تک پہنچ جاتی ہے۔ ۶۔ اپریل ۱۸۹۴ء کو سورج گرہن کے موقعہ پر ساڑھے سات لاکھ جاتری جمع تھے۔ اجرائے ریلوے کے بعد جاتریوں کے ہجوم عظیم کی یہ پہلی مثال تھی۔

تیہارکا:۔ جہانسی سے ۷۰ میل کے فاصلہ پر علاقہ اورچھہ کا ایک چھوٹا سا سٹیشن ہے۔ سیاہ مرغابیوں اور ہرن کا شکار افراط سے ہے پہاڑوں پر بڑے شکاری حیوان بھی ملتے ہیں۔

ط

ٹرپٹری:۔ مدراس سے ۲۲۰ میل کے فاصلہ پر بسا ہوا ہے۔ کرایہ ۷ سات اور ۲ ڈھائی روپیہ ہے۔ راجہ ہائے وزیانگر کے بنائے ہوئے دو مندر راما ایشورا۔ اور جینتا رایا یہاں موجود ہیں جنکی تعمیر کو چار صدیاں گذر چکی ہیں۔ منادر مذکور کی زیب و زینت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا گیا۔ راما کرشنا اور دیوتاؤں کے بت بھی نصب کئے گئے ہیں ایک مجسمہ کے ہاتھ میں یونانی کمان ہے۔ اہل ہنود کے کسی بت کے ہاتھ میں کمان کا ہونا ایک عجیب بات ہے۔ قصبہ میں ایک ڈاک بنگلہ موجود ہے۔

ٹرنکومالی (سیلون) آبادی ۱۲ ہزار شرق الہند کا بحری سٹیشن ہے یہ خوبصورت بندرگاہ ہر سمت چالیس میل عمیق ساحلی لاین رکھتا ہے نہ تو ساحل پر

اور نہ قصبہ کے جھونپڑوں میں کوئی چیز دیکھنے کے قابل ہے۔

ٹروواننہ مالائی:۔ ارکوٹ کے جنوبی ضلع میں ایس۔آئی ریلوے پر بسا ہوا ہے۔ یہاں عظیم الشان مندر نہایت محترم سمجھا جاتا ہے اور جس کے درشن کے لئے بکثرت اہل ہنود آتے ہیں ان کے قیام کیواسطے چالیس چترم بنے ہوئے ہیں۔ کرتھی گائے اور چیترائے کے دو بڑے میلے یہاں ہوتے ہیں۔ جن میں پچاس ہزار تماشائیوں کی بھیڑ بھاڑ ہوتی ہے۔ ہر شنبہ کو بازار لگتا ہے سٹیشن پر ناشتہ کی اشیاء مثلاً چاء۔ قہوہ۔ اور سوڈا واٹر ملسکتا ہے۔

ٹریویلور:۔ بذریعہ مدراس ریلوے مدراس سے ۲۶ میل کے فاصلہ پر ہے یہاں اور اس جگہ سے دس میل کے فاصلہ پر سری پیرام بوتھ دار میں کئی مشہور ومعروف مندر ہیں۔ ٹریویلور میں ہرنئے چاند پر میلہ لگتا ہے۔ جس میں مدراس ودیگر مقامات کے بہت سے اشخاص شامل ہوتے ہیں۔ دیسی مسافروں کے قیام کے لئے قصبہ میں متعدد قیام گاہیں موجود ہیں۔ برہما ادر چیتام کا میلہ جو اپریل میں دس روز تک ہوتا ہے اس میں بھی بہت بڑا ہجوم ہوتا ہے ایسٹ انڈیا کمپنی کا بنایا ہوا پرانا قلعہ ۴ میل کے فاصلہ پر ہے۔ جہاں تک ایک عمدہ سڑک بنی ہوئی ہے۔

ٹمکار:۔ بذریعہ میسور سٹیٹ ریلوے بنگلور سے ۴۳ میل کے فاصلہ پر ہے یہ ضلع ہے۔ اس کے مشرق کی سمت بفاصلہ نو میل دیوارایا درگا نالی کوہی مقام ہے اہل ہنود و یوروپین کے لئے سٹیشن پر جدا جدا ریفرشمنٹ روم ہیں۔

ٹناولی:۔ مدراس سے ۴۴۳ میل کے فاصلہ پر پچیس ہزار کی آبادی کا ضلع ہے۔ کرایہ ستائیس روپیہ بارہ آنے۔ چرچ مشن کالج کے علاوہ شہر مضافات میں کئی ایک چھوٹے چھوٹے مدارس موجود ہیں۔ ریلوے انتظام کے مشرق میں ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر پلام کوٹہ کا قصبہ ہے۔ جو اٹھارہ ہزار کی آبادی رکھتا ہے اور پچھلے دنوں تک یہاں فوجی چھاؤنی ہے۔ پاپا ناسام میں جو مغرب میں ۲۸ میل کی مسافت پر ہے روئی کاتنے کا یہاں ایک بڑا دخانی کارخانہ ہے۔

ٹنڈلہ:۔ یہ بمبئی لائن اور ایسٹ انڈین ریلوے کا جنکشن اگرغازی آباد

انبالہ اور لاہور جانے والے مسافر بمبئی سے لاہور تک کی تھرڈ کلاس گاڑی میں
سوار ہوں تو انہیں گاڑی تبدیل کرنے کی ضرورت واقع نہیں ہوتی۔ ریفرشمنٹ
و ویٹنگ رومز سٹیشن پر موجود ہیں۔ ٹنڈلہ آگرہ سے ۱۶ میل کے فاصلہ پر ہے۔

ٹوٹی کورن :- ایس۔ آئی۔ ریلوے کا جنوبی انتہائی مقام اور بندرگاہ
جہاں سے کلمبو کے مسافر جہاز پر سوار ہوتے ہیں۔ مدراس کے موتی نکالنے
والی جماعت کا اس بندرگاہ سے خاص تعلق ہے چونکہ دریا کے کنارے کا
پانی میلوں تک پایاب ہے۔ اس لئے بڑا جہاز کنارے پر لنگر انداز نہیں ہو سکتا
لیکن ایک دخانی کشتی مسافروں کو کنارے پر لاتا اور جہاز تک پہنچاتا ہے۔
ٹوٹی کورن اور کلمبو کے مابین ایک دخانی کشتی (سوائے یکشنبہ کے) روزانہ
آتی جاتی ہے۔ ٹوٹی کورن سے کشتی روانہ ہو کر دوسری صبح کو کلمبو پہنچ جاتی
ہے۔ ٹوٹی کورن میں ڈاکخانہ کھلا ہوا ہے۔

ٹومنانوکنٹا :- ایس۔ آئی۔ ریلوے پر کدیری سے ۴۳ میل کے فاصلہ
پر واقع ہے۔ سٹیشن کے جنوب مشرق میں پانچ میل کے فاصلہ پر ہی کنڈانالی
ایک پہاڑ ہے۔ ضلع کڈاپہ کے یوروپین افسر اس پہاڑ پر بہت آتے جاتے ہیں
یہاں ایک ڈاک بنگلہ اور تین پرائیویٹ کوٹھیاں ہیں۔ کوہ مذکور سطح سمندر سے
چار ہزار فیٹ بلند ہے۔ پہاڑ پر اور گرد و نواح میں چیتے۔ اور ریچھ کثرت سے
ہیں۔ سانبھر اور ہرن بھی پائے جاتے ہیں۔

ٹونگو :- (برہما) برہما ریلوے کا ایک کوہی سٹیشن ہے۔ سابق میں یہاں
فوج رہتی تھی۔ مگر ریل بنجانے کے بعد سپاہ منتقل کی گئی جنکشن سٹیشن ہونے
کی وجہ سے یہ بڑی تجارت گاہ ہے یہاں کئی ایک جھیلیں ہیں۔ گرد و نواح کے
پہاڑوں کا نظارہ دلکش ہے۔ ٹنگو سب ڈویژن ہے اور میونسپلٹی رکھتا ہے
اس کے آس پاس کے کوہستان صحت گاہ بنائے جانے کے لئے ہر طرح
موزوں ہیں۔

ٹیروپتی :- نیلور سے ۴۰ میل کی مسافت پر مدراس میں ایک قصبہ ہے
یہ اپنے کوہی مندر کی وجہ سے مشہور ہے۔ اس کے ملحقات اور دروازے قصبے

ایک میل کے فاصلہ پر ہیں۔ حالانکہ خاص مندر سات میل کی مسافت رکھتا ہے
اگرچہ سال کے ہر حصہ میں اطراف واکناف ہند سے جاتری یہاں آتے
رہتے ہیں۔ مگر ستمبر میں انکا خصوصیت سے ہجوم ہوتا ہے۔ میونسپل ہسپتال
کے علاوہ ایک گرجا بھی ہے۔ ڈاکخانہ یہاں کھلا ہوا ہے۔

ٹیروکوئلور:۔ یہ مدراس (ضلع جنوبی ارکوٹ) کا ایک قصبہ ہے اور
تھرودی کرماگوپالہ سورتھی مندر کیوجہ سے بہت بڑی شہرت رکھتا ہے۔ جہاں
اپریل اور دسمبر میں میلہ ہوا کرتا ہے۔ پاس کے دو دیہات کیلور اور اری کنڈانلو
میں ایک ایک مندر ہے۔ اول الذکر گاؤں میں ہر سال مارچ میں میلہ لگتا ہے
وہاں ذخیرۂ شکر یہاں کی خاص پیداوار ہے ڈاکخانہ قایم ہے۔

ٹیروو الور:۔ تنجور سے بفاصلہ ۴ میل واقع ہے اور ایک بڑا مندر رکھتا ہے
جس میں ایک تالاب بھی ہے جو سیاح اہل ہنود مناور کے دیکھنے کا شوق
رکھتے ہوں انہیں اس مندر کے معائنہ کے لئے چند گھنٹہ قیام کرنا چاہیئے
ڈاکخانہ یہاں قایم ہے۔

ج

جاج پور:۔ (اسے جیپور تصور نہ کیا جاسے) کٹک سے جارمنزلوں یا ۴۴ میل
کے فاصلہ پر واقع ہے اور دریائے بٹارانی کے جنوبی کنارے آباد ہے کٹک
سے پہلے یہ اوڑیسہ کا دارالحکومت تھا۔ جاج پور سے ۴ میل کے فاصلہ پر زمانہ
سابق کا ایک بڑا جنگاہ ہے۔ جو گھوارہ لیگری کہلاتا ہے۔ جہاں یقین کیا جاتا ہے
کہ بہت سے سپاہی مدفون ہیں قصبہ کی آبادی گیارہ ہزار ہے۔ ایک ڈاک بنگلہ
ہے۔ زمانہ قدیم کی بہت سی یادگاریں قصبہ اور اس کے گردو نواح میں موجود
ہیں۔ اگر سیاح چاہے تو وہ براہ بالاسیر کلکتہ کو مراجعت کر سکتا ہے۔

جافنا:۔ (سیلون) بذریعہ سٹیمر کلمبو سے ۲۱۲ میل۔ آبادی پینتالیس
ہزار یہ ایک بڑا اور سرسبز قصبہ ہے۔ رومن کیتھلک بشپ یہاں رہتا ہے۔ اور
بہت سی دلچسپ سیرگاہیں ہیں۔

جانگاؤں :- (خاندیس) جی - آئی - پی - ریلوے پر واقع ہے - بمبئی سے ۲۶۱ میل - اور آٹھ گھنٹوں کا راستہ ہے کرایہ ۱۲-۸ - اور ۳ روپیہ ہے - کلکتہ سے ۱۱۳۹ میل دور اور تینتیس گھنٹوں کا سفر ہے - کرایہ ۹۳ - ½ ۶۴ - اور پندرہ روپیہ ہے - دہرم سالہ اور بنگلہ سٹیشن کے پاس موجود ہے - اور سٹیشن سے شہر ایک میل کے فاصلہ پر ہے - دریائے گرنا شہر کے مغرب میں بہتا ہے - جہاں خاندیس کی ہر قسم کی پیداوار کی خرید و فروخت کے لئے ہفتہ وار بازار لگتا ہے - دو میل کے فاصلہ پر جھیل میں مرغابیاں اور دیگر دریائی شکار موسم سرما میں ملسکتا ہے - یہ خاندیس کا بڑا تجارتی مقام ہے - یہاں دو روئی وبانے - ایک کاتنے اور ایک کپڑا بننے کا کارخانہ جاری ہے کارخانوں میں کپڑا اٹل کر بکتا ہے -

جالنا :- اورنگ آباد سے بذریعہ میل تانگہ تیس میل کے فاصلہ پر ہے - سابق میں یہ مدراس کا بڑا فوجی سٹیشن تھا - ایک حیدرآباد کنٹنجنٹ کی ایک میل رجمنٹ یہاں ساکن ہے - انگریزی اور حالی (یعنے ریاست نظام کے) دونوں سکے چلتے ہیں - ڈاکخانہ و تار گھر قایم ہیں - جالنا کا پرانا شہر اب کھنڈروں کا تودہ ہے - مینل حیدید عیسائی گاؤں جالنا سے تھوڑے فاصلہ پر ہے - جس کا گرجا ۱۸۷۹ء میں کھولا گیا تھا - اجنٹا ۵۰ - جعفر آباد ۴۲ - اور امبا د ۷ا میل کے فاصلہ پر ہیں بستی پرانا قبرستان پروسٹنٹ فرقہ کا ہے - جس میں ایک قبر ۲۲ دسمبر ۱۸۱۱ء کی ہے جالنا سطح سمندر سے ۱۹۴۰ فیٹ بلند ہے ایک جدید پل شدہ سڑک جو پندرہ میل طویل ہے حال میں بنائی گئی ہے -

جالندھر :- چھاؤنی جالندھر این - ڈبلیو ریلوے پر کلکتہ سے بفاصلہ ۱۱۸۴ میل اور ۳۹ گھنٹوں کے راستہ پر واقع ہے - کرایہ ۱۰۷ - ۵۴ - اور پندرہ روپئے ہے بمبئی سے ۱۲۲۲ میل دور اور ۴۸ گھنٹے کا سفر ہے کرایہ ۷۷ - ½ ۳۰ - اور ۱۳ روپئے ہے یہاں میونسپلٹی قایم ہے - شہر اور چھاؤنی کے علیحدہ علیحدہ ریلوے سٹیشن ہیں تحصیل وضلع کے دفاتر بھی قایم ہیں - پدماپرانا میں اس مضمون کی ایک داستان لکھی ہے کہ دنیا کے راجہ جالندھر نے اسے آباد کیا تھا جو اپنی تپسیا اور عبادت سے نہایت طاقتور ہوگیا تھا - آخر کار شیو نے ایک فریب سے اسے مغلوب کیا - اور

زنانہ بہوت (جوگن) اس کا جسم کہا گئی - لیکن اہل ہنود جالندہر اس حکایت میں اس قدر اختلاف کرتے ہیں کہ شیو نے جالندرا دیو پر پہاڑ دے مارا جس کے نیچے وہ دب مرا اور اس کے منہ سے شعلے نکلے - جن کا ظہور اب جوالا مکہی کے پیرایہ میں ہوتا اور اس کے پاؤں نے ملتان جا سر نکالا - جالندہر کا شہر فی الواقعہ نہایت قدیمی ہے - سکندر یونانی کے ہندوستان پر حملہ آور ہونے سے پہلے یہ کٹوک نالی ایک راجپوت خاندان کا دارالحکومت تہا - نیز مہابہارت میں بہی اسکا ذکر ہے اب صرف دو پرانے تالاب اس ارین شہر کی قدامت کے اظہار کے لئے باقی رہگئے ہیں - ایک خوبصورت سرائے ڈاک بنگلہ - اور ہوٹل کے علاوہ ڈاکخانہ - اور تار کے دفاتر بہی موجود ہیں -
باغ عامہ جو چہاؤنی میں ہے - نہایت نفیس اور خوشنما ہے -

جبلپور :- بمبئی سے بذریعہ جی - آئی - پی - تہرڈ ٹرین جاتی ہے - یہ ایک نیم فوجی مقام ہے - جی - آئی - پی کی لاین یہاں ختم ہوتی ہے اور ای - آئی کا جنگشن سٹیشن ہے - کلکتہ سے ۷۰۴ میل اور ۲۳ گہنٹوں کا راستہ ہے - کرایہ ۷۳ - ۳۶ - اور دس روپیہ ہے - بمبئی سے ۶۱۲ میل اور اکیس گہنٹوں کا سفر ہے - کرایہ ۳۸ - ۱۹ - اور ۹ روپیہ ہے - ایک دلفریب سٹیشن ہے - بانس کے درخت کثرت سے ہیں - جدید دفاتر ضلع جولائی ۱۸۹۰ء میں کہولے گئے تہے - سٹیشن پر دیسی اور یوروپین مسافروں کے لئے ویٹنگ روم موجود ہے جبلپور کمشنر قسمت کا ہیڈ کوارٹر ہے - سنگ مرمر کی چٹانیں قابل دید ہیں - جہاں دو ڈاک بنگلے موجود ہیں - دیسی شہر سٹیشن سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے - جسے ریلوے پر چہاؤنی سے جدا کرتی ہے - شکرمیں تانگے - آکے سٹیشن پر ملسکتے ہیں - چونکہ یہ کمشنر - ڈپٹی کمشنر - اسسٹنٹ کمشنروں - سپرنٹنڈنگ انجنیر ریلوے سٹاف وافسران تار کے رہنے کا مقام ہے - اس لئے سول سٹیشن خوب آباد ہے - پروٹسٹنٹ اور رومن کیتہلک گرجوں کے سوا یہاں دو سکول اور ایک کالج بہی قایم ہے - وسط ہند کے اکثر روساء اور والیان ریاست انہیں اپنے لڑکوں کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے بہیجتے ہیں - مقامی سپاہ ایک یوروپین

ایک دیسی انفینٹری رجمنٹ - توپخانہ کی باٹری اور دیسی سواروں کے سکواڈرن پر مشتمل ہے - شہر اور گرد و نواح میں متعدد قابل دید مقامات ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں :-

ٹھگوں کا جیل اور صنعتی سکول جہاں ٹھگوں ڈکیتوں اور ان کے کنبوں کے بنائے ہوئے خیمے - قالین اور موٹا کپڑا فروخت ہوتا ہے - جبل پور صحت فزا مقام ہونے کیوجہ سے ممالک متوسط کا ایک عام پسند ضلع ہے - ایک چار میل لمبی سڑک کے ذریعے سے دریائے نربدا پر پہونچ سکتے ہیں - جبلپور سے گیارہ میل کے فاصلہ پر سنگ مرمر کی مشہور چٹانیں ہیں جہاں تک جانے کے لئے کوچ یا تانگہ کو علے الترتیب پانچ اور دو روپیہ یومیہ پر کرایہ کر سکتے ہیں - اگر بذریعہ ریل سفر کرنا مدنظر ہو تو جبلپور سے میر گنج کو جائیں جسکا گیارہ آنے کرایہ لگتا ہے - مگر گاڑی ایک شب پہلے میر گنج کے سٹیشن پر بھجوا دینی چاہئیے - کیونکہ میر گنج سے سنگ مرمر کی چٹانیں ۲ میل کے فاصلے پر ہیں یہاں متعدد سرکاری کشتیاں موجود رہتی ہیں جس میں سیاح سوار ہو کر آبشاروں کا لطف اٹھاتے ہیں جبکہ کشتی میں سوار ہوں تو چٹانوں کے دو نو رخوں کا منظر نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے - صنعتی سکول دیسیے سنہ ۱۸۳۵ء میں جنرل سلیمان نے قایم کیا تھا) اور کارخانہ آبرسانی (جو سات میل کے فاصلہ پر ہے اور اہل شہر کو پانی بہم پہونچاتا ہے) دیکھنے کے لایق ہیں -

سر رچارڈ ٹمپل اس آبشار کی نسبت لکھتے ہیں کہ دریائے نربدا کا پانی چھوٹے کی چٹانوں میں جمع ہو کر بڑے زور شور سے تیس فیٹ کی بلندی سے سنگ مرمر و سنگ موسے کے تقریباً دو میل طویل چشمے میں جا گرتا ہے دریا کا پاٹ یہاں نیچاسے سو گز کے صرف بیس گز ہے - اس چشمے میں سے دریا سنگ مرمر کی دو چٹانوں میں سے گذرتا ہے - یہ چمکتی ہوئی سفید چٹانیں ۵۰ سے ۸۰ فیٹ تک بلند ہیں اور یہی سنگ مرمر کی چٹانیں کہلاتی ہیں "

جام نگر :- (اس کا قدیمی نام نو انگر ہے) کاٹھیاوار کی مغرب میں ایک دیسی ریاست ہے جو احاطۂ بمبئی میں خلیج کچھ کے جنوبی کنارہ پر واقع ہے مہاراجہ سر سری رنجی رانجی جام کے - سی - ایس - آئی - حکمران ہیں - براہ ریل بمبئی

سے ۱۷۵ میل دور ہے۔ اور کرایہ ۳۱۔ ۱۵½۔ اور ۷¾ روپیئے ہے جام ذات
کے راجپوت ہیں اور بنفس نفیس انتظام ریاست کیطرف متوجہ ہیں۔ یہ اور رایان
کچھ ایک ہی خاندان کی شاخیں ہیں۔ جام نگر کی آبادی چالیس ہزار مکانات پتھر
کے بنے ہوئے ہیں۔ اور ایک قلعہ بھی ہے۔ بڑی تجارت گاہ ہے۔ ڈاکخانہ اور کئی
ایک مدارس شہر میں جاری ہیں۔ غلہ۔ روئی۔ سوتی وریشمی کپڑے کی تجارت ہوتی ہے
مہاراجہ جام نگر کی فوج اڑھائی ہزار ہے۔

جلال آباد :۔ پشاور سے ساٹھ میل کے فاصلہ پر دریائے کابل پر بسا
ہوا ہے آبادی ۱۲ ہزار ہے۔ یہ مقام اس لئے مشہور ہے کہ ۱۸۴۲ء میں سر
رابرٹ سیل نے بڑی بہادری سے یہاں افغانوں کا مقابلہ کیا تھا۔ ۱۸۷۹ء
میں یہ انگریزی قبضہ میں آیا۔

جل پیگوری :۔ ایسٹرن بنگال ریلوے پر براہ دارجیلنگ آباد ہے۔
کلکتہ سے ۳۰۶ میل اور کرایہ ۲۸۔ ۱۴۔ اور تین روپیے ہے۔ یہ ضلع ہے اور میونسپلٹی
بھی قایم ہے۔ یوروپین عہدہ داران کے بنگلے دریائے لٹہ پر بنے ہوئے ہیں۔
پولیس چوکی اور بنک کے علاوہ ڈاکخانہ اور تار کا دفتر بھی موجود ہے۔

جمال پور :۔ ای۔ آئی۔ ریلوے پر کلکتہ سے بفاصلہ ۲۹۰ میل آباد ہے۔
کرایہ ۲۷۔ ۱۳۔ اور ۴ روپیئے ہے بمبئی سے ۱۱۶۷ میل اور ۳۹ گھنٹے کا راستہ ہے
کرایہ ۹۰۔ ۴۵۔ اور ۲۰ روپیئے ہے۔ سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم اور آرام گاہ موجود
ہے۔ کوئی ہوٹل یا ڈاک بنگلہ یہاں نہیں۔ جمال پور کوہ کڑکپور کی خلیج پر واقع ہے۔
پہاڑ کے نیچے ایک حوض بھی ہے۔ سٹیشن سے اس حوض تک بالکل میدان ہے
یہ ریلوے لوکوموٹو ڈیپارٹمنٹ اور ورکشاپ کا ہیڈ کوارٹر ہے جو ہندوستان میں
اپنے قسم کے سب سے بڑے کارخانے ہیں۔

جموں :۔ ریاست کشمیر کا ایک صوبہ ہے جو دریائے چناب کے ایک معاون دریا
توی نامی کے دہنے کنارے پر آباد ہے جموں کوہ ہمالیہ کے بیرونی سلسلہ کوہ میں
واقع ہے اس کے باشندے زیادہ تر ہندو ہیں۔ قلعہ جو دریا کے دوسری طرف
ایک چٹان پر بنا ہوا ہے دریا سے ۱۵۰ فیٹ بلند ہے محل کی بلند سفید دیواریں

اور قلعہ کی عمارت خوشنما نظارہ پیش کرتی ہے۔ قلعہ کے پاس ہی ایک اور پہاڑ ہے جہاں سے قلعہ عین زد پر ہے۔ زمانہ حال کے اتواپ کے سامنے یہ قلعہ چنداں پائدار ثابت نہیں ہوسکتا۔ شہر و گرد و نواح میں بہت سی سیرگاہیں بنی ہوئی ہیں۔ اور قدیمی کھنڈر اس کی گذشتہ رونق کو یاد دلا رہے ہیں۔ یہاں ڈاک خانہ اور تار گھر کھلا ہوا ہے۔

جودھپور:۔ بی۔بی۔ وسی۔ آئی ریلوے کے ذریعہ بمبئی سے احمد آباد (۳۱۰ میل) وہاں سے بوساطت راجپوتانہ سٹیٹ ریلوے مارواڑ کو (۲۱۸ میل) مارواڑ جنکشن سے جودھپور (۶۴ میل) تک برانچ لاین جاتی ہے۔ گویا بمبئی سے جودھپور تک کل ۵۹۲ میل کی مسافت ہے۔ کرایہ ساڑھے بیالیس۔ بیس۔ اور سات روپیہ ہے اور تقریباً ۲۹ گھنٹے کا سفر ہے۔ یہاں ایک عمدہ ڈاک بنگلہ موجود ہے۔ جودھپور ریاست مارواڑ کا دارالحکومت ہے۔

جوناگڈھ:۔ بی۔بی۔ وسی۔ آئی ریلوے کے ذریعہ براہ احمد آباد وادھوان جاتے ہیں۔ وہاں سے بھاؤنگر گونڈل ریلوے کے توسط سے جوناگڈھ پہونچتے ہیں۔ کاٹھیاوار کا یہ ایک بڑا شہر ہے۔ کوہ گرنار پر مذہب جین کے مندر قابل دید ہیں وزیر اعظم سے درخواست کرنے پر جائے رہایش اور گائڈوں کا سیاح کے لئے انتظام ہوسکتا ہے۔ ہندوستان میں بھی ایک دیسی ریاست ہے جس کے جنگلات میں بکثرت شیر ببر موجود ہیں۔ یہاں چیتا نہیں پایا جاتا۔

جھارسوگدہ جنکشن:۔ بنگال ناگپور ریلوے پر ناگپور سے بفاصلہ ۳۸۳ میل ریلوے جنکشن ہے جہاں سے ایک شاخ سنبل پور کو جاتی ہے جو فوجی سٹیشن ہے۔ جھارسوگدہ میں ہیرے دستیاب ہوتے ہیں۔

جھانسی۔ آئی۔ایم۔ ریلوے پر کلکتہ سے بفاصلہ ۷۹۹ میل اور ۳۴ گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۶۹۔ ساڑھے چونتیس۔ اور دس روپیئے ہے۔ بمبئی سے ۷۰۲ میل اور پچیس گھنٹے کا سفر ہے کرایہ ۴۳۔ ۲۰ ½۔ اور گیارہ روپیئے ہے۔ یہ ایک بڑی فوجی چھاؤنی۔ سول سٹیشن۔ اور آئی۔ایم۔ ریلوے کا انتظامی ہیڈکوارٹر چار مختلف حصوں کی لائینوں کا جنکشن ہے۔ یہاں کی ورکشاپ میں تقریباً

ایک ہزار آدمی کام کرتے ہیں۔ جھانسی سے بہ سمت شمال لاین آگرہ و منڈلہ جنگلفوں کو جاتی ہے۔ اس کی شاخیں شمال مشرق میں کانپور اور سمت مشرق میں مانک پور (متصل الہ آباد) تک پہونچتی ہیں۔ دیسیوں اور یوروپین مسافروں کے لئے ریفرشمنٹ اور ویٹنگ رومز موجود ہیں۔ سٹیشن پر گاڑیاں مل سکتی ہیں۔ ریلوے کے شمال مشرق میں کراگ وہ مقام ہے۔ جہاں باغیوں نے آخری مقابلہ کیا تھا۔ ۱۸۶۱ء میں جھانسی کا شہر و قلعہ گوالیار کے سپرد کر دیا گیا لیکن ۱۸۸۶ء میں قلعہ گوالیار کے معاوضہ میں گوالیار نے جھانسی انگریزوں کو دیدیا۔ ڈاک بنگلہ کے علاوہ باجازت ڈپٹی کمشنر جھانسی سیاح رانی جھانسی کے محل میں بھی اتر سکتے ہیں گرد و نواح میں شکار بکثرت ہے۔

جہلم:- این۔ ڈبلیو ریلوے پر دہلی سے ۰۔۵۰۴ میل بمبئی سے ۱۴۰۹ میل اور ۵۰ گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۰۔۴۔۴۴ اور ۱۵ روپیے۔ ضلع جہلم پنجاب کی قسمت راولپنڈی میں داخل ہے۔ گو یہ ایک جدید مینوسپل شہر ہے۔ لیکن اس کی آبادی کا موقعہ قدیمی ہے۔ سول سٹیشن اور چھاؤنی شہر سے ایک میل کے فاصلہ پر علی الترتیب مشرق و مغرب میں واقع ہیں۔ ریلوے سٹیشن کے متصل کئی ایک پرانے ستون زمین کھودنے سے برآمد ہوئے ہیں۔ انمیں سے ایک انسانی صورت کا ہے۔ جو یونانی خط و خال رکھتا ہے۔ یہ اب لاہور کے عجائب خانے میں رکھا ہوا ہے۔ اور اسی قسم کا دوسرا مجسمہ ریلوے انجنیر کے صحن میں ہے۔ جہلم سے کشمیر جانے کا بھی راستہ ہے۔ دریائے جہلم جس کے کنارے پر یہ شہر آباد ہے پشتہ بندی کی گئی ہے۔ اور شہر کے اندر دریائے مذکور پر ریلوے پل بھی بندھا ہوا ہے۔ باغات دیکھنے کے قابل ہیں۔ چھاؤنی ایک سنگلاخ زمین پر واقع ہے جو اپنی سختی کیوجہ سے کسی قسم کے پھل پھول پیدا کرنے اور زراعت کے ناقابل ہے۔ ڈاک بنگلہ۔ ڈاکخانہ۔ تارگھر وغیرہ جہلم میں کھلے ہوئے ہیں۔

جے پور:- بذریعہ بی۔ بی وسی۔ آئی۔ ریلوے احمد آباد وہاں سے بوساطت راجپوتانہ ریلوے جے پور پہونچتے ہیں۔ کلکتہ سے ۹۹۲ میل۔ اور ۴۰ گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۹۔۰۔۵۴۔ اور بارہ روپیئے ہے بمبئی سے ۶۹۹ میل اور ۳۲ گھنٹے کا

شہر ہے کرایہ ۹۴-۲۵- اور آٹھ روپئے ہے - جے پور ہندوستان کے خوبصورت ترین شہروں میں سے ہے - بڑا بازار دو میل طویل اور چالیس گز عریض شرق سے مغرب کی طرف سیدھا چلا گیا ہے جسے دیگر بازار قطع کرتے ہیں - شہر کے تمام حصے موزوں و مناسب ہیں۔ اس شہر کا نظارہ ہندوستان کے دوسرے شہروں سے مختلف ہے محل کے باغات اور تفریح گاہیں جن کو فواروں - انواع و اقسام کے درختوں پھولوں کے پودوں چبوتروں وغیرہ سے زینت دی گئی ہے - نہایت نظر فریب ہیں - محل کا دیوان خاص جو سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے - کچھ کم دلچسپ نہیں - شہر کے باہر باغ عامہ ہندوستان کے اعلیٰ درجہ کے باغات میں سے ہے - اسکا رقبہ ستر ایکڑ ہے اور ۴ لاکھ روپیہ باغ مذکور کی تیاری میں صرف ہوا - باغ کے وسط میں البرٹ ہال کے نام سے ایک بڑا درباری ہال تعمیر کیا گیا ہے - اس کے ساتھ ہی عجائب گاہ بھی ہے - دیگر قابل دید مقامات یہ ہیں - ارٹ (صنعتی) سکول - رصد گاہ ٹکسال - ہوا محل وغیرہ - سب سے دلچسپ مقام امبیر ہے جو ریاست جے پور کا پرانا دارالحکومت تھا - امبیر ایک چھوٹی سی جھیل کے کنارے پر واقع ہے - یوروپین سیاح ایجنٹ گورنر جنرل سے سیر امبیر کی اجازت لے سکتے ہیں -

جے پور ایک بہت بڑا شہر اور مرکز تجارت ہے - ہندوستان کے جدید ہندو شہروں میں سب سے زیادہ خوبصورت ہے سٹر اوسلٹ اپنی کتاب ہندوستان اور یہاں کے دیسی والیان ریاست میں لکھتے ہیں کہ اس شہر کی تعمیر کا عام خاکہ نہایت سادہ ہے - وسط میں ایک طویل اور چالیس گز عریض سڑک بنائی گئی ہے داہنے زوایا سے سڑک مذکور دیگر عریض بازار قطع کرتے ہیں - اور ہر ایک جائے تقاطع پر ایک چوک ہے - بازاروں کی نفاست و صفائی میں ہندوستان کا کوئی شہر جے پور کا مقابلہ نہیں کر سکتا - اسی لئے اسے ہندوستان کا پیرس کہتے ہیں - بلکہ مجھے شک ہے کہ جب یہ شہر بنایا گیا تھا - تو اسوقت یورپ میں بھی اس قسم کے شہر جنکو اس کے مقابلہ میں پیش کرنا چاہئے - زیادہ نہوں گے - مہاراجہ کا محل جو وسط شہر میں ایک باغ میں ہے - بلحاظ وسعت عمارات و پائین باغ رقبہ میں شہر کے ساتویں حصہ کے برابر ہے -

امبر کے کھنڈرات جے پور سے سات میل کے فاصلہ پر واقع ہیں ان کی نسبت مشر روسلٹ لکھتے ہیں کہ جے پور سے امبر کی سڑک جنگلات ہیں سے گزرتی ہے۔ اور کسیقدر فاصلہ پر ایک موڑ آتا ہے۔ جہاں سے مڑتے ہی امبر کی پُراسرار وادی میں داخل ہو جاتے ہیں۔ جہاں اگر تھوڑی دیر کے لئے یہ فرض کر لیا جائے کہ گھنے اور تاریک جنگل اور ہوا الٰہی کے وسط میں سبز چبوترے پر پریوں کے رہنے کیلئے سنگ مرمر کا دلفریب محل بنا ہوا ہے۔ تو بیجا نہوگا۔ جسے دیکھکر غرناطہ کے مشہور عالم عمارتوں کا نقشہ آنکھوں میں پھر جاتا ہے۔ اس سفید و براق محل کے گرد ویران اور خاموش شہر کے کھنڈرات اپنی گذشتہ عظمت پر نوحہ خوانی کر رہے ہیں"

فرگوسن رقمطراز ہے کہ "امبر کے آثار قدیمہ خصوصیت سے قابل تعریف ہیں جو دور اکبری کے ہمعصر محلات فتحپور سیکری کا مقابلہ کر سکتے ہیں"

جیت پور: ۔ جہانسی سے آئی۔ ایم۔ ریلوے پر ۶۰ میل کے فاصلہ پر ہے قصبہ سٹیشن سے نصف میل کی مسافت رکھتا ہے۔ قصبہ کے متصل بیلا تال نامی ایک جھیل پانچ میل کی گھیر میں ہے جھیل سے معلوم ہوتا ہے کہ نویں صدی عیسوی میں بنائی گئی تھی۔ لیکن ۱۸۶۹ء میں کناروں کے پانی میں گر جانے اور تب سے مرمت نہونے کی وجہ سے یہ جھیل پایاب ہو گئی ہے جیت پور کا ایک میل لمبا قلعہ گو ابتک موجود ہے مگر ابتر حالت میں ہے۔

جیجوری: ۔ ضلع پونا کے سب ڈویژن پورندر کا ایک مقدس مقام ہے جہاں بکثرت اہل ہنود جاترا کے لئے جاتے ہیں۔ یہ ایس۔ ایم۔ ریلوے پر پونا سے بفاصلہ ۳۲ میل آباد ہے۔

جیکب آباد: ۔ سندھ پشین ریلوے پر کلکتہ سے ۱۳۴۴ میل ۱۷ گھنٹوں کے راستہ پر بسا ہوا ہے۔ کرایہ ۱۴۴-۶۲۔ اور بائیس روپیئے ہے بمبئی سے ۱۱۷۱ میل دُور ہے کرایہ ۹۱-۴۲۔ اور ۱۶ روپیہ ہے وٹنگ ریفرشمنٹ روم سٹیشن پر موجود ہیں۔ کوئٹہ کے قبضہ میں آنے سے پہلے یہ سرحد کا بڑا وقیع فوجی سٹیشن تھا۔ بلوچستان اور اس سے آگے کے ممالک کی تجارتی سڑک پر واقع ہے۔ ریذیڈنسی میں لائبریری اور ورکشاپ کی عمارات ہیں۔ دیسی رسالہ و پیدل فوج کی لائنین

دو میل تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اور افسروں کے لئے بنگلے بنے ہوئے ہیں۔ ایک انگریزی سکول بھی یہاں قایم ہے۔

جیلارپیٹ:۔ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے۔ کی شاخ بنگلور کا جنکشن جو بمبئی سے بفاصلہ ۸۰۴ میل ہے کرایہ ۵۲ - ۲۶ - اور گیارہ روپیہ ہے۔ سٹیشن پر ایک ریفرشمنٹ روم اور اس کے متصل دلیسیوں کے لئے دو آرامگاہ موجود ہیں۔ سٹیشن سے چند میل آگے لاین میسور کی سطح مرتفع پر چڑھنی شروع ہوتی ہے۔

چ

چالیس گاؤں:۔ بذریعہ جی۔ آئی۔ پی ریلوے بمبئی سے ۲۰۴ میل دور ہے۔ کرایہ ۱۳۔ ساڑھے چھ اور سوا تین روپئے ہے۔ یوروپین کیواسطے ڈاک بنگلہ اور دلیسیوں کے لئے سرائے بنی ہوئی ہے۔ سٹیشن سے دہولیا کو سیدھی سڑک جاتی ہے جو ۳۴ میل کی مسافت پر ہے۔ جہاں کلکٹر رہتا ہے۔ کنہو۔ جو بیس میل کی مسافت پر ہے نظام کی عملداری میں ہے۔ تانگہ اور دیسی چھکڑے ملسکتے ہیں۔ براہ دہولیا غار ہائے ہیومر، میل کے فاصلہ پر ہیں جال گاؤں جو روئی کی منڈی ہے ۳۴ میل دور ہے۔ چالیس گاؤں سے وہاں تک سڑک جاتی ہے۔

چتارگڈھ:۔ یہ اجمیر سے ۱۱۵ میل کے فاصلہ پر مہاراجہ اودیپور کی عملداری میں ہے قلعہ چتوڑ شہر چتارگڈھ سے پانچسو فیٹ بلند ہے۔ جہاں اودیپور کے راناؤں نے لشکر دہلی کے خوب خوب مقابلے کئے۔ جب علاءالدین نے قلعہ چتوڑ کا محاصرہ کرکے اہل شہر کا قافیہ تنگ کیا۔ تو کئی سورانیاں اور راجپوت عورتیں اپنی عفت کو بچانے کے لئے ایک غار میں داخل ہو کر خود اپنے ہاتھوں سے لکڑیوں کو آگ لگا کر جل مریں۔

چٹاگنگ:۔ کسی زمانے میں یہ ہندوستان کا دوسرے درجہ کا بندرگاہ سمجھا جاتا تھا۔ چٹاگنگ کلکتہ سے ۲۴۳ میل کے فاصلہ پر خلیج بنگالہ کے ایک حصہ مابین گنگا دسرحد برہما واقع ہے۔ آبادی ۲۴۲۰۰۔ اس ضلع میں چاول۔ نیل۔ سن روئی۔ اور قہوہ پیدا ہوتا ہے۔

چکالدہ:۔ برار و ممالک متوسط کے یوروپین حکام وغیرہ کا مرغوب کوہی

سٹیشن ہے۔ جو ایلچپور کے شمال مغرب میں ۲۰ میل اور امراؤتی ریلوے سٹیشن سے پچاس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور سطح سمندر سے ۳۷۷۷ فیٹ بلند ہے اور کوہ گاول گڈھ سے بھی ۱۰۲ فیٹ اونچا ہے۔ سال کے ہر موسم میں یہاں کی آب وہوا خوشگوار ہے۔ گرد ونواح کا نظارہ دلچسپی سے خالی نہیں۔ پہاڑ پر کئی ایک بڑے بڑے چشمے ہیں۔ شکار یہاں کثرت سے ملتا ہے۔ سٹیشن پر ایک ہوٹل بھی ہے ناگپور، کامپٹی اور برار کے باشندوں کے لئے یہ نہایت صحت فزا مقام ہے۔

چکروتہ:۔ دہرہ کے متصل ایک پہاڑی صحت گاہ ہے جو سطح سمندر سے ۷ ہزار فیٹ بلند ہے۔ یہاں ایک انگریزی رجمنٹ رہتی ہے۔

چکروہا پوٹر:۔ بنگال ناگپور ریلوے پر ناگپور سے بفاصلہ ۵۰۰ میل دریائے چھکرا کے کنارے پر بسا ہوا ہے۔ اور سٹیشن سے پون میل کے فاصلہ پر ہے ویٹنگ و ریفرشمنٹ روم سٹیشن پر موجود ہیں۔

چلمبرام:۔ بلحاظ تجارت کسیقدر باوقعت شہر ہے۔ جنوبی ہند کا یہاں ایک نہایت مقدس اور قدیمی مندر ہے۔ جس کے بعض حصص بقول فرگوسن دسویں اور گیارہویں صدی عیسوی کے بنے ہوئے ہیں۔ پروتی کا مندر اور دروازوں کے شاندار گاؤدم مینار چودھویں پندرہویں صدی اور ہزار ستون سولہویں صدی کی یادگار ہیں یہ مندر بہت بڑے رقبہ زمین پر پھیلے ہوئے ہیں۔ جن کے گرد دو دیواریں کھچی ہوی ہیں۔ چاروں کونوں پر ایک ایک ٹھوس مخروطی مینار جکی اونچائی ۱۴۲ فیٹ ہے نصب ہے۔ ہزار ستون گویا سنگ سرخ کی کان ہے۔ ہر ایک ستون ایک پتھر کا ہے۔ اور سب کے سب کم وبیش منقش اور پُر صنعت ہیں وسط میں پروتی کا مندر ہے۔ جسپر طلائی سائبان تنا ہوا ہے۔

چمپانیر:۔ کہتے ہیں کہ یہ ۱۴۶۵ء یا ۱۴۸۶ء میں آباد ہوا تھا۔ اور اٹھلواڑہ پٹن کے تاجداروں کا ۱۴۱۹ء تک خاص مستحکم قلعہ و پناہ گاہ رہا۔ سنہ مذکور میں چوہان راجپوتوں کے قبضہ میں آیا۔ ۱۴۸۴ء میں سلطان محمود بگیدا والی احمد آباد نے اسے فتح کیا جسنے نئے شہر کی بنیاد رکھکر اس کو عظیم الشان اور پر شوکت مساجد سے زینت دی۔ ۱۵۳۵ء میں ہمایوں شہنشاہ دہلی نے اسکے قلعہ پر فتح و نصرت کا پھریرا

اڑایا۔ اس کے متعلق ایک یہ حکایت بیان کیجاتی ہے کہ خود ہمایوں صد و دسے چند ہمراہیوں کے ساتھ قلعہ کی سنگی دیوار میں میخیں گاڑ کر اوپر چڑھ گیا۔ اور پھر اس نے اپنی تمام فوج کو قلعہ میں داخل کر لیا۔ خوبصورت پہاڑی اور کثیر التعداد مساجد و مقابرکے کھنڈرات سیاح کی توجہ کو جذب مقناطیسی سے اپنی طرف کھینچتے ہیں۔

چمن :۔ سرحد قندہار کا آخری سٹیشن۔ درہ خوجاب بس ہیں سے گذر کر یہاں پہنچتے ہیں دیکھنے کے لایق ہے یہ ساڑھے سات ہزار فیٹ بلند ہے جس میں ایک ڈاک بنگلہ موجود ہے۔

چندر گرہی :۔ ایس۔ آئی۔ ریلوے کی شاخ پانڈیچری نیلور پر پانڈیچری سے ۵۵ میل کے فاصلہ پر آباد ہے۔ سٹیشن سے دو میل کی مسافت پر راجہ محل ہے جسے چندر گرہی کے تلنگو راجاؤں نے سرتاپا سرخ پتھر سے تعمیر کروایا ہے۔ اس کی ساخت میں لکڑی بالکل استعمال نہیں کیگئی۔ اس کے متصل رام محل ہے یہ بھی اسی قسم کی عمارت ہے گو قد و قامت میں راجہ محل سے چھوٹی ہے۔ پہاڑ کی چوٹی پر قلعہ ہے جو وزیا نگرم کے راجہ کا بنوایا ہوا ہے۔ یہ تمام عمارتیں کھنڈروں کا تودہ ہیں۔ چندر گرہی میں پوسٹ آفس منی آرڈر۔ سیونگ بنیک اور تار کے دفاتر موجود ہیں۔

چندر نگر :۔ نواح کلکتہ سے ۱۱ میل کے فاصلہ پر فرنچ بستی ہے۔ اس کا ریلوے سٹیشن انگریزی علاقہ میں ہے۔ قلعہ میں دو ہوٹل ہیں۔ یہاں فرانس کا نائب گورنر رہتا ہے اسکا رقبہ صرف تین مربع میل ہے۔

چندوسی :۔ علیگڈھ کا جنکشن سٹیشن ہے۔ اور علیگڈھ سے ۶۰ میل کی مسافت رکھتا ہے۔ چندوسی سے بیس میل کے فاصلہ پر مرغابیوں کا شکار کیا جاسکتا ہے

چنگلی پٹ جنکشن :۔ مدراس سے بہ فاصلہ ۳۴ میل ایس۔ آئی۔ ریلوے پر آباد ہے۔ کرایہ دو روپیہ۔ ایک روپیہ۔ اور ۹ ر عدالت ضلع۔ جیل۔ ہسپتال۔ اور دیگر سرکاری دفاتر یہاں موجود ہیں۔ پرانا قلعہ کسیقدر منہدم ہو گیا ہے۔ سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم بھی ہے۔ ڈاکخانہ۔ منی آرڈر۔ سیونگ بنیک۔ اور تار کے دفاتر

کھلے ہوئے ہیں۔
چھاناپٹنہ :۔ میسور سٹیٹ ریلوے پر یہ بڑا تجارتی شہر ہے اور میسور سے پچاس میل کی مسافت رکھتا ہے۔ ظروف سازی۔ کھلونے اور آلات موسیقی کیلئے باریک آہنی تاریں بنانے کے لئے مشہور ہے ان تاروں کی جنوبی ہند میں بڑی مانگ رہتی ہے۔ شہر کے شمال میں دو مسلمانوں کی قبریں ہیں۔ ان میں سے ایک ٹیپو سلطان کے استاد اور دوسری بنگلور کے اس سپہ سالار کی قبر ہے جسنے ٹیپو کے انگریزی قیدیوں سے رحم و شفقت کا برتاؤ کیا تھا۔ منی آرڈر۔ اور سیونگ بنک کے دفاتر یہاں کھلے ہوئے ہیں۔
چھتراکوٹ :۔ کاروی کے جنوب میں تین میل کے فاصلہ پر بسا ہوا ہے یہ ایک مشہور پہاڑی شہر ہے۔ جہاں خوش اعتقاد ہندو اہل کثرت سے جاترا کے لئے آتے ہیں کہ بندیلکھنڈ کا کوئی اور شہر اسبارہ میں اسکا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اسکے تقدس کی یہ وجہ ہے کہ رامچندر جی بن باس کے زمانہ میں یہاں ہی آئے تھے۔ مختلف دیوتاؤں کی یہاں ۳۲ پرستش گاہیں ہیں۔ جن میں سے سات نہایت متبرک سمجھے جاتے ہیں۔ جاتری ان میں سے ہر ایک مندر میں نہاتے ہیں دیوتا سے لو لگاتے اور پراتھنا کرتے ہیں۔ مارچ یا اپریل اور اکتوبر یا نومبر میں دو بڑے میلے یہاں ہوتے ہیں۔
چھتور :۔ ایس۔ آئی ریلوے پر پانڈیچری سے ۱۱۰ میل کا فاصلہ رکھتا ہے کلکٹر۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور شمالی ارکوٹ کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ یہاں ایک چھوٹا سا گرجا اور ڈاک بنگلہ ہے۔ ہفتہ وار بازار لگتا ہے۔ شکار کے لئے عمدہ جگہ ہے۔ ڈاکخانہ منی آرڈر، سیونگ بنک۔ اور تار کے دفتر موجود ہیں۔
چھنام پیٹ :۔ مدراس سے ۶۳ میل کے فاصلہ پر ایک ریلوے سٹیشن ہے۔ کرایہ سوا دو روپیہ۔ ایک روپیہ۔ اور پانچ آنے ہے۔ سٹیشن کے متصل تہیرو ولان گادو میں ایک مشہور مندر ہے۔
چھدمبرام :۔ کدالور سے ۲۴ میل کے فاصلہ پر ہے یہاں دو عظیم الشان قابل دید مندر ہیں۔ ہر سال دو میلے بھی ہوا کرتے ہیں یعنے ایک اخیر دسمبر میں

اور دوسرا جون یا جولائی کے مہینے میں۔ چند مبرام میں بہت سی آرام گاہیں اور مسافر خانے ہیں۔ جن میں کثیر التعداد جاتری ٹھہر سکتے ہیں۔ ڈاکخانہ۔ منی آرڈر۔ سیونگ بینک اور تار کے دفاتر قایم ہیں۔

ح

حصار:۔ بمبئی سے بفاصلہ ۹۲۷ میل اور ۴۶ گھنٹوں کا راستہ ہے۔ کرایہ ۵۹۔۲۹۔۹۔ روپیہ ہے۔ کلکتہ سے ۱۰۹۵ میل اور ۵۴ گھنٹے کا سفر ہے۔ کرایہ ۱۰۰۔۵۰۔ اور ۱۴ روپیہ ہے۔ یہ صوبہ پنجاب کا ایک ضلع ہے۔ اور یہاں میونسپلیٹی قایم ہے۔ یہ شہر مغربی نہر جمنا دہلی کے مغرب میں ۱۰۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ فیروز شاہ شہنشاہ دہلی نے یہ شہر بسایا تھا۔ اور اس نے اہل شہر کے لئے پانی بہم پہونچانے کے واسطے نہر کھدوائی تھی۔ بازار فراخ وعریض ہیں۔ سول سٹیشن شہر کے جنوب میں نہر کے بالمقابل ہے۔ یہاں مویشیوں کی ایک بہت بڑی چراگاہ ہے جسکا رقبہ ۴۳۲۸۰ ایکڑ ہے۔ چراگاہ مذکور کا مہتمم ایک یوروپین ہے۔

حیدرآباد دکن:۔ مدراس سے بفاصلہ ۵۳۲ میل اور بیس گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۳۷۔۱۶۔ اور سات روپیئے ہے۔ بمبئی سے ۴۹۱ میل ۱۹ گھنٹے کا سفر اور ۳۴۔۱۵۔ اور سات روپیہ کرایہ لگتا ہے۔ گورنمنٹ نظام دارالحکومت ہے۔ اسکا ریلوے سٹیشن دریاے موسیٰ کے دہنے کنارے پر واقع ہے۔ دریا یہاں چار سو سے لیکر ۵۰۰ فیٹ تک عریض ہے۔ شہر کے قریب اسپر تین پل بندھے ہوئے ہیں۔ حیدرآباد سطح سمندر سے ایکہزار سات سو فیٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ قطب شاہ محمد قلی نے ۱۵۸۹ء میں یہ شہر بسایا تھا اور بعد میں اس نے گولکنڈہ سے اپنا دارالخلافہ بھی یہیں منتقل کر دیا۔ کیونکہ گولکنڈہ میں پانی کی قلت سے تکلیف تھی۔ شہر چھ میل کے گھیرے میں ہے اور ایک پتھر کی دیوار اسکو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ یہ فصیل خندق نہیں رکھتی۔ حیدرآباد کے گردونواح کا نظارہ نہایت دلچسپ ہے۔ پست و بلند زمین پر سنگ سرخ کی کثیر التعداد چوٹیاں اور چٹانیں دکھائی دیتی ہیں۔ شہر کے شمال میں سنگ سرخ کا ایک چٹان

سطح زمین سے تقریباً پچاس فیٹ بلند ہے۔ جو ٹیپو کے جائے نظارہ کے نام سے
مشہور ہے اس چٹان کے ایک پہلو پر لہریدار سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ اس کی
چوٹی سے میلوں تک آس پاس کا ملک نظر آتا ہے۔ مغرب میں گولکنڈہ کا پرانا
قلعہ اور قطب شاہی تاجداروں کے مقبرے تک دکھائی دیتے ہیں۔ چٹان مذکور
کے قریب پہاڑوں کا ایک سلسلہ چلا گیا ہے۔ جو سیاہ پہاڑ کہلاتے ہیں۔ اُن کی
چوٹی سے تمام حسین ساگر تالاب اور سکندر آباد تک کا ملک نظر آتا ہے۔ مغربی سمت
سے شہر میں داخل ہونے پر آنکھوں کے سامنے عجیب مرقع کھچ جاتا ہے چار مینار
اور مکہ مسجد کی عظیم الشان عمارت اس کے بلند گنبد سب سے پہلے سیاح کو محو
حیرت بنا لیتے ہیں۔ باغات اور حضور نظام و امرائے دولت کے مقامات تفریح جو
ہر طرف بکثرت ہیں سیر کے لطف کو دوبالا کر دیتے ہیں۔ یہ شہر حسین کی طرز تعمیر باقاعدہ
ہے بہت سے دروازے وغیرہ رکھتا ہے۔ مثلاً چادر گھاٹ۔ افضل دہلی۔ چینچہ۔
چار محل۔ پرانا پل۔ دادھی۔ علی آباد۔ چاپکور۔ غازی بند۔ میر جملہ یا قوت پورہ۔ اور
ڈنڈ پور وغیرہ۔ اس کے بازار مکانات بلند رکھتے ہیں۔ مشہور بازار یہ ہیں:۔
کپڑا بازار۔ بازار اسلحہ (جہاں ہر قسم کے اسلحہ فروخت ہوتے ہیں) اور چوک
وغیرہ اگرچہ بازاروں میں بڑی بڑی حویلیاں بھی ہیں۔ مگر طرز تعمیر کے لحاظ سے
وہ بظاہر چنداں شاندار نہیں۔ ہندوستان میں بمشکل کوئی ایسا شہر ملے گا جہاں
اس قدر مختلف قوم و ملت کے لوگ آباد ہیں اور پھر اُن میں جنگی جوش بھی اس درجہ
بھرا ہوا ہو ہر ایک شخص کسی نہ کسی قسم کے اسلحہ سے مسلح ہو کر باہر نکلتا ہے۔ فوجی طبقہ
کا تو کچھ ذکر ہی نہیں۔ ان کا تو کام ہی اسلحہ سے رہتا ہے قابل دید عمارات و محلات
میں سے بعض یہ ہیں: نظام اور وزیر اعظم کے محلات۔ شمس الامراء بہادر کا محل
سر سالار جنگ کی بارہ دری۔ چار مینار۔ چار سو کھے حوض۔ پرانا محل۔ عاشور خانہ۔
مکہ مسجد۔ باغ عامہ وغیرہ۔ ہر سال ماہ نومبر میں یہاں گھوڑ دوڑ ہوا کرتی ہے
حیدر آباد چونکہ ہندوستان میں سب سے بڑی ریاست ہے۔ اس لئے یہاں
بہت سی مسجدیں ہیں۔ شہر سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر بہ سمت شمال چادر گھاٹ
میں ریزیڈنسی ہے اس کی عالی شان اور رفیع عمارت دریائے موسیٰ کے کنارے

پر واقع ہے۔ رزیڈنسی گورنمنٹ ہوس کلکتہ کے نمونہ پر بنی ہوئی ہے۔ سکندر آباد شہر سے پانچ میل کے فاصلہ پر ہے۔ سیاحوں کو حیدر آباد میں قلعہ گولکنڈہ کی سیر ضرور کرنی چاہیئے۔

حیدر آباد سندھ:۔ کراچی سے کوٹری وہاں سے دریائے سندھ کو بذریعہ دخانی لنچ نصف گھنٹے میں عبور کرکے دوسرے کنارے سے ایک میل کے فاصلہ پر حیدر آباد سندھ کے بازار میں پہونچ جاتے ہیں۔ آبپاشی کی اغراض کے لئے ایک نہر نکالی گئی ہے۔ امراض سینہ کے مریضوں کے لئے یہاں کی آب وہوا مفید ہے۔ قلعہ کے سوا یہاں اور کوئی قابل دید چیز نہیں قلعہ مذکور کا ایک مینارہ ۶۵ فیٹ اونچا ہے مسافرون کیواسطے ڈاک بنگلہ موجود ہے۔



دارجیلنگ:۔ غالباً تمام ہندوستان میں یہ سب سے زیادہ صحت بخش کوہستانی قلعہ ہے۔ کلکتہ سے ۹، ۳ میل دور اور ۲۱ گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۴۹ ساڑھے ۲۴۔ اور آٹھ روپیئے بمبئی سے ۱۹۴۱ میل اور سوا چونسٹھ گھنٹے کا سفر ہے۔ کرایہ ۱۲۹ ۔ ۲/۱ ۶۴۔ اور ۲۲ روپیئے ہے۔ دارجیلنگ کا سفر قدرتی دلچسپیوں سے مملو ہے۔ بالخصوص ٹائی ریلوے یعنی کھلونہ ریلوے جو ایک قسم کی دخانی ٹریموے ہے۔ دیکھنے کے قابل ہے۔ یہ جن کوہستانوں سے گذرتی ہے۔ انکا خوشنما منظر کبھی دل سے فراموش نہیں ہوسکتا۔ ٹائی ریلوے چھکڑوں اور بیل گاڑیوں کی سڑک پر بنائی گئی ہے۔ زمانہ سابق میں کلکتہ سے دارجیلنگ پہنچنے میں پانچ چھ یوم صرف ہوتے تھے۔ اب اکیس گھنٹے میں آدمی پہونچ جاتے ہیں۔ کلکتہ سے دارجیلنگ کو مندرجہ ذیل راستہ جاتا ہے:۔ چار بجے شام کے سیالدہ سٹیشن (کلکتہ) سے روانہ ہوکر تقریباً آٹھ بجے رات کے ڈموکڈت وارد ہوتے ہیں۔ سٹیمر کے تیار ہونے تک غذا سے فراغت پاسکتے ہیں۔ نصف گھنٹہ میں سارا گھاٹ پہنچکر سلگیری کے لئے ٹرین پر سوار ہوتے ہیں۔ جہاں ساڑھے چھ بجے صبح کے گاڑی پہونچتی ہے۔ یہاں سے تنگ پٹری کی ٹائی ریلوے پر پہیوں کا قطر صرف ۱۹ انچ ہے روانہ ہوتے ہیں

یہ لاین ۵۱ میل لمبی ہے۔ راستہ اس قسم کا پیچدار ہے کہ سیاح کی طبیعت خوش ہو جاتی ہے۔ متعدد موڑوں وغیرہ سے گذر کر پہلا اسٹیشن آتا ہے۔ یہاں سے گویا راستہ کا عظیم الشان منظر شروع ہو جاتا ہے۔ وادی زیرین کا سین بہ سمت مشرق بھوٹان کا سلسلہ کوہ اور کثیر التعداد سدا بہار پہاڑیاں اور گھاٹیاں جن میں جا بجا چاء کے باغات ہیں انسان کو مرقع حیرت بنا لیتی ہیں۔ تندار یہ پر جو سطح سمندر سے ۲۸۲۲ فیٹ بلند ہے۔ ناشتہ کے لئے گاڑی ٹھیرتی ہے۔ یہاں سے روانہ ہوتے ہی دوسرا بے ڈہگات سٹیشن آجاتا ہے۔ ایسے ہی دو اور اینڈے بینڈے سٹیشنوں سے گذر کر گاڑی انجن کے پانی کے لئے تھوڑی دیر ٹھیر جاتی ہے۔ سڑک سے چند گز پرے کئی ایک چشمے ہیں۔ جو دیوانہ چشمے کہلاتے ہیں۔ کیونکہ یہ بعض اوقات نہایت خطرناک ہوتے ہیں چنانچہ ۱۸۹۹ء میں سخت بارشوں سے پندرہ سو فیٹ ریلوے لاین اور سڑک بہ گئی تھی۔ مہانذی کے سٹیشن کے بعد کرسیونگ پہونچ جاتے ہیں۔ جو پانچ ہزار فیٹ بلند ہے۔ کرسیونگ۔ دارجیلنگ کیطرح سرد مقام نہیں۔ اس کے مغرب میں کوہستان نیپال نظر آتا ہے۔ کرسیونگ کے متصل "ہوپ ٹاؤن" آباد ہے۔ پہاڑ کی چوٹی پر کرسیونگ سے گذرتے ہوئے سینٹ میری ٹرینگ کالج کی عمارت دکھائی دیتی ہے۔ کرسیونگ کے بعد ٹونگ سٹیشن (جو ۵۶۵۶ فیٹ بلند ہے) آتا ہے۔ اس سے آگے چار بنگلہ پر گاڑی ٹھیرتی ہے (یہاں سے سنچال اور جلا پہاڑ کے فوجی ڈپو کو بھی راستہ جاتا ہے) بعدہ گون سٹیشن آتا ہے جو ۷۴۰۰ فیٹ کی بلندی رکھنے کیوجہ سے نہایت اونچی لاین ہے۔ یہاں سے چار میل کے اتار کے بعد دارجیلنگ پہونچ جاتے ہیں۔ دارجیلنگ میں ۱۲۵ - انچہ بالا وسط سالانہ بارش ہوتی ہے یہ گورنمنٹ بنگال کا گرمائی صدر مقام ہے۔ قابل دید مقامات یہ ہیں۔ ایڈن صحت گاہ۔ کلب۔ سینٹ اینڈریو کا گرجا۔ مال۔ میدان پریڈ۔ سینٹ جوزف کالج۔ سینٹ پال سکول خانقاہ۔ باغ عامہ۔ مندر۔ دارجیلنگ میں مختلف دیار و امصار مثلاً بھوٹان۔ تبت سکم۔ شاہیہ۔ لیپچہ۔ نیپال۔ دہرما اور لاما کے باشندے دیکھنے میں آتے ہیں۔ کوہ ہمالیہ بھی صاف طور پر نظر آتا ہے۔ کوہ مذکور کی ریورسٹ چوٹی جو ۲۹ ہزار فیٹ بلند ہے دنیا کے تمام پہاڑوں سے اونچی ہے۔ دارجیلنگ کی ایک خاص دلچسپی

اسکا عظیم الشان اور فقید المثال منظر ہے جسے آدمی دیکھ تو سکتا ہے مگر اسکی کیفیت معرض تحریر میں نہیں لاسکتا۔ کنچن جنگا کا سین بھی اسقدر نظر فریب ہے کہ جتنی مرتبہ اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھو۔ ہر بار نیا لطف حاصل ہوتا ہے۔ کنچن جنگا کی چوٹی میں ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ سنگ سرخ کی ایک بلند اور نہایت عریض دیوار قدرتاً اس چوٹی کو دو حصوں میں منقسم کرتی ہے۔ شب ماہ کی چاندنی یا سورج کے طلوع و غروب ہونے کیوقت کی روشنی جب اس میں رنگ آمیزی پیدا کرتی ہے۔ تو یہ منظر اور بھی شاندار ہو جاتا ہے۔ اگر ممکن ہو تو ہر ایک صاحب وسعت کو دارجیلنگ کی ضرور سیر کرنی چاہیئے۔

دارجیلنگ سطح سمندر سے ساڑھے چھ ہزار سے لیکر ساڑھے سات ہزار فیٹ تک بلند ہے۔ کرسیونگ جو دارجیلنگ سے بیس میل کے فاصلہ پر ہے ایک عمدہ ہوٹل ہے جہاں وہ لوگ جو اثناء راہ میں سفر توڑنا چاہیں ٹھیر سکتے ہیں۔ دارجیلنگ میں گینہ والے سیاح ڈوم ڈرویڈ ہوٹل میں بمجرد کلب میں قیام کر سکتے ہیں موئنٹ ایوسرسٹ چوٹی جلد ہار سے جو دارجیلنگ کے صوبے میں ہے بخوبی دکھائی دیتی ہے جلد ہار سے کوہ تانگلی کو بھی جاسکتے ہیں۔ یہ تھکا دینے والی اور کسیقدر خطرناک سفر ہے تنجال ۱۰۰۶۰ فیٹ بلند ہے اور جلد ہار سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر ہے یہاں آسانی سے پہونچ سکتے ہیں۔ پہاڑ کا راستہ شاہ بلوط و دیگر انواع و اقسام کے درختوں اور پھولوں سے گلزار بنا ہوا ہے۔ لیکن پل بھی قابل دید ہے گھوڑے پر سوار ہو کر اس پل پر جاسکتے ہیں۔

دتیا:۔ اس کا اسٹیشن شہر سے دو میل کے فاصلہ پر بجانب شمال ہے اور آئی۔ ایم۔ ریلوے پر جہانسی سے ۱۶ میل کے فاصلہ پر آباد ہے ریاست دتیا کا یہ نامی شہر ہے۔ جو ایک بلند چٹان پر ۳۰ فیٹ اونچی سنگی دیوار سے گھرا ہوا ہے مگر فصیل مذکور جدید توپخانہ کے مقابلہ میں ذرا بھی پائدار ثابت نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ بازار تنگ و پیچدار ہیں۔ لیکن ان کی قطع و وضع اچھی ہے اور امراء ریاست کے مکانات بلند و خوشنما ہیں۔ راجہ کا محل شہر میں ایک میوہ دار باغ میں ہے ۴ میل کے فاصلہ پر چند جین مندر شائقین فن تعمیرات کے دیکھنے کے قابل ہیں۔

دربھنگہ:- بنگال اور این۔ ڈبلیو۔ ریلوے کا سٹیشن ہے۔ اور قدو قامت وآبادی کے لحاظ سے۔ بہار میں تیسرے درجہ کا شہر ہے۔ سمتی پور سے براہ ریل ۲۴ میل کی مسافت رکھتا ہے اول درجہ کا مجسٹریٹ یہاں رہتا ہے۔ دربھنگہ میں کئی ایک بڑے بڑے تالاب ہیں۔ اور ایک وسیع وعریض خوبصورت بازار بھی ہے۔ مہاراجہ کا نیا محل دیکھنے کے قابل ہے۔ ڈاک بنگلہ اور ڈاکخانہ یہاں موجود ہے

دمدم:- ضلع چوبیس پرگنہ کا سب ڈویژن ہے کلکتہ سے چار میل کے فاصلہ پر ایک بڑا قصبہ اور فوجی چھاؤنی ہے۔ ریلوے سٹیشن کے علاوہ یہاں مینوسپلٹی بھی قایم ہے۔ بڑے بڑے عہدے دار یہ ہیں۔ مجسٹریٹ چھاؤنی۔ جج مطالبات خفیفہ۔ سول میڈیکل افسر۔ سات آنریری مجسٹریٹ۔ اور ایک پادری علاوہ بریں پولیس چوکی۔ میگزین۔ ایک فوجی کارخانہ۔ بارکیں۔ یوروپین اور دیسی ہسپتال۔ ایک بڑا بازار۔ پروگنٹ چرچ۔ انگریزی سکول۔ ڈاکخانہ۔ سیونگ بنک اور دفتر تار بھی موجود ہے۔

دمن:- دمن روڈ ریلوے سٹیشن سے بفاصلہ سات میل ایک پتر نگر نوآبادی ہے سٹیشن مذکور بی۔ بی۔ وسی۔ آئی ریلوے پر بمبئی سے ۱۰۵ میل کی مسافت پر واقع ہے کرایہ دمن روڈ تک چھ روپیہ بارہ آنے۔ ساڑھے تین۔ اور ڈیڑھ روپیہ ہے۔ دمن گوا کے ماتحت ہے اور دریائے دمن گنگا پر بسا ہوا ہے۔ دریا کے دہانہ پر شہر کے باہر بسمت شمال ایک عمدہ ڈاک بنگلہ ہے۔ دریا کے کنارے پر ایک پرانا قلعہ۔ ایک خانقاہ اور دو گرجے ہیں۔ جدید قلعہ سینٹ جیروم بھی دیکھنے کے قابل ہے

دولت آباد (قلعہ) یہ دلچسپ قلعہ اورنگ آباد سے آٹھ میل کے فاصلہ پر آباد ہے اور پانچسو فیٹ بلند ہے اس کی بنیاد کے گرد ۸۰ سے ۱۲۰ فیٹ تک عمودی چٹانیں استادہ ہیں چٹان کو کاٹ کر سیڑھیاں بنائی گئی ہیں قلعہ کے نیچے چند مکانات اور جھونپڑوں کے جھنڈ دکھائی دیتے ہیں۔ اور یہی اس پرانے تاریخی مقام کی موجودہ آبادی ہے۔ قلعہ کے گرد خندق بھی کھدی ہوئی ہے۔ مگر اس تک پہونچنے کے لئے پہلے چار دیواروں میں سے جنمیں سے ایک قصبہ کے گرد ہے گذرنا پڑتا ہے۔ تاریخی وقعت وعظمت کے لحاظ سے یہ قلعہ سیاحان عالم کے

دیکھنے کے لایق ہے ۔

دہاروار :۔ پونا سے ۱۲۴ میل دور ہے ۔ کرایہ ۲۰ ۔ ۱۰ ۔ اور ساڑھے تین رو(پیہ)
ہے سمندر سے ۲۴۰۰ فیٹ بلند ہے ۔ قلعہ کلکٹر کی کچہری ججی ۔ ڈاکخانہ سیونگ بینک
اور تار کے دفاتر کے علاوہ کشید شراب کا بھی کارخانہ ہے ۔ پارک ۔ جمخانہ اور انگلستان
ہسپتال ۔ جرمنی اور رومن کیتھلک کے علیحدہ علیحدہ گرجے موجود ہیں

دہرم سالہ :۔ امبرا سے دہرم سالہ کو سڑک جاتی ہے جو سطح سمندر سے
ساڑھے چھہ ہزار فیٹ بلند صحت گاہ ہے ایک چھوٹی سی چھاؤنی گرجے اور کلب
کے علاوہ یہاں چند باغات بھی ہیں ۔ یہاں گرم پانی کے معدنی چشمے جاری ہیں
لارڈ ایلجن جو سنہ ۱۸۶۳ء میں وایسرائے ہند تھے یہیں مدفون ہیں ۔ دہرم سالہ میں تقریباً
چاء کے پچاس باغات ہیں ۔

دہلی :۔ یہ شہر اس موقعہ پر آباد ہے جو قوم آریہ کے وادی جمنا میں آنے کے
زمانہ سے لیکر متواتر دار السلطنت کے لئے منتخب کیا جاتا رہا ہے ۔ سنہ ۱۱۹۱ء میں قطب الدین
نے دہلی کو فتح کیا ۔ اور تب سے یہ اسلامی دار الخلافت قرار پایا ۔ قطب الدین خاندان
غلامان کا بانی تھا ۔ دہلی اپنی مہندمہ شان وشوکت کے اس خاندان کا بھی کچھہ
کم مشکور نہیں ۔ تراسی سال کے بعد سنہ ۱۲۹۰ء میں خلجی تخت دہلی پر جلوس فرما ہوئے
یہ تاتاری تھے ۔ جنہوں نے عرصہ دراز سے افغانستان میں توطن اختیار کر لیا تھا
سنہ ۱۳۲۱ء میں خاندان تغلق کا دَور دَورہ ہوا ۔ بانی خاندان مذکور نے چار میل
اور آگے بڑہا کر نئے دار الخلافہ کی بنیاد ڈالی ۔ سنہ ۱۳۹۷ء میں تیمور دریائے سندہ
کو عبور کر کے دوسرے سال دہلی پر متصرف ہو گیا ۔ یہاں اسنے پانچ روز تک قتل
وغارت کا بازار گرم رکھا ۔ سنہ ۱۴۱۲ء میں سیدوں کا خاندان حکمران ہوا ۔ انکے آخری
افغان جانشین لودی تھے ۔ سنہ ۱۵۲۶ء میں بابر نے جسکا سلسلہ نسب چھٹی پشت
میں امیر تیمور تک پہونچتا تھا ۔ پانی پت کی لڑائی میں ابراہیم لودی کو شکست دیکر
ہندوستان کا تاج سر پر رکھا اور مغلیہ خاندان کا بانی ہوا ۔ پانچواں مغلیہ شہنشاہ
شاہجہاں (از ۱۶۲۷ تا ۱۶۵۰) جس نے اس شہر کو اس کے موجودہ موقعہ پر آباد
کیا اور شاہجہان آباد اس کا نام رکھا ۔ دہلی کی جنگی حفاظت کے سامان جو ابتک

موجود ہیں۔ وہ اسی بادشاہ کے یادگار ہیں۔ جامع مسجد بھی اسی کی تعمیر کردائی ہوئی ہے۔ اورنگ زیب کی شاندار عہد سلطنت میں دہلی ہی اسکا پایہ تخت تھا۔ اسکے عہد میں مغلیہ سلطنت منتہائے کمال کو پہونچ گئی تھی۔ ۱۷۰۷ء سے اسمیں زوال آنا شروع ہوا۔ ۱۷۳۹ء میں نادر شاہ نے دہلی کو لوٹا اور قتل عام کیا۔

اس کے بعد دہلی افغانیوں کا شکار بنگئی۔ ۱۷۷۱ء میں مرہٹوں نے مغلیہ بادشاہ کو پھر تخت پر بٹھایا۔ اور ۱۷۸۹ء میں سندھیا دہلی پر متصرف ہوکر ۱۸۰۳ء تک قابض رہا جبکہ لارڈ لیک نے دہلی میں داخل ہوکر بادشاہ کو اپنی حفاظت میں لیا۔ مئی ۱۸۵۷ء میں دہلی پر باغیوں کا تسلط ہوگیا۔ ۱۴ ستمبر کو انگریزوں نے پانچ روز کی سخت لڑائی کے بعد جبکہ دہلی کے کوچہ و بازار میں خون کی ندی نالے بہ رہے تھے۔ دہلی کو از سر نو فتح کیا۔

دہلی کے گرد شہر پناہ بنی ہوئی ہے جو پانچ میل گھیر میں ہے۔ دہلی کے گیارہ دروازے ہیں۔ جن میں سے بڑے بڑے یہ ہیں۔ مشرق میں دریائے جمنا کے بالمقابل راجگھاٹ دروازہ۔ شمال میں کشمیری۔ مغرب میں کابلی و لاہوری۔ جنوب مغرب میں اجمیری اور جنوب میں دہلی دروازہ۔ بڑا بازار چاندنی چوک ہے جس کی سڑک قلعہ کے اندرونی دروازہ وکٹوریہ سے لاہوری دروازہ کو جاتی ہے۔ اسی بازار پر بہار میں دہلی انسٹیٹوٹ اور عجائب گاہ واقع ہیں۔ موخرالذکر میں بہت سی عجیب و غریب اشیاء ہیں۔ عجائب گاہ کے سامنے گھنٹہ گھر ہے اور وسط میں نارتھ بروک کا فوارہ ہے۔ فوارہ کے قریب گوہر کی مسجد ہے۔ جس کے تینوں گنبد گلٹ شدہ ہیں ۱۷۳۹ء کے قتل عام کا حکم دینے کے بعد بادشاہ اس مسجد میں داخل ہوا تھا۔ چاندنی چوک کے کنارہ پر کوئنز گارڈن ملکہ کا باغ ہے۔ جو نہایت پر فضا ہے اور ایک چھوٹا سا چڑیا گھر بھی رکھتا ہے۔

قلعہ ڈیڑھ میل طویل دیوار سے گھرا ہوا ہے۔ وکٹوریہ دروازہ (جو سابق میں لاہوری دروازہ کہلاتا تھا) سے داخل ہوکر مسقف راہ (جو نہایت خوبصورت ہے) طے کرنے کے بعد دیوان عام میں پہونچتے ہیں۔ جو تین طرف سے کھلا ہوا ہے اور اس کی چھت سنگ سرخ کے ستونوں پر ایستادہ ہے۔ ان ستونوں پر چونے اور گلٹ کا کام ہوا تھا

ہے - دیوار کے عقب میں سیڑھیاں ہیں - جو تخت گاہ کو جاتی ہیں تختگاہ زمین
سے ایک فیٹ بلند ہے - اور اس کا سائبان سنگ مرمر کے ستونوں پر استادہ ہے
تخت گاہ کے نیچے اوپر نہایت نفیس پچیکاری کی ہوئی ہے - تخت کے پیچھے ایک
دروازہ ہے جہاں سے شہنشاہ اپنے خاص کمرے سے برآمد ہوکر تخت پر جلوس
فرماہوتا تھا - تخت کے پیچھے کی دیوار پر خوشنما نقش ونگار پرندوں کی حیوانوں
کی تصویروں سے مزین اور قیمتی پتھروں سے مرصع ہے مگر اس گلکاری ونقاشی
کا بہت ساحصہ اب تلف ہوچکا ہے -

دیوان عام کی جانب راست دیوان خاص ہے - یہ سنگ مرمر کا مختصر ہال بھاری
بھاری مربع ستونوں پر قایم ہے - تمام چھت نقرئی وطلائی کام سے جگمگ
جگمگ کررہی ہے - اس کے وسط میں تخت طاؤس رکھا ہے اسے اسوجہ سے
اس نام سے موسوم کیا گیا ہے کہ اس کی مرصع بجواہر پشت طاؤس سے مشابہت
رکھتی ہے - ٹیورنیر جوہری جس نے اس تخت کو دیکھا تھا - اس کی قیمت چھ ملین
پونڈ لگائی تھی - شمالی وجنوبی محرابوں پر یہ شعر مرقوم ہے - ؎

اگر فردوس بر روے زمین است	ہمین است وہمین است وہمین است

دیوان خاص کے پاس حرم سرا تھی - جسکا تھوڑا ساحصہ اب باقی رہگیا ہے اس
حرم سرا کے پاس حمام ہے - جسکا فرش وگنبد سنگ مرمر کا ہے اس کے سامنے بجانب
مغرب موتی مسجد ہے جو نفیس الواقعہ انجینیری کا الماس ہے -

قلعہ سے نکلکر سیاح کو جامع مسجد جانا چاہئیے -

دہلی دروازہ سے باہر سب سے پہلے سیاح کو فیروزشاہ کی لاٹ ملتی ہے جو ایک
منہدمہ چبوترے پر استادہ ہے - اسپر زبان نباتی میں جو ہندوستان کی نہایت قدیمی
زبان تھی ایک کتبہ لکھا ہے - جس میں قتل کی ممانعت کی گئی ہے - دہلی سے ایک
میل کے فاصلہ پر پٹھانوں کا پرانا قلعہ بنا ہوا ہے جس کے گرد بلند دیواریں کھچی ہوئی
ہیں - اس قلعہ اور شاندار مسجد کی عمارت نہایت شاندار ہے - قلعہ کے جنوب میں ایک
میل کے فاصلہ پر ہمایوں کا سنگ سرخ کا عظیم الشان مقبرہ ہے - جس میں سنگ مرمر
کا کام ہورہا ہے - مقبرہ مذکور ایک باغ میں جس میں متعدد فوارے اور چبوترے

ہین واقع ہے اس کے متصل چونسٹھ ستونوں کا سنگ مرمر کا ہال ہے کہ جسکے
مغرب کی سمت حضرت نظام الدین اولیا کی درگاہ ہے اس کے قریب مشہور شاعر
امیر خسرو کی قبر ہے پاس ہی چھ صدیوں کی قدامت کی ایک خوبصورت مسجد بنی
ہوئی ہے جس میں جا بجا آیات کلام اللہ کندہ ہیں۔ اور اسی درگاہ کے احاطہ میں
خاندان مغلیہ کے بہت سے شہزادوں اور شہزادیوں کی قبریں ہیں۔

قطب مینار کو اجمیری دروازہ سے راستہ جاتا ہے شہر سے دو میل کے فاصلہ
پر جنتر منتر (رصدگاہ) کی عمارت ہے جسے ۱۷۳۰ء میں راجہ جے سنگھ نے تعمیر کروایا
تھا۔ تین میل آگے جنوب کیطرف صفدر جنگ کا مقبرہ ہے جو نواب اودھ تھے۔ یہ مقبرہ
اپنے سفید براق مدور گنبد کے لئے مشہور ہے۔ دہلی سے نو میل کی مسافت پر کرخی
کی مسجد ہے۔ اس سے دو میل آگے قطب مینار ہے جو دنیا کے تعمیر شدہ ستونوں میں
سب سے اونچا ہے۔

قطب سے ساڑھے تین میل کے فاصلہ پر قلعہ تغلق آباد کے کھنڈر ہیں۔ فیروز شاہ
کی قبر جنوبی دیوار کے باہر بنی ہوئی ہے۔ تغلق آباد بھی قابل دید مقام ہے۔ اور یہ ہی
غدر ۱۸۵۷ء کی کئی ایک یادگاریں متعلق جنرل نکلسن۔ قبرستان۔ قلعہ لدیور دیکھنے کے
لایق ہیں۔

دہلی "بی۔ بی۔ و سی۔ آئی" "و آر۔ ایم" و نارتھ ویسٹرن ریلوے کا جنکشن ہے
ریفرشمنٹ و ویٹنگ روم علاوہ سٹیشن کے اور مسافروں کے لئے صاف و پاکیزہ
آرام گاہ بھی موجود ہے۔

دہلی زمانہ قدیم میں ہستنا پور کہلاتا تھا۔ کلکتہ سے براہ ای۔ آئی ریلوے ۹۵۴
میل دور ہے۔ کرایہ ۹۔۴۵۔ اور ۱۲ روپیہ ہے۔ براہ جی۔ آئی۔ پی۔ اور ای آئی
ریلوے بمبئی ۹۸۲ میل کی مسافت رکھتا ہے کرایہ ساڑھے چھیانوے روپیئے اور
ساٹھ گھنٹے کا راستہ ہے۔ نئی سڑک بذریعہ بی۔ بی و سی۔ آئی ریلوے براہ احمد آباد
بھی نکلی ہے۔ شاہجہاں کا آباد کیا ہوا جدید شہر دریائے جمنا کے مغربی کنارے
آگرہ سے ۱۴۴ میل کے فاصلہ پر بسا ہوا ہے۔ گرد و نواح کا تمام ملک زمانہ قدیم کی
یادگاروں اور ان کھنڈرات سے معمور ہے۔ یہاں متعدد بلینک ویسٹون اور

انگریزوں کے اہتمام میں قایم ہیں۔ پنجاب کے تمام شہروں سے زیادہ دخانی کارخانے مختلف حرفتوں کے جاری ہیں اور یہ تجارت کی بڑی منڈی ہے۔ ابتک دستکاری کے نفیس کام یہاں بنتے ہیں۔

دہولپور:۔ آئی۔ ایم۔ ریلوے پر آگرہ سے ۳۵ میل کے فاصلہ پر ایک دیسی ریاست کی راجدہانی ہے جو دریائے چنبل کے کنارے بسا ہوا ہے مہاراجے دہول پور اور پولٹیکل ایجنٹ یہیں رہتے ہیں سٹیشن پر عمدہ ویٹنگ روم موجود ہے قابل دید مقامات میں ایک مسجد ہے جو ۱۶۳۴ء میں شاہجہان نے بنوائی تھی۔ اکتوبر کے آخری نصف ماہ میں یہاں ہرسال مراد پورہ کے نام سے پندرہ روزہ میلہ ہوا کرتا ہے جس میں ہر قسم کے مال تجارت کے علاوہ بہت سے مویشیوں اور گھوڑوں کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔ منی آرڈر سیونگ بینک اور تار کے دفاتر یہاں قایم ہیں۔

دہولیا:۔ چالیس گاؤں سٹیشن سے دہولیا جاتے ہیں۔ جو بذریعہ تانگہ ۳۴ میل کا راستہ ہے یہ خاندیس کا ہیڈکوارٹر ہے۔ سلطان پور کے کہنڈر ۲۴ میل اور پمپالر سے ۱۴ میل کے فاصلہ پر ہیں۔

دیمن گنج:۔ ریاست بہوپال کا ایک خوبصورت سٹیشن بہوپال سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ سٹیشن پر ویٹنگ روم موجود ہے۔ منی آرڈر اور سیونگ بینک کے دفاتر بھی رکھتا ہے۔

دیناپور:۔ کلکتہ سے ۳۴۴ میل کے فاصلہ پر ضلع پٹنہ کا فوجی ہیڈکوارٹر ہے چھاؤنی سٹیشن سے ساڑہے تین میل کی مسافت رکھتا ہے۔ یہ قصبہ دریائے گنگا کے داہنے کنارہ پر آباد ہے۔ یوروپین انفنٹری کی ایک پلٹن بنگال انفنٹری کی ایک رجمنٹ اور ایک توپخانہ یہاں مقیم ہے۔

دیوگڈھ:۔ دیوگڈھ سب ڈویژن کا ہیڈکوارٹر اور ایسٹ انڈین ریلوے کی لائن اعظم کے مشرق میں ۴ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں کی خاص قابل دید عمارات شیو کے بائیس مندروں کا مجموعہ ہے جس کی جاترا کے لئے ہندوستان کے ہر حصے سے اہل ہنود آتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہاں کا پرانا مندر ہندوستان کا شیو کے بارہ

قدیمی لنگموں میں سے ایک لنگم رکھتا ہے پیٹنہ سے جا تری بیدی ناتھ جنکشن کو جاتے ہیں جہاں سے ریلوے کی ایک شاخ لاین کے ذریعہ سے بیس منٹ میں دیوگڈھ تک پہونچ جاتے ہیں۔

دیولالی :- ایک فوجی صحت گاہ جو بمبئی سے ۱۱۲ میل کے فاصلہ پر ہے۔ کرایہ سات۔ ساڑھے تین اور ایک روپیہ بارہ آنے۔ موسم سرد و خوشگوار رہتا ہے۔ یہاں کی آب وہوا اُن لوگوں کو خصوصیت سے مفید ہے۔ جو سینہ اور پھیپڑے کے امراض میں مبتلا ہوں۔ انگلستان سے آنے یا جانیوالی سپاہ کے ٹھیرنے کی جگہ ہے۔ ایکہزار سپاہیوں کی رہایش کے لئے بارکیں بنی ہوئی ہیں۔ ناسک سے براہ سڑک ۷ میل کے فاصلہ پر ہے۔ جہاں جانے کے لئے تانگے ملسکتے ہیں۔ دیولالی میں کوئی ڈاک بنگلہ و ہوٹل نہیں۔ البتہ ناسک میں ایک ڈاک بنگلہ موجود ہے۔

ڈ

ڈادکر و گاڈ :- بنگلور سے بفاصلہ ۱۵ میل ایک گاؤں ہے اس کے متصل کنارہ دریا پر انجیر کا ایک نہایت پرانا درخت ہے۔ جو ڈوراسواتھا کے نام سے مشہور ہے کہتے ہیں کہ چار ہزار سال ہوئے کہ ڈورا نے یہ درخت لگایا تھا۔ اس میں سخت ترین امراض کے شفا دینے کی طاقت خیال کیجاتی ہے۔

ڈیرہ و گڈھ :- سرحد کے قریب یہ ڈپٹی کمشنر کا ہیڈکوارٹر اور فوجی چوکی ہے جا کے کئی ایک باغات ہیں یہ بحری تجارت کا انتہائی مقام ہے۔ ڈیرہ گڈھ قلعہ ڈوڈم تک ریلوے جاتی ہے۔

ڈبھوئی :- میاگام سے بفاصلہ ۲۰ میل اور بڑودہ سے ۱۸ میل کی مسافت پر ہزہائینس گیکوار بڑودہ کی ریلوے لائنوں کا سنٹر ہے۔ جو ڈبھوئی سے چار مختلف سمتوں کو جاتی ہیں۔ یہ ایک پرانا قصبہ ہے۔ دو میل لمبی ذو اربعۃ الاضلاع سنگی فصیل سے محدود ہے۔ اس کے وسط میں پتھر کا خوبصورت چہل ستون ہے فصیل کے اندر ایک بڑا تالاب ہے۔ جس کے چاروں طرف لہریہ دار سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ اور اس کے کناروں پر کثیر التعداد مندر ہیں فصیل ۵۲ بروج رکھتی ہے ہر ایک گوشہ پر ایک ایک بڑا برج اُن کے علاوہ ہے فصیل کے ہر ایک پہلو پر

دوہرا دروازہ بنا ہوا ہے۔ مشرقی سمت کا دروازہ جواہرات کا دروازہ کہلاتا ہے۔ اس کے متصل ایک خوبصورت مندر ہے جس کے اوپر کی منزل ہاتھی کی شکل کی سنگی ستونوں پر قایم ہے۔

در و دیوار پر پیادل و سوار جنگ آزمایان کے علاوہ۔ شیر۔ اونٹ۔ پرندوں اور سانپوں وغیرہ کی تصویریں تراشی ہوئی ہیں۔

ڈیپ :۔ آئی۔ ایم۔ ریلوے پر اٹارسی سے بفاصلہ ۴۹ میل واقع ہے سٹیشن وٹینگ روم رکھتا ہے۔ اجین کا مشہور راجہ بھوج جس کے دور حکومت کو بارہ صدیاں گذر چکی ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس نے دیپ اور بھگیرا (سٹیشن دویم) کے درمیانی گڑھے کو ڈیپ سے چھ میل پرے پشتہ بندی سے جھیل سے تبدیل کر دیا۔ جس میں دریائے بیتوا کا پانی آتا ہے۔ پشتہ کے آثار اب بھی باقی ہیں۔ جس کے قریب ایک ویران مندر ہے۔

حال کی پیمائش سے اس جھیل کا رقبہ اکیسو مربع میل ظاہر ہوتا ہے۔

ڈکور :۔ انند سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر مقدس مقام ہے۔ جہاں بمبئی۔ بڑودہ اور وسط ہند سے بکثرت جاتری آتے ہیں یہ کسریا کی عظیم الشان جھیل پر جہاں تک نظر کرے بچا ہے۔ یہاں کے مندر میں کرشنا کا وہ بت رکھا ہوا ہے جو دوارکا سے لایا گیا تھا۔ مندر مذکور ایک لاکھ روپیہ کے صرف سے تیار ہوا ہے بت کا چوبی تخت سونے اور چاندی کے گرانبہا نقش ونگار سے مزین ہے۔ اس تخت کی تزئین پر مہاراجہ گیکوار بڑودہ کا ایک لاکھ پچیس ہزار روپیہ خرچ ہوا تھا۔ بڑے میلے اکتوبر (اسوج) اور نومبر (کتک) کی پوری چاند راتوں کو ہوا کرتے ہیں۔ اور پانچ سے دس ہزار تک جاتری جمع ہوتے ہیں۔ جھیل سے آگے ہر قسم کا شکار پایا جاتا ہے۔

ڈگشائی :۔ ضلع شملہ میں ایک کوہی چھاؤنی ہے جو سطح سمندر سے ۶۰۲۰ فیٹ بلند ہے۔ یہ ایک یوروپین رجمنٹ کا ہیڈ کوارٹر ہے۔

ڈلہوزی :۔ ڈلہوزی جانے کا سٹیشن پٹھان کوٹ ہے۔ ڈلہوزی ایک صحت افزا پہاڑ ہے۔ جو سطح سمندر سے سات ہزار فیٹ بلند ہے پٹھان کوٹ سے

تانگہ و ڈولی کے ذریعہ سے ڈمیرا (بفاصلہ ۳۰ میل گھوڑے پر چار منزلوں میں سفر کرنا پڑتا ہے۔ پھر ۲۲ میل قدرت کی دلفریبیوں اور نیرنگیوں کا نظارہ کرتے ہوئے چنبہ پہونچتے ہیں۔ جو ایک دیسی ریاست کی راجدھانی ہے۔ اور اس کے نشیبی وادی میں ڈلہوزی آباد ہے۔

ڈمبولا:۔ (سیلون) متاپ سٹیشن سے ۹۲ میل گاڑی کا راستہ ہے یہاں ایک چٹان پہ ایک بہت بڑے قد و قامت کا مندر بنا ہوا ہے۔ مندر مذکور تک پہنچنے میں ڈہائی گھنٹے لگتے ہیں۔

ڈمراؤں:۔ کلکتہ سے ۴۱۰ میل کے فاصلہ پر ہز ہائینس مہاراجہ ڈمراؤں کا دارالحکومت ہے جو اجین کے پرانے حکمران بکرماجیت کی اولاد سے ہیں۔ غدر کے زمانہ میں مہاراج نے انگریزوں کا ساتھ دیا۔ یہ خالص دیسی قصبہ ہے اور سوائے اس کے کہ یہ ایک دیسی ریاست کا صدر ہے اور کسی قسم کی دلچسپی نہیں رکھتا۔

ڈنڈی گل:۔ ایس۔ آئی۔ ریلوے پر مدراس سے بفاصلہ ۳۰۶ میل بسا ہوا ہے۔ کرایہ ۱۹۔ ۹۔ اور ۳ روپیہ ہے تمباکو اور سگار کے کارخانوں کے لئے مشہور ہے۔ یہ سطح سمندر سے ۹۰۰ فیٹ بلند ہے۔ اسکا قلعہ ۲۸۰ فیٹ بلند پہاڑ پر بنا ہوا ہے۔ سٹیشن پر ریفرشمینٹ روم موجود ہے۔ اور شہر میں منی آرڈر و سیونگ بینک۔ اور تار گھر کے دفاتر قایم ہیں۔

ڈوانگیری:۔ ریاست میسور کے ڈویژن ناگر میں میسور سٹیٹ ریلوے پر میسور سے بفاصلہ ۲۰۷۔ اور میل دُرگ سے ۴۰ میل کی مسافت پر واقع ہے۔ ایک بڑا تجارتی شہر ہے۔ اور اس میں روئی دبانے کا بھی ایک کارخانہ ہے۔ ڈوانگیری اونی کمبلوں کی ساخت کے لئے مشہور ہے۔ منی آرڈر۔ سیونگ بینک اور تار کے دفاتر یہاں قایم ہیں۔

ڈھاکہ:۔ آبادی ۹۰ ہزار۔ کسی زمانہ میں بنگال کا پایہ تخت تھا۔ دریائے برل گنگا اس کو ملحقہ ممالک سے جدا کرتا ہے۔ جون سے اکتوبر تک اس دریا میں جہازرانی نہ صرف مشکل بلکہ خطرناک ہے۔ یہاں بڑی بڑی وسیع و رفیع عمارتیں

ہیں۔ بالخصوص نواب کا محل قابل دید ہے۔ لال باغ سے جو سڑک رولڈ گی کریک کو جاتی ہے وہ دو میل لمبی ہے۔ دوسری سڑک چھاؤنی تک ہے۔ یہاں ایک عالی شان مقبرہ چالیس فیٹ بلند ہے۔ سونے چاندی کا کام نہایت خوشنا بنتا ہے ڈہاکہ کی ململ جو شبنم کہلاتی ہے اپنی باریکی اور لفاست کے لئے مشہور ہے۔ اسے "آب رواں" بھی کہتے ہیں۔ اس ململ کا پورا تھان ایک انگوٹھی کے حلقہ میں سے گذر سکتا ہے۔ کلکتہ سے (براہ بنگال) ڈہاکہ جانیوالے پہلے گوالینڈو جاتے ہیں۔ جو ۱۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ بپھر بذریعہ سٹیمر نراین گنج (۱۰ میل) یہاں سے دس میل ریل پر سفر کرکے ڈہاکہ پہونچتے ہیں۔ ڈہاکہ میں ڈاک بنگلہ۔ قلعہ۔ گھوڑ دوڑ کا میدان اور دیگر کئی ایک دلچسپ مقامات ہیں۔

سور۔ اور چیتے کے شکار کے علاوہ یہاں مچھلیاں بھی افراط سے ہیں۔ ڈہاکہ میں صاحب کمشنر قسمت رہتے ہیں۔ اور یہ بنگال میں پانچویں درجہ کا شہر ہے زمانہ سابق میں یہ دریا جس کے ساحل پر ڈہاکہ آباد ہے گنگا کی خاص بڑی دہار تھی۔ جیسا کہ اب بھی اس دریا کے نام سے اس بات پر روشنی پڑسکتی ہے۔ ڈہاکہ تقریباً چار میل تک لب دریا آباد ہے۔ شبنم یا آب رواں (ڈہاکہ ململ) کی ساخت گو زمانہ سابق کی طرح عروج پر نہیں۔ مگر اب بھی اس کا نمونہ ڈہاکہ کے بازاروں میں مل سکتا ہے۔

ڈہولیا:۔ یہ ریلوے جنکشن ہے۔ پالیتانہ کے مسافر وادھوان سے اسی جنکشن کو جاتے ہیں۔ ڈہولا کی پہاڑیوں میں ہندوستان کے جین مندر ہیں۔

ڈیرہ دون:۔ یہ ایک دلچسپ و پر فضا کوہستانی مقام ہے جو انیس ہزار کی آبادی رکھتا ہے۔ اور مسوری کے راستہ میں واقع ہے۔ ڈیرہ دون سطح سمندر سے ۲۳۰۰ فیٹ بلند ہے۔ یہاں کا مندر دیکھنے کے لایق ہے۔ چھاؤنی کے علاوہ کئی ایک نفیس باغات بھی ہیں ڈیرہ کی آب وہوا نہایت معتدل ہے یہاں سے راجپور (جو تین ہزار فیٹ بلند ہے) چھ میل کی مسافت رکھتا ہے راجپور کے آگے مسوری واقع ہے۔

ڈیرہ دون سطح سے دو ہزار تین سو فیٹ بلند ہے۔ ضلع اور محکمہ پیمایش کا ہیڈکوارٹر ہے۔ شکار بکثرت ملتا ہے۔ اور دریا و تالاب مچھلیوں سے معمور ہیں۔

بوجہ اعتدال ہوا سخت گرمی یا بشدت سردی سے یہاں کے لوگ ناواقف ہیں۔ دہرہ دون سہارنپور سے ۴۲ میل کے فاصلہ پر ہے اور مسافت مذکور تانگے کے ذریعہ سے طے کیجاتی ہے۔

ڈیسا:۔ بی۔بی۔ وسی۔آئی۔ریلوے کے ذریعہ سے احمد آباد (۳۱۰ میل از بمبئی) جاتے ہیں وہاں سے راجپوتانہ سٹیٹ ریلوے پر ۸۲ میل سفر کرکے پالنپور۔حال میں پالن پور سے ڈیسا تک بھی ریل جاری ہوگئی ہے۔ڈیسا آس پاس کے ممالک کے لئے تجارت کی منڈی ہے۔سدھپور سے کسی قدر فاصلہ پر پٹن کا بڑا قصبہ ہے۔جس کے گرد فصیل بنی ہوئی ہے اور جو زمانہ سابق میں ایک زبردست سلطنت کا دارالحکومت تھا۔

ر

راجکوٹ:۔ بذریعہ بی۔بی۔وسی۔آئی ریلوے وادھوان کو جاتے ہیں وہاں سے موروی ریلوے کے توسط سے براہ دنگانر۔راجکوٹ پہونچتے ہیں۔ صوبہ کاٹھیاوار کی پولیٹیکل ایجنسی کا یہ ہیڈکوارٹر ہے وادھوان سے راجکوٹ کی سڑک پر یہ مقامات سولی۔دھولیہ۔چھوتیلیہ۔اور بوبنورمیں ڈاک بنگلے موجود ہیں۔اور کوارڈا میں ایک دھرم سالہ ہے۔جس میں یوروپین مسافروں کے ٹھیرنے کے لئے بھی کمرے مخصوص ہیں۔راجکوٹ سے گونڈل تک (۲۴ میل) سڑک جاتی ہے۔اس سے آگے جیت پور ریلوے سٹیشن تک بھی ۲۲ میل سڑک بنی ہوئی ہے جسپر وہ لوگ جو بہاؤنگر یا کاٹھیاوار کے دیگر جنوبی مقامات کو جانا چاہتے ہیں۔سفر کرتے ہیں۔

راج نندگاؤں:۔ بنگال ناگپور ریلوے پر ناگپور سے بفاصلہ ۱۴۶ میل واقع ہے یہ ایک دیسی ریاست کا دارالحکومت ہے اس کی حکمرانہ راجہ بلرینداس سی۔ایس۔آئی۔کی بیوہ رانی کرہدری بائی ہیں۔یہاں سے چاول وغلہ بکثرت بیرونجات کو بھیجا جاتا ہے۔شہر سے تین میل کے فاصلہ پر آبپاشی کا کارخانہ ہے ریلوے لاین کے عبور کرنے کے لئے ایک پل بھی بنا ہوا ہے۔یہاں کے باشندوں کا

ہیں زیادہ تر مارواڑی۔ کچھی۔ اور چھتیس گڑھی آدمی ہیں۔ سٹیشن کے متصل ایک ڈاک بنگلہ موجود ہے۔

رانی پور سڑک:۔ سٹیشن سے یہ قصبہ دو میل کی مسافت رکھتا ہے اور ساکنائی ندی کے بائیں کنارے پر آباد ہے۔ یہاں ایک خوبصورت مندر بنا ہوا ہے۔ سیاہ مرغابیاں اور دیگر شکاری جانور کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ رانی پور سڑک مانک پور سے ۱۴۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔

رانیے بینور:۔ ہری ہار سے بفاصلہ پندرہ میل۔ ایس۔ ایم۔ ریلوے پر واقع ہے۔ یہ ضلع دہرواڑ کا سب ڈویژن اور آباد قصبہ ہے۔ یہاں کے ریشمی اور سوتی کپڑے مشہور ہیں۔ خام روئی کی تجارت بھی بکثرت ہوتی ہے۔ ڈاکخانہ۔ ڈاک بنگلہ۔ اور مدارس یہاں قایم ہیں۔

رانی کھیت:۔ نینی تال سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر ایک رفیع کوہی فوجی چھاؤنی ہے جو سطح سمندر سے چھ ہزار فیٹ بلند ہے۔ یہاں ایک برٹش رجمنٹ رہتی ہے۔ آبادی ساڑھے چھ ہزار۔ کاٹھ گدام سے پالکی کے ذریعہ سے براہ نینی تال یا بھیم تال۔ رانی کھیت پہونچتے ہیں۔ نصف راستہ پر اور رانی کھیت میں ایک ایک ڈاک بنگلہ ہے۔ راستہ میں اور خاص رانی کھیت میں پہاڑوں کی برف پوش چوٹیاں نظر آتی ہیں۔ نینی تال سے رانی کھیت و المورہ تک سفر کرنے کے لئے یا بو کرایہ پر مل جاتے ہیں۔

رانی گنج:۔ کلکتہ سے ۱۲۱ میل کے فاصلہ پر ای۔ آئی۔ ریلوے کا سٹیشن ہے کرایہ ساڑھے گیارہ۔ اور چھ روپئے ہے۔ یہاں بہت سے یوروپین رہتے ہیں۔ جو زیادہ تر انجنیر اور ریلوے کی کانہائے کوئلہ میں ملازم ہیں ان کانوں پر پانچ ہزار زن و مرد نوکر ہیں۔ چھ لاکھ ٹن کوئلہ سالانہ نکلتا ہے جو دس روپیہ فی ٹن قیمت پر کلکتہ میں بکتا ہے۔ یہاں ایک ہوٹل ہے۔ آبادی ۱۳۷۷۲۔

راولپنڈی:۔ یہ ایک بڑا شہر ہے جو ریلوے سٹیشن چھاؤنی۔ مینوسپلٹی تحصیل۔ ضلع اور کمشنری کی عدالتیں اور محکمہ جات رکھتا ہے۔ یہ ندی کے شمال کنارے پر واقع ہے ندی مذکور جو شہر کو چھاؤنی سے جدا کرتی ہے ایک کیچڑ آمیز اور سست رفتار نہر ہے۔ خاص شہر کی آبادی ۳۷۹۰۵ متنفسوں کی ہے۔ جس میں

جس میں زیادہ تر مسلمان ہیں۔ راولپنڈی کو اب اختصاراً پنڈی کہتے ہیں چندا خان گھکڑ نے فتحپور بواڑی (جو چودھویں صدی میں مغلوں کے حملہ کے بعد اجڑ گیا) کو ازسرِنو آباد کر کے اس کا راولپنڈی نام رکھا۔ نیا شہر حال کا بنا ہوا ہے اور سات ہزار گھروں اور بہت سے بازاروں پر مشتمل ہے جن میں زیادہ تر مہاجنوں اور بزازوں کی دکانیں ہیں۔ یہاں کوئی قابل دید جگہ نہیں۔ پرانا شہر شمال مشرقی گوشہ میں آباد ہے۔ جہاں کے بازار تنگ اور پیچیدہ ہیں۔ لیکن دیگر بازار اور سڑکیں وسیع و فراخ باقاعدہ خوشنما اور حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق ہیں۔ جن کے کنارے پر درخت نصب کئے گئے ہیں چھاؤنی ایک پرانے ہندو شہر کے موقعہ پر بنی ہوئی ہے۔ میونسپل باغ کے علاوہ ایک پارک بھی ہے۔ یہاں کے یوروپین ساکنین صبح و شام اس پارک میں ہوا خوری کے لئے آتے ہیں۔ چھاؤنی کے بڑے بازار میں پارسیوں کی اچھی اچھی دکانیں ہیں۔ بازار کے سرے پر بریگیڈیر جنرل ماسی کی یادگار میں ایک عمدہ محراب بنی ہوئی ہے۔ سردار سجان سنگھ نے بھی ایک خوبصورت مارکٹ دو لاکھ روپیئے کے صرف سے بریگیڈیر موصوف کے نام بینک کو قایم کرنے کے لئے تعمیر کروایا ہے۔ بارکوں اور گرجا میں گاس کی روشنی ہوتی ہے۔ قلعہ جو سلحہ خانہ کے کام آتا ہے باہر سے خوشنما ہے اور اس کے ہر ایک گوشہ پر برج بنا ہوا ہے جن پر بھاری بھاری توپیں چڑھی ہوئی ہیں۔ پنجاب اور کشمیر کی تجارت کا زیادہ تر حصہ راولپنڈی سے گذرتا ہے (سوسی ایک قسم کا موٹا کپڑا) جوتیاں۔ کمبل۔ کنگھیاں۔ نواڑ۔ اور صابون یہاں کا مشہور ہے۔ تیل بھی نکالا جاتا ہے۔

راولپنڈی کی آبادی گھکڑ۔ بھٹی۔ رواں۔ کشمیری۔ کھتری۔ اور برہمن اقوام سے مرکب ہے۔ راولپنڈی کی تجارت موخرالذکر دونوں اقوام کے ہاتھوں میں ہے۔ راولپنڈی کا سٹیشن کوہاٹ شاخ کا جنکشن ہے۔ راولپنڈی سے مری صحت گاہ ۳۸ میل تانگے کا راستہ ہے۔ جنرل کننگھم چھاؤنی کے کھنڈرات کو قدیم شہر غازی پور کی یادگار بتاتے ہیں جو عیسوی صدی سے پہلے بھٹی قوم کا دارالسلطنت تھا۔ یونانی اور دیگر قدیم زمانہ کے سکے اور ٹوٹی اینٹیں

یہاں دو مربع میل کی دوربین ملتی ہیں۔
چھاؤنی کی بارکوں میں اڑھائی ہزار یوروپین سپاہیوں کے رہنے کی گنجایش ہے۔ علے العموم ان میں دو یوروپین اور دو دیسی انفینٹریاں۔ دیسی سواروں کی ایک رجمنٹ اور توپخانہ کی دو باٹریاں موجود رہتی ہیں یہاں بہت سے یوروپین سوداگروں کی بھی دکانیں ہیں۔
رائے پور:۔ بنگال ناگپور ریلوے کے تمام سٹیشنوں سے یہ بڑا شہر ہے اور ناگپور سے ۱۸۸ میل کے فاصلہ پہ واقع ہے۔ آبادی ۵۴ ہزار۔ کمشنر۔ جوڈیشل کمشنر۔ ڈپٹی کمشنر اور مجسٹریٹان ضلع یہاں رہتے ہیں۔ رائیپور میں ایک عمدہ راجکمار کالج ہے۔ اس میں ممالک متوسط کے دیسی والیان ریاست و روساء کے لڑکے تعلیم پاتے ہیں۔ کالج کے متعلق ایک باغ بھی ہے۔ رائیپور کا موسم بہ ہیئت مجموعی تمام سال گرم رہتا ہے۔ اور یہاں کی آب وہوا بھی اچھی نہیں سٹیشن سے دو میل کے فاصلہ پر ڈاک بنگلہ ہے۔ گاڑیاں ہر وقت مل سکتی ہیں۔ بہر حال یہ ایک دلچسپ مقام ہے۔
رائے چور:۔ مدراس ریلوے اور جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے مابین ایک وقیع جنگشن ہے۔ یہ زمانہ سابق میں بہمنی سلطنت کا جزو تھا یہ کرشنا اور ٹنگا بیادرا دریاؤں کے وسط میں واقع ہے اور قلمرو نظام کا جنوب مغربی حصہ ہے سٹیشن پر یوروپین اور دیسی مسافروں کیواسطے ریفرشمنٹ روم موجود ہے۔ پندرہویں اور سولہویں صدی میں دکن کے مسلمان اور ہندو والیان ملک کے مابین رائیچور بطور ایک بہت بڑے میدان کارزار رہا ہے۔ پرانا قلعہ جو بارہا مفتوح ہوچکا ہے دیکھنے کے قابل ہے۔ قلعہ کو مورچہ بندی اور دیواروں کے دو سلسلوں سے جو سطح میدان سے ۲۹۰ فیٹ کی بلندی پر بنتے ہیں۔ استحکام دیا گیا ہے۔ اندرونی دیوار راجہ تھتالا نے بنوائی تھی جس کی تصدیق سنسکرت کے کتبہ سے ہوتی ہے جو اس دیوار پر مرقوم ہے۔ اس تحریر کی تاریخ ۲۸ نومبر ۱۲۹۴ء کے مطابق ہے۔ کتبہ مذکور دروازہ داخلہ کے متصل مغربی دیوار پر ساڑھے اکتالیس فیٹ طویل پتھر پر کندہ ہے جو دور سے بخوبی نظر آتی ہے سنہ ۱۹۰۱ء میں رائیچور کی آبادی ۲۲۱۶۵

تھی۔ یہ قصبہ مٹی کے چمکدار ظروف اور سلیپروں کی ساخت کے مشہور ہے۔

رائے گڈھ:۔ ہندوستان کے مہذب و شایستہ ریاستوں میں سے ایک یہی ہے جس کے فرمانروا راجہ بھوپ دیو سنگھ ہیں جو انگریزی زبان میں بے تکلفی سے گفتگو کرسکتے ہیں۔ دہان وغیرہ کے محصول سے انکو معقول آمدنی ہوتی ہے۔ رائےگڈھ کھوسہ کپڑے۔ اور چاولوں کے لئے مشہور ہے کھوسہ کتاں سے بنا جاتا ہے۔ اگر اسے اچھی طرح دھویا جائے تو ریشمی کپڑے کیطرح چمکتا ہے۔ یہ کپڑا ممالک متوسط بالخصوص رائےپور اور بلاسپور میں بہت استعمال کیا جاتا ہے۔ یہاں بہت سے تالاب موجود ہیں دور کے پہاڑوں اور برساتی سبزہ زاروں کے سوا یہاں کوئی چیز دیکھنے کے قابل نہیں۔ ڈاک بنگلہ یا ہوٹل موجود نہیں۔ انتظام رہائش پہلے ہی سے راجہ صاحب سے بذریعہ خط و کتابت کرلینا چاہئے۔

رایین ورگ۔ یہ مقام ورگ کے نام سے مشہور ہے اور ہلدری سے ۲۷ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ شکار یہاں کثرت سے ہے۔ فوج ہلدری کا یہ گرمائی صحت گاہ ہے۔

رائے ونڈ:۔ لاہور میں ۱۶ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں اور ریلوے جنکشن سٹیشن ہے۔ یہاں ایک ڈاک خانہ بھی کھلا ہوا ہے۔

رتلام:۔ (۱) بی۔ بی۔ وسی۔ آئی ریلوے کے ذریعہ سے براہ انند وگودھرا ۵۳۴ میل دور ہے۔ کرایہ ۲۹۔ اور ساڑھے چودہ روپیئے ہے (۲) براہ کھنڈوہ۔ و آر۔ ایم ریلوے ۱۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ کرایہ ۳۵۔ اور سترہ روپیہ۔ ڈاک بنگلہ کے علاوہ دیگر مکانات بھی یوروپین سیاحوں کے قیام کے لئے موجود ہیں۔ مہاراجہ رتلام ایک خوبصورت مگر قدیم نمونہ کے محل میں رہتے ہیں۔ جو محل اور سکرٹریٹ دونوں کا کام دیتا ہے رتلام کے قریب ایک چھوٹا سا آبشار اور جھیل ہے۔

رتن پور:۔ بلاسپور سے ۱۵ میل جھکڑے کے راستہ پر واقع ہے پہاڑ پر ایک خوبصورت بندر بنا ہوا ہے۔ سابق میں یہ بڑا شہر اور دورا جاؤں کا دارالحکومت تھا۔ یہاں صدہا تالاب موجود ہیں۔ جو اس کی گذشتہ آبادی کو یاد دلاتے ہیں۔

روڑا:- آئی ایم ریلوے کی شاخ نانک پور پر جہانسی سے بفاصلہ ۴۶
میل واقع ہے یہاں کے جنگلات میں شکار افراط سے ہے چیتل بھی پایا جاتا ہے
چونکہ جنگلات محفوظ ہیں۔ اس لئے افسر جنگلات سے شکار کی اجازت لینی لازمی ہے۔
رڑکی :- او-آر ریلوے پر سہارنپور سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ڈاک
بنگلہ اور پبلک ورکس ورکشاپ یہاں موجود ہے آبادی گیارہ ہزار۔
روضہ:- قلمرو ے نظام کا ایک قصبہ جس کے گرد دیوار کھنچی ہوئی ہے
یہ اورنگ آباد سے ۱۶ - غارہائے ایلورہ سے دو میل اور چالیس گاؤں سے
۴۴ میل کے فاصلہ پر ہے جنگلی مرغابیاں اور چھوٹا شکار کثرت سے ہے تمام
غاروں کو ایک دن میں دیکھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ صبح کو گھاٹ کے نیچے
اُتر جائیں اور غار کیلاس کو دن بھر کے لئے قیام گاہ بنائیں۔ ۷ فروری کو روضہ
شاہ عالمگیر پر عرس ہوا کرتا ہے۔ جس میں ہزاروں آدمی شامل ہوتے ہیں۔ کنہو
۱۴ میل تانگہ کی مسافت پر ہے میل ایجنٹ سے تانگے ۲۴ روپیہ فی نفر کرایہ پر
ملسکتے ہیں۔ دیگر اقسام کی گاڑیاں نند گاؤں میں میسر آسکتی ہیں۔ روضہ عالمگیر
اور دیگر بزرگوں کی درگاہیں دیکھنے کے قابل ہیں۔ پتھر کی زنجیر ایک قبر سے لپٹی
ہوئی ہے۔ روضہ کی آب وہوا معتدل اور تازگی بخش ہے۔
رنگون :- برہما کا دارالحکومت اور لوکل گورنمنٹ کے رہنے کا مقام ہے
کلکتہ سے بذریعہ بی-آئی-ایس-این- سٹیمر کے ۷۲ گھنٹوں کا راستہ ہے اور ۷۵
۴۰- اور دس روپیئے کرایہ لگتا ہے۔ کلکتہ سے سٹیمر ہفتہ میں تین مرتبہ رنگون
جاتا ہے۔ رنگون میں ایسی ہی رونق دار چہل پہل ہے جیسا کہ ہندوستان کے
کسی صوبہ کے صدر مقام میں نفیس عمارات سیدھی سڑکیں ٹریمویے۔ گاڑیاں
غرضکہ تفریح وآرام کے تمام سامان موجود ہیں۔ اکثر مکانات لکڑی کے ہیں
کثیر التعداد مندروں میں سے سنہری مندر سب سے بڑا ہے۔ اس کے دیکھنے
کے لئے تیسرے پہر کا وقت زیادہ موزوں ہے۔ اس عظیم الشان مندر کے احاطہ
میں صدہا اور بھی چھوٹے چھوٹے مندر ہیں۔ جو اپنی نفاست اور صنعت کی وجہ
سے مشہور ہیں جھیلوں کے کنارے شام کی ہوا خوری نہایت لطف انگیز ہے۔

چاندرات کو اسکا حسن دوبالا ہو جاتا ہے۔ آرہ کشی کا دوخانی کارخانہ بھی دیکھنے کے لایق ہے۔ یہاں ہاتھی بڑے بڑے شہتیروں کو اٹھاکر ایک جگہ انبار لگاتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں۔ رنگون کی آبادی دولاکھ ہے رنگون کے خاص دلچسپ مقامات اس کے منادر ہیں بازاروں میں دیسی عورتیں سوداسلف بیچتی ہیں۔ دھان سے چاول نکالنے۔ آرہ کشی اور کشید تیل کے کارخانہ۔ سرکاری عمارات۔ چھاؤنی۔ جھیلیں۔ اور سیر ئیم کے کھنڈرات سیاح کی توجہ کو دلچسپی سے اپنی طرف کھینچتے ہیں رنگون بلحاظ تجارت کلکتہ اور بمبئی کے سوا ہندوستان کے تمام شہروں سے بڑھا ہوا ہے یہاں کی خاص اشیائے تجارت۔ چاول۔ نمک۔ ظروف گلی۔ چٹائیاں ریشمی و سوتی کپڑے اور شہتیر ہیں۔ آب وہوا بالعموم گرم ہے۔ دسمبر اور جنوری میں خنکی رہتی ہے۔ ماہ مئی میں برسات شروع ہو کر نومبر میں ختم ہوتی ہے۔ اس لئے بجلی گرنے۔ اور طوفان آنے کے اکثر حادثات وقوع پذیر ہوتے رہتے ہیں

روہڑی:۔ ضلع شکار پور کا ایک سب ڈویژن ہے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر میر پور میں ہے روہڑی سٹیشن سکھر سے بفاصلہ تین میل دریائے سندھ پر چونے کے پتھر کی چٹان پر واقع ہے آبادی ۱۱ ہزار۔ کہتے ہیں ۱۲۹۷ء میں سید رکن الدین شاہ نے روہڑی کو بسایا تھا۔ اسسٹنٹ کلکٹر اور سب جج کی عدالتوں کے علاوہ میونسپل آفس۔ شفاخانہ۔ پولیس چوکی۔ آرام گاہ۔ گورنمنٹ سکول۔ اور ڈاکخانہ یہاں موجود ہے۔

ریاپورم:۔ مدراس ریلوے کا ابتدا میں یہ آخری سٹیشن تھا۔ مدراس ریلوے کے عام دفاتر یہاں قایم ہیں۔ بحری تجارت کے دفاتر بھی اس کے متصل موجود ہیں ریاپورم ایک ڈاک بنگلہ رکھتا ہے۔

ریلوے لائینیں:۔ ہندوستان کی بڑی بڑی ریلوے لائنیں یہ ہیں۔ نارتھ ویسٹ بمبئی۔ بڑودہ۔ جی۔ آئی۔ پی۔ ایسٹ انڈین۔ اودھ۔ روہیلکھنڈ انڈین مڈلینڈ۔ مدراس سٹیٹ۔ اور بنگال ناگپور ریلوے۔

چھوٹی ریلوے لائنوں اور شاخوں کی فہرست یہ ہے: دہلی انبالہ کالکا ریلوے سندھ پشین ریلوے۔ راجپوتانہ مالوہ ریلوے۔ احمد آباد پرانتیج ریلوے۔ گودھرہ

ریاست نظام ریلوے۔ بھاؤنگر گونڈل ریلوے۔ پوربندر۔ موروی۔ نگدا۔ متھرا۔ انگلیشور نادود۔ گیکواڑ ڈبھوئی۔ جودھپور سٹیٹ۔ گنجز گودہرا۔ ہلکر سٹیٹ۔ سیندھیا نیمچہ۔ تاپتی ویلی۔ دھنڈ نمار۔ گوداوری ویلی۔ سودرن مرہٹہ۔ ایسٹ دکن۔ میسور سٹیٹ۔ مہسانہ ریلوے۔ پنچ پندرا۔ دھاردہا۔ بنگال آسام۔ پٹنہ گیا۔ بنگال نارتھ ویسٹرن ریلوے روہیلکھنڈ کمایوں ریلوے۔ بھوپال اٹاہی ریلوے۔ بنیر وادہ توسیع۔ نظام سٹیٹ ریلوے۔ سودرن انڈین۔ میا درام سٹریٹ۔ حیدرآباد امرکوٹ (حیدرآباد سندھ) ایسٹرن بنگال۔ بنگال سنٹرل ریلوے۔ نال ہٹی۔ چھپرا کمپنی گنج (شیلانگ۔) جورہٹ (شیلانگ) برہما سٹیٹ ریلوے۔ ایسٹ کوسٹ ریلوے۔ وارجیلنگ ہمالیہ ڈبرو سادیہ (آسام ریلوے) کھم گاؤں سٹیٹ۔ امراؤتی۔ پٹیٹڈ۔ کولہاپور ریلوے راجپور سہنڈرا۔ جموں وسٹ آف انڈیا۔ بدتگیز ریلوے کمپنی۔ مارموگاؤ سپانڈیچری لاین مندرجہ ذیل لائنیں ساڑھے پانچ فیٹ کے پیمانہ پر ہیں :-

بمبئی بڑودہ۔ جی۔ آئی۔ پی۔ نارتھ ویسٹ۔ مدراس سٹیٹ۔ نظام سٹیٹ۔ بنگال ناگپور۔ ایسٹ انڈیا۔ انڈین مڈلینڈ۔ اودہ۔ سیندھیا۔ ڈھنڈ ونمار۔ اودھ و روہیلکھنڈ۔ انبالہ کالکا۔ تاپتی ویلی۔ ہلکر سٹیٹ۔

ساڑھے تین فیٹ پیمانہ کی لائنیں :- راجپوتانہ مالوہ۔ سودرن مرہٹہ۔ اور بھاؤنگر۔

اڑھائی فیٹ پیمانہ کی لائنیں :- انگلیشور۔ نندواد۔ گیکواڑ ڈبھوئی۔

۲ فیٹ پیمانہ کی لائنیں :- دارجیلنگ ہمالیہ۔ اور جورہٹ۔ ہندوستان میں بیس ہزار میل ریلوے لائن بچھی ہے۔

رینی گنٹا :- مدراس سے ۸۴ میل کے فاصلہ پر مدراس ریلوے کا جنکشن ہے۔ یوروپین مسافروں کے لئے ریفرشمنٹ روم اور خوابگاہ سٹیشن پر موجود ہے بیرونی سٹیشن دیسیوں کے لئے بھی آرام گاہ بنی ہوئی ہے۔ چودہ میل بیل گاڑی کی مسافت پر راجہ محل ہے جسے چندر گڑھی کے تلیگو راجاؤں نے بنایا تھا اسکی تعمیر کو چند صدیاں گذر چکی ہیں۔ محل مذکور سرتاپا سنگ سرخ کا ہے۔ اور اسمیں کڑی نام کو بھی استعمال نہیں کی۔ اس لئے یہ اپنی قسم کا عجیب محل ہے۔ اس کے

متصل رام محل ہے جو راجہ محل سے کسیقدر چھوٹا ہے۔سوتھ انڈین ریلوے
پینی گنٹا (مدراس ریلوے لاین) پر گذرتی ہے۔

س

سار:۔ کلکٹر اور جج کا ہیڈکوارٹر ہے جھیل وغیرہ بھی موجود ہے پار
کو اور شیوارائے گے باغات فتھوہ کو جانے کا ریلوے سٹیشن ہے۔

سارا گھاٹ:۔ جو دارجیلنگ کے راستہ میں واقع ہے۔یہاں جانے
والے مسافر ڈموکدیہ میں ٹرین سے اُتر کر کشتی کے ذریعہ سے دریا کو عبور کر کے
دوسرے کنارے پر پہونچتے ہیں اور یہی سارا گھاٹ ہے جہاں ایک اور
ٹرین انھیں دارجیلنگ جانے کے واسطے تیار ملے گی۔سیٹمر پر غذا ہم پہونچ سکتی
ہے۔سارا گھاٹ دراصل سٹیمر کا سٹیشن ہے اور پاپلوا سے ۲۲ میل کے فاصلہ پر ہے

ساگر:۔ آئی۔ایم ریلوے کے ساگر بینا شاخ پر بینا سے بفاصلہ ۴۷ میل
واقع ہے۔ممالک متوسط کا ایک شہر اور چھاؤنی ہے جو بندھیاچل کے سلسلہ کوہ
میں سطح سمندر سے ۱۹۴۰ فیٹ کی بلندی پر بسا ہوا ہے۔اس کے شمال مغربی
کنارے پر ایک میل چوڑی جھیل ہے جس کے نام سے یہ شہر موسوم ہے۔یہاں
مرہٹوں کا بنایا ہوا ایک اونچا قلعہ ہے۔جہاں سے شہر اور گرد و نواح کا بخوبی
نظارہ ہوسکتا ہے۔قلعہ مذکور اب سلح خانہ کے طور پر کام میں آتا ہے۔سول
سٹیشن اور چھاؤنی علے الترتیب جھیل کے شمال و مشرق میں واقع ہیں۔یورپینی
رجمنٹ کا ایک حصہ ایک توپخانہ۔دیسی رسالہ۔اور پیدل دستہ یہاں ساکن ہے۔آبادی
۴۴۷۶۴ یہاں ڈاک بنگلہ اور ڈاکخانہ قایم ہے۔

سانگلی:۔ بذریعہ ایس۔ایم۔ریلوے سانگلی روڈ سٹیشن سے تین میل کے
فاصلہ پر ہے۔دریائے کسٹنا پر ایک ریاست کا دارالحکومت ہے۔والی ریاست قلعہ
میں رہتا ہے۔شفا خانہ کے علاوہ مدارس و مکاتب بھی قایم ہیں۔

ستارا:۔ ستارا روڈ ریلوے سٹیشن سے دس میل کی مسافت رکھتا
ہے کرایہ ۵۔اور اڑھائی روپیے ہے۔دریائے کسٹنا اور بینا کی جائے اتصال

کے قریب واقع ہے۔ ستارا سول اور فوجی دونوں قسم کی آبادی رکھتا ہے
کسٹنا اور توڑنا گھاٹ کے مابین ایک ڈھلوان پہاڑ کی چوٹی پر مضبوط قلعہ بنا
ہوا ہے۔ ستارا کا نام سترہ (۱۷) سے نکلا ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ سترہ دیواریں
بروج اور دروازے رکھتا ہے۔ راجہ کے محل اور سب ڈویزنل ڈسٹرکٹ جج اور
مالی عدالتوں کے سوا ہائی سکول بھی قایم ہے چونکہ یہ سطح سمندر سے ۲۳۲۰ فیٹ بلند
ہے اور سمندر کی ہوا بھی آتی رہتی ہے۔ اس لئے ستارا نہایت خوشگوار مقام ہے
آبادی ۲۰۰۷۱۔ ڈاکخانہ اور ڈاک بنگلہ موجود ہے۔ ستارا روڈ سٹیشن پر شہر ستارا
کو جانیکے لئے تانگے بھی مل سکتے ہیں۔

سدھ پور:۔ احمد آباد کے شمال میں ۶۴ میل کے فاصلہ پر مقدس دریائے
سرسوتی کے کنارے پر بسا ہوا ہے۔ یہاں رودرمالا کے نام سے شیو کا ایک مندر
ہے۔ سدھ پور ایک مشہور متبرک مقام ہے۔ جہاں ہر طبقہ و ذات کے ہندو نہ صرف
مندر کے درشن کرنے بلکہ دریائے سرسوتی میں نہانے کے لئے آتے ہیں ایک مذہبی
درس گاہ بھی ہے۔ شمال میں بفاصلہ ۵ میل پٹن کا پرانا شہر ہے کہتے ہیں کہ ۱۰۰۰ء
میں یہ اٹھارہ میل کے گھیرے میں بسا ہوا تھا۔ اور متعدد مندروں کے علاوہ کئی
مدارس بھی جاری تھے۔ اس کی تجارتی وقعت کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ
محصول چنگی سے پانچہزار روپیہ روزانہ آمدنی ہوتی ہے۔ اب بھی بڑے چھوٹے
متعدد مندر موجود ہیں۔ جو دیکھنے کے قابل ہیں۔ سدھ پور کی آبادی ۴۰ ہزار ہے
جسکا آٹھواں حصہ جین ہیں ان کے کتب خانہ پٹن کے عجائبات میں سے ہیں کئی۔ ایک
لائبریری کی کتابیں پتوں پر لکھی ہوئی ہیں۔

سرنگاپٹم:۔ ریاست میسور کا یہ پہلے دارالحکومت تھا۔ دریائے کاویری
کے جزیرے میں واقع ہے جو تین میل طویل اور ایک میل عریض ہے۔ یہاں کا
قلعہ اسوجہ سے بہت بڑی تاریخی عظمت رکھتا ہے۔ کہ ٹیپو سلطان اور انگریزوں کی
باہمی لڑائیوں کا مرکز تھا۔ ۱۷۹۹ء میں جنرل ہیرس کے مقابلہ میں ٹیپو مارا گیا
اور امن وامان قایم ہوا۔ سیاحوں کے دیکھنے کے لئے یہاں متعدد دلچسپ مقامات
ہیں۔ قلعہ کے مشرق میں دریا پشت باغ میں ٹیپو کا گرمائی محل ہے۔ اس کی

دیواریں دیسی مصوروں کی دستکاری سے مزین ہیں۔ ایک جگہ حیدر علی و ٹیپو کے مقابلہ میں جنرل بیلی کی شکست کا مرقع دکھلایا ہے۔ سمت شرق اور آگے بڑھ کر نواح گنجام کے قریب لال باغ میں حیدر علی کا مقبرہ ہے۔ جسے ٹیپو نے تعمیر کروایا تھا۔ اس میں خود ٹیپو بھی مدفون ہے۔ اس کے آبنوسی دروازے جن میں ہاتھی دانت کا کام ہوتا ہے لارڈ ڈلہوزی نے ٹیپو کو بھیجے تھے۔ رانگا ناتھ سوامی کا مندر ٹیپو کی بنائی ہوئی جامع مسجد اور قلعہ کے اندرونی محلات دیکھنے کے قابل ہیں۔

سرینگر:۔ (دیکھو کشمیر)

سکندرآباد:۔ انگریزی فوجی چھاؤنی وریلوے سٹیشن حیدرآباد دکن کے شمال شرق میں چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ آبادی ۵۰ ہزار۔ سکندرآباد جو نظام سکندرجاہ کے نام سے موسوم ہے۔ ہندوستان میں سب سے بڑی فوجی چھاؤنی ہے جس میں حیدرآباد سبسڈیڈیری سپاہ کے علاوہ فوج مدراس کی بھی ایک رجمنٹ رہتی ہے یہاں کے کنوؤں میں پانی افراط سے نہیں ہوتا۔ چھاؤنی کے جنوب مغرب میں ایک بڑا مصنوعی تالاب حسین ساگر نامی ہے۔ تالاب مذکور گھیر میں تیرہ میل ہے سکندرآباد کا میدان پریڈ اسقدر وسیع و فراخ ہے کہ سات آٹھ ہزار سپاہی آسانی سے اس میں نقل وحرکت کرسکتے ہیں۔ اس کی دہنی جانب پبلک روم ہیں جس میں کھانا کھانے کے کمروں کے علاوہ تماشہ گاہ اور کتب خانہ بھی ہے۔ پاس ہی تھیٹر ہے خاص عمارات یہ ہیں:۔ عدالت گاہ۔ گرجائے سینٹ جان۔ بریگیڈ کا یتیم خانہ۔ انگریزی مدرسہ وکٹوریہ گھر۔ لائبریری۔ پڑھنے کا کمرہ۔ حیدرآباد۔ رائیفلز کلب۔ فری میسن لاج (سینٹ جان ۴۳۴) ڈاک بنگلہ وغیرہ۔ سکندرآباد کی اکثر سڑکوں پر سایہ دار درخت نصب ہیں۔ گرد ونواح کی سیر دلچسپ اور تفریح بخش ہے۔ تریملگھری میں انگریزی چھاؤنی ہے۔ اور بولارم جو سکندرآباد شمال میں ہے ملکی دفاتر رکھنے کے علاوہ حیدرآباد کنٹنجنٹ کا بھی جائے رہایش ہے۔

سکھر:۔ ضلع شکارپور کا ایک سب ڈویزن اور ریلوے سٹیشن ہے حکام کا ہیڈ کوارٹر دریائے سندھ پر، بھکری کے بالمقابل واقع ہے۔ شہر اور حکام کے مقام رہایش کے مابین سکھر کا قلعہ ہے اور کسیقدر جنوب کی سمت سندھ بیلہ نامی جنگل ہے

سکھر براہ دریا ملتان اور کوٹری سے پیوستہ ہے شاہ خیرالدین اور محمد معصوم کی درگاہوں (واقع چھاؤنی) کے سوا یہاں کوئی اور قابل دید مقام نہیں۔ ان درگاہوں کا گنبد ۹۰ فیٹ بلند ہے۔ جو کئی میلوں سے دکھائی دیتا ہے۔ ڈاک بنگلہ دھرمسالہ۔ اور ڈاکخانہ یہاں موجود ہے۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے کا لوکوموٹو کارخانہ بھی قایم ہے۔ آبادی ۱۳ ہزار گرمیوں میں سخت گرمی پڑتی ہے ریل کا معلق پل دیکھنے کے قابل ہے۔

سلی گوری:۔ دارجیلنگ سے ۵۱ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں اور ریلوے سٹیشن ہے جس میں ڈپٹی کلکٹر اور منصف کی عدالتیں۔ تھانہ۔ اور ایک ڈاک بنگلہ موجود ہے یہ ایک مضر صحت و بخار انگیز مقام ہے۔

سلیم:۔ ۶۷ ہزار کی آبادی کا ایک شہر ہے۔ ریلوے سٹیشن جو شہر سے ۴ میل کے فاصلہ پر سورامنگا ارم میں ہے ریفرشمنٹ روم رکھتا ہے۔ کوہستان شیوارائے یا رکود کو جانے کے لئے یہ موزوں سٹیشن ہے۔ ریلوے سٹیشن سے دامن گھاٹ تک ۷ میل کا راستہ ہے اس راہ کے طے کرنے کے لئے گاڑیاں مل سکتی ہیں۔ یہاں سے یارکود اور سات میل آگے ہے کرسی کے ذریعہ سے جسے حمال اٹھاتے ہیں پہاڑی راستہ قطع کیا جاتا ہے تمام سفر میں چار گھنٹوں میں اڑھائی سے چار روپیہ تک کے خرچ میں طے ہو جاتا ہے۔ لیکن کرایہ موسم کے لحاظ سے گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ مدراس کے سنٹرل سٹیشن سے چھ بجے شام کے روانہ ہو کر صبح کے تین بجے ۴۷ منٹ پر سلیم پہونچ جاتے ہیں۔ چھوٹی حاضری کھانے کے بعد صبح کے ۳۔ چار گھنٹے میں گھاٹیوں کی چڑھائی طے ہو سکتی ہے یارکود میں ڈاکخانہ کے علاوہ متعدد ہوٹل اور بورڈنگ ہوس موجود ہیں۔

سماسٹھ:۔ بہاول پور سے ۸ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں اور ریلوے سٹیشن یہاں ایک ڈاکخانہ بھی موجود ہے۔

سنبھل پور:۔ یہ ضلع اور ڈپٹی کمشنر کے رہنے کا مقام ہے تمام سال سخت گرمی پڑتی ہے۔ بنگال ناگپور کا ایک سٹیشن ہے جو ناگپور سے ۴۱۳ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ کرایہ ۳۹۔ اور سوا ستر روپیہ سنبھل پور سے دو سڑکیں کٹک کو جاتی ہیں

ایک براہ انگول اور دوسری براہ سونپور و کنٹا پور۔ جہاں سے فی دس میل ایک ڈاک بنگلہ ہے۔ کنٹا پور سے ایک اور سڑک کہرود کی سمت سے جاتی ہے۔ جہاں سیاہ بت خانہ دیکھنے کے قابل ہے۔ بہرام پور سڑک سے جھیل چلکا کشتی کے ذریعہ سے عبور کرکے برکول اور کھمبہ پہونچتے ہیں۔ بہرامپور کلکتہ سے کرسمس کی تعطیلات میں یوروپین اصحاب یہاں شکار کھیلنے کے لئے آتے ہیں۔ جہرسودہ سے دو گھنٹوں میں ۲۰ میل کا سفر طے کرکے سنبل پور پہونچتے ہیں۔ ٹرین کو سنبل پور میں داخل ہونے سے پہلے ایک دروازے پر جو سٹیشن سے تین میل کے فاصلہ پر ہے ٹھہر جانا پڑتا ہے یہیں مسافر آ جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ شہر کا قریب ترین راستہ ہے۔ اور ریلوے سٹیشن شہر سے بہت دور ہے۔ ریلوے سٹیشن پر ایک ڈاک بنگلہ موجود ہے۔

سندرا کے چشمے:۔ یہ گندہک آمیز گرم چشمے ڈکورا اور کیا ڈو بخ کے تقریباً وسط میں واقع ہیں۔ امراض جلدیہ کے لئے ان چشموں میں نہانا مفید سمجھا جاتا ہے ان چشموں کا زیادہ سے زیادہ ٹمپریچر ۱۱۵ درجہ کا ہے۔

سورت:۔ بی۔بی۔ وسی۔ آئی۔ ریلوے پر بمبئی سے ۱۶۷ میل کے فاصلہ پر دریائے تاپتی کے کنارے آباد ہے۔ خشکی کی سمت سے ساڑھے پانچ میل طویل دیوار سے محیط ہے۔ دیوار مذکور آجکل سخت مرمت طلب ہو رہی ہے بڑے بازار کے سوا جو سٹیشن سے قلعہ کو جاتا ہے دیگر بازار تنگ و پیچدار ہیں۔ ان میں سے بعض میں ۱۸۳۷ء کی خوفناک آتشزدگی کے آثار اب تک ہویدا ہیں۔ یہ آگ دو روز تک فرو نہ ہوئی تھی۔ جبکہ ۴۹ سے زائد جانیں تلف ہونے کے علاوہ ۹۳۷۳ مکانات جلکر خاکستر ہو گئے تھے۔ قلعہ اور ہسپتال یہاں کی بڑی عمارات سے ہیں۔ ۱۷۹۶ء میں سورت کی آبادی آٹھ لاکھ تھی۔ مگر جوں جوں بمبئی ترقی کرتا گیا سورت کی آبادی میں تنزل واقع ہوتا گیا۔ یہانتک کہ ۱۸۴۱ء میں بجائے آٹھ لاکھ کے اسی ہزار باشندے رہگئے۔ اس کے بعد سے اس نے ترقی کرنی شروع کی اور ۱۸۹۱ء میں سورت کی آبادی ایک لاکھ نو ہزار تک پہونچ گئی۔ یہاں کلکٹری کے دفاتر موجود ہیں۔ ۱۶۱۵ء میں سر ٹامس رو نے جسے جیمز اول شاہ انگلستان نے شاہجہاں کے دربار میں بطور سفیر کے بھیجا تھا۔ مغلیہ شاہنشاہ سے عہدنامہ کرنے

میں کامیاب ہوا جس کے بموجب انگریزوں نے سورت میں تجارتی کوٹھی بنائی۔ انکو خود اپنے مقدمات فیصل کرنے کا اختیار دیا گیا۔ انگلستان کا ہندوستان سے پہلا تعلق اسی کوٹھی کے ذریعہ سے ہوا۔ ۱۶۳۸ء میں سورت میں ۲۴۔ انگریزی تاجر اور افسر تھے۔ سال میں ایک مرتبہ آٹھ ماتحت کمپنیوں کے ایجنٹ پریزیڈنٹ کمپنی سورت کو حساب وکتاب دینے کے لئے آتے تھے۔ ۱۶۴۲ء میں اس کوٹھی کو فوجی وجوہات سے مستحکم بنایا گیا۔ ۱۶۴۶ء میں اس کمپنی کا ذخیرہ تجارت تراسی ہزار پونڈ کی مالیت کا تھا۔ بیس سال بعد ڈچ کے سوا کیونکہ انکو بھی یہاں کوٹھی بنانے کی اجازت ملگئی تھی انگلستان کی تجارتی ترقی نے دیگر تمام بیرونی اقوام کے کارخانجات کو ماند کر دیا ۱۶۶۸ء میں جب بمبئی کا قطعہ ملک کمپنی کے حوالہ ہوا۔ تو تجارتی کے مرکز کے بمبئی قرار پانے سے سورت کی رونق وآبادی کو سخت نقصان پہونچا۔

سوناگیر:۔ بذریعہ آئی۔ ایم ریلوے جھانسی ۲۳ میل کے فاصلہ پہ ہے متصل ریلوے سٹیشن ایک پہاڑ پر بہت سے مقبرے ہیں جنکی زیارت کے لئے دور دور سے لوگ آتے ہیں۔ یہاں سلیپر جوتیاں بکثرت بنتی ہیں۔ سوناگیر سٹیشن وٹینگ روم رکھتا ہے۔

سہارنپور:۔ این ڈبلیو ریلوے اور اودھ وروہیلکھنڈ ریلوے کا جنکشن ہے بمبئی سے ۱۰۰۱ میل کے فاصلہ پہ ہے کرایہ ۹۲۔ ۳۱۔ اور دس روپیہ ہے۔ یہ ضلع تحصیل ومینوسپلٹی رکھتا ہے۔ دمولا ندی کے کناروں پر ضلع وتحصیل کی عدالتیں واقع ہیں۔ آبادی ۶۳۱۹۴ یہ شہر مرطوبی سرزمین سے آباد ہے۔ خاص بازار میں تجارت ریل پیل سے انسان کو حیرت ہوتی ہے۔ جامع مسجد دہلی کے نمونہ پہ ایک خوبصورت مسجد جو حال میں تعمیر ہوئی ہے دیکھنے کے قابل ہے۔ یہ شہر نہر جمنا کے دفاتر کا ہیڈکوارٹر ہے۔ غلہ۔ اجناس۔ کھانڈ اور دیسی کپڑے کی تجارت یہاں بہت ہوتی ہے سرکاری باغ نباتات دلکش اور فراخ سڑکیں رکھتا ہے جسپر گاڑیاں بآسانی آجاسکیں۔ ہر سال موسم برسات میں زراعتی اور گھوڑوں کی نمائش ہوا کرتی ہے اور یہ دونوں نمائشیں ترقی کر رہی ہیں۔

سیبی:۔ درہ بولان کی لائین کوئٹہ کا جنکشن ہے ۱۸۸۱ء سے یہ برٹش گورنمنٹ

کے قبضہ میں ہے۔

سیتاپور:۔ روہیلکھنڈ وکمایوں ریلوے کا لکھنؤ سے ۵۲ میل کے فاصلہ پر ایک اسٹیشن ہے۔ شہر قلعہ سے تھوڑے فاصلہ پر چیترکوٹ کے دور کس پہاڑ پر دریائے پیاسانی کی جانب راست کاروی سے یہ مسافت ۵ میل واقع ہے خاص بازار لب دریا ہے دریا کے پاس مندروں کی قطار چلی گئی ہے۔ جن میں سے بعض کسیقدر قدامت رکھتے ہیں۔ اُن کی وجہ سے سیتاپور ہندوستان میں مقدس مقام سمجھا جاتا ہے۔ رمچندرکی بیوی سیتا کا یہاں قدیم مندر بنا ہوا ہے جس کیوجہ سے یہ شہر سیتاپور کے نام سے موسوم ہے۔ آبادی ۱۳۸۰۲ یہاں ایک ڈاک بنگلہ موجود ہے۔

سیتاکنڈ:۔ (گرم چشمے) دیکھو مونگیر کا حال۔

سیداپیٹ:۔ ضلع مدراس کا ایک قصبہ اور ضلع چنگلی پٹ کے کلکٹر کا ہیڈکوارٹر ہے اس کے نواح میں سڑک گونڈی پر سرکاری فارم (کھیت) ہے۔

سینٹ ٹامس (کوہ):۔ (واقع مدراس) سعیدہ پٹ اور کوہ سینٹ ٹامس کے مابین ریل دریائے ادیار کو عبور کرتی ہے ریلوے لاین کے جنوب مشرق میں ایک اور چھوٹا سا پہاڑ ہے جسپر رومن کیتھولک گرجا بنا ہوا ہے اور گھوڑدوڑ کا میدان ہے۔ کوہ سینٹ ٹامس سطح سمندر سے ۲۰۰ فیٹ بلند ہے۔ چوٹی کے قریب ایک ارمنین گرجا ہے۔ دامن کوہ میں چھاؤنی ہے۔ جس میں علی العموم ایک میدانی توپخانہ مقیم رہتا ہے۔ یہاں ڈاک خانہ موجود ہے۔

سینتھیا:۔ براہ مدناپور (اسٹیٹ کورٹ) کلکتہ کی سیدھی ریلوے لاین کا جنکشن ہے آبادی ۲۲۶۰ ۔ یہاں نیل کے کارخانوں کے سوا نمک کی ایجنسی بھی ہے۔

سیہور:۔ آئی۔ ایم ریلوے کا ایک قصبہ ہے جو بھوپال سے ۲۳ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ بھوپال بٹالین اور پولیٹکل ایجنسی کا ہیڈکوارٹر ہے سیہور ململ کے چھاپہ کے لئے مشہور ہے ڈٹنگ روم۔ ڈاک بنگلہ کے علاوہ ایک سرائے بھی ہے۔ ڈاکخانہ کھلا ہوا ہے۔

سیالکوٹ:۔ وزیرآباد اس کا جنکشن سٹیشن ہے۔ سیالکوٹ ایک تجارتی شہر ہے۔ اور یہاں کا کاغذ مشہور ہے شال اور دریاں بھی بنتی ہیں سیالکوٹ میں ایک عمدہ ڈاک بنگلہ موجود ہے۔

ش

شارانور:۔ بذریعہ مدراس ریلوے ۹ د ۳ میل مدراس سے اور ہے کرایہ ساڑھے بائیں اور سوا گیارہ روپیہ۔ کوہین کے مسافر اس سٹیشن پر اتر کے آگے کشتیوں میں سفر کرتے ہیں۔ سٹیشن ریفرشمنٹ روم رکھتا ہے۔ تریچراد کوئیلان کی فوجی چھاؤنیوں کو جانیکا یہ قریب ترین ریلوے سٹیشن ہے۔ شارانو میں ایک ڈاک بنگلہ موجود ہے۔

شکارپور:۔ ۱۶۱۷ء میں یہ آباد ہوا تھا۔ سندھ پر ایک تجارتی شہر ہے جو سکھر کے شمال مغرب میں ۲۴ میل کے فاصلہ پر واقع ہے آبادی ۴۲ ہزار۔ جس میں زیادہ تر ہندو ہیں۔

شملہ:۔ گورنمنٹ ہند کا گرمائی صدر مقام ہے جو سطح سمندر سے ۷ ہزار سے آٹھ ہزار تک کی بلندی پر واقع ہے۔ یہ کوہ ہمالیہ کا ایک جزو ہے صرف یہانکا نظارہ ہی دلفریب نہیں بلکہ یہ اعلیٰ درجہ کا تابستانی صحت گاہ بھی متصور ہوتا ہے موسم گرما کے شروع ہوتے ہی حضور وائسرائے اور انکا عملہ شملہ چلا جاتا ہے۔ سرما میں شملہ ویران اور سونا ہو جاتا ہے۔ یورپین حکام کے مکانات ہلال کی شکل میں پہاڑ پر پانچ میل تک پھیلے ہوئے ہیں۔ جہاں سے آس پاس کا منظر نہایت تفریح بخش ہے انبالہ کا میدان۔ سپاٹو اور کسولی کے پہاڑ اس کے جنوب میں چھوڑ کر مشرق میں اور برف پوش پہاڑ شمال میں واقع ہیں۔ آبادی جو زیادہ تر اہل ہنود کی ہے۔ پندرہ و بیس ہزار متنفسوں کے مابین ہے۔ دہلی انبالہ کالکا ریلوے کالکا میں ختم ہو جاتی ہے۔ اس سے آگے ۵۷ میل تانگے پر سفر کر کے شملہ پہونچتے ہیں یہ سڑک وسیع و فراخ ہے۔ دفتر تانگہ کالکا (دیکھو کالکا) اور شملہ میں ہے۔ سڑک مابین شملہ و کالکا پر دھرم پور۔ ڈگشائی اور سولون میں ڈاک بنگلہ موجود ہیں، ۵ میل

تانگہ کے ذریعے سے طے کرنے میں آٹھ گھنٹے صرف ہوتے ہیں۔ سرکاری اور پبلک دفاتر بھی شملہ میں ہیں۔ انڈیل کا وسیع میدان پہاڑ سے بارہ سو فیٹ نشیب میں واقع ہے۔ جہاں گھوڑ دوڑ ہوا کرتی ہے۔ اور کرکٹ بھی یہیں کھیلتے ہیں۔ غرضیکہ شملہ میں سیاح کو ہر سمت غیر محدود سیرگاہیں اور دلچسپ و قابل دید مقامات مل سکتے ہیں۔

لارڈ امہرسٹ پہلے گورنر جنرل ہند تھے۔ جنہوں نے ایک مختصر سے سٹاف کے ساتھ ۱۸۲۷ء میں موسم گرما شملہ میں بسر کیا تھا۔ لیکن لارڈ لارنس کے ۱۸۶۴ء سے اسے مستقل طور پر گورنمنٹ ہند کا گرمائی صدر مقام بنا لیا۔ گورنمنٹ مذکور کے دفاتر سکرٹریٹ بھی موسم مذکور میں یہاں بننے لگے۔ لارڈ رپن نے نئے وائسریگل محل کا بنیادی پتھر رکھا۔ جو لارڈ ڈفرن کے عہد میں درجہ تکمیل کو پہونچا۔ اکونٹنٹ جنرل۔ پبلک ورکس سکرٹریٹ۔ ایگزیکٹیو انجنیر۔ ڈائرکٹر جنرل ریلوے۔ لیجس لیٹو کونسل۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ سرجن جنرل۔ کمسریٹ۔ ایڈوکیٹ جنرل۔ کمانڈر انچیف کوارٹر ماسٹر جنرل۔ خبر رسانی۔ مال۔ زراعت پیمایش وغیرہ کے اعلیٰ محکمہ جات بھی موجود ہیں۔ تماشا گاہ۔ کمرہ ہائے موسیقی و رقص وغیرہ بھی بنے ہوئے ہیں۔ شملہ کی سرنگ جو ہندوستان اور تبت کی سڑک کہلاتی ہے دیکھنے کے قابل ہے مشہور دلچسپ سیرگاہ ہے۔ یونائیٹڈ سروس کلب اور نیو کلب یہاں قایم ہیں۔ اول الذکر کوونیننڈ سروس کے ممبروں اور فوجی ملازموں کے لئے مخصوص ہے۔

شیورلے (کوہ):۔ (دیکھو سلیم) سٹیشن ماسٹر سلیم کو سواری کے لئے پیشتر سے اطلاع دینی چاہیئے۔ تاکہ وہ ریلوے سٹیشن سے دامن کوہ تک ۲ میل کی مسافت طے کرنے کے لئے گاڑیوں کا انتظام کر رکھے۔ دامن کوہ سے پانچ میل چڑھائی کا راستہ طے کرکے پرکوہ پہونچتے ہیں۔ اس چڑھائی کے لئے سواری کا بھی ریلوے سٹیشن پر ہی انتظام کر لینا چاہیئے۔ دامن کوہ میں مسافروں کے ٹھیرنے کے لئے ڈاک بنگلہ بنا ہوا ہے لیکن یہاں غذا نہیں ملسکتی۔ اس لئے کھانا اپنے ہمراہ لانا لازم ہے۔ یرکود گو ایک چھوٹا سا سٹیشن ہے مگر اس میں ایک ہوٹل اور دو بورڈنگ ہوس مسافروں کے لئے بنے ہوئے ہیں۔ یہ سطح سمندر سے

۴۳۰۰ فیٹ بلند ہے۔ اور سرد و خوشگوار آب و ہوا رکھتا ہے۔ لنگاپور میں جو چار ہزار فیٹ سطح سمندر سے بلند ہے۔ قہوہ کے بہت سے باغات ہیں۔

ص

صاحب گنج:۔ یہ قصبہ دریائے گنگا کے داہنے کنارے پر آباد ہے اور ۱۱۲۹۲ متنفسوں کی آبادی رکھتا ہے۔ یہ بنگال ناگپور ریلوے کے احسام بہار سکشن (حصہ) سے بذریعہ دخانی کشتی کے پیوستہ ہے صاحب گنج کے مغرب کے مسافروں کے لئے دارجیلنگ جانیکا مندرجہ بالا راستہ سب سے قریب ترین ہے ڈاک بنگلہ سٹیشن کے قریب ہے۔ اور دیسیوں کے قیام کے لئے دریا کے کنارے پر ایک دہرمسالہ بنی ہوئی ہے۔ صاحب گنج سبائی گھاس کی بہت بڑی منڈی ہے۔ جو اس گھاس کو سکھا کر اور دبا کر کاغذ سازی کے کارخانوں میں بھیجا جاتا ہے۔ صاحب گنج سے سات میل کے فاصلہ پر برلب دریا پرانے قلعہ تو بیا گڈھ (یا گاڑی) کے کھنڈرات ہیں یہ قلعہ زمانہ سابق میں بنگال کی کنجی متصور ہوتا تھا۔

ع

علیگڈھ:۔ ای۔ آئی ریلوے کا جنکشن۔ الہ آباد سے ۳۱۲۔ اور بمبئی سے ۹۰۴ میل کے فاصلہ پر واقع ہے موخر الذکر مقام سے ۳۵ گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ علے الترتیب ۵۸۔ ۲۹۔ اور گیارہ روپیئے ہے۔ چندوسی جانیوالے مسافر یہاں گاڑی بدلتے ہیں۔ الہ آباد ۱۳ گھنٹے کا رستہ ہے۔ ریفرشمنٹ اور ویٹنگ روم کے علاوہ علیگڈھ سٹیشن پر ڈاک بنگلہ بھی ہے۔ "ای۔ آئی" "آئی۔ ایم" "بی۔ بی" اور سی۔ آئی۔ ریلوں کے جنکشن ٹنڈلہ۔ اور آگرہ بریج سے علیگڈھ ۴۹ میل کی مسافت رکھتا ہے۔ یہ ممالک مغربی و شمالی کا ایک ضلع ہے۔ قلعہ اور سول سٹیشن عظیم الشان اور خوبصورت شہر کوئل کے متصل واقع ہے۔ وسط شہر میں پرانے قلعہ رو ڈ کی مرتفع سطح ہے جہاں اب ثابت خاں کی مسجد بنی ہوئی ہے۔ ۴ ستمبر کو یہ قلعہ انگریزوں نے سخت جنگ و جدل کے بعد فتح کیا تھا۔ سرکاری عمارت عدالتوں۔

محمڈن اینگلو اورنیٹل کالج - اینگلو ورنیکولر سکول جیل - گرجا - اور شفا خانہ کے سوا ریلوے تار آفس بھی ہے یہاں کی خاص تجارتی چیز روئی ہے جس کے دبانے کے متعدد دیسی اور یوروپین کارخانے ریلوے سٹیشن کے متصل جاری ہیں -

غ

غارین :- (۱) غار لینا متصل ناسک ۴۰ فیٹ طویل ۲۹ فیٹ عریض اور ۱۰ فیٹ بلند ہے (۲) غار ہائے کناوی :- بوریلی سٹیشن سے بفاصلہ پانچ میل بی بی - وسی - آئی - ریلوے پر واقع ہیں ان غاروں کی تعداد ۱۰۹ ہے (۳) بھانجا - پچھورا سٹیشن سے ۳۰ میل ۹ سے ۱۲ گھنٹے کا راستہ ہے فرید پور میں جو غار ہائے مذکور سے چار میل کے فاصلہ پر ہے - ڈاک بنگلہ موجود ہے - بڑا غار نصف میل طویل ہے اور بھی کئی ایک غار اس سے متعلق ہیں - (۴) ایلورا متصل اورنگ آباد (ریاست نظام) (۵) جگیشور :- بی - بی - وسی - آئی - ریلوے کے سٹیشن گرگانوں سے ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے - ۳۲ فیٹ طول اور ۲۰ فیٹ عریض (۶) بیدامس الفنٹا :- فارم :- داما وہٹ :- پکٹ :- کوگون :- بنگلی :- غاروں کے لئے سونمین (دیکھو برہما) کے حالات دیکھو - (۷) مونٹیزیر :- جسے منڈاپیشور بھی کہتے ہیں ۵۰ فیٹ طول ۱۰ فیٹ عریض ہے - دوسرا غار ۴ فیٹ لمبا اور ۱۴ فیٹ چوڑا ہے - بمبئی سے بذریعہ بی - بی - وسی - آئی ریلوے ساڑھے بائیس میل اور بوریولی سٹیشن سے ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے - بوریولی میں ویٹنگ روم موجود ہے (۸) بہومر :- (دیکھو چالیس گاؤں) خاص خاص غاروں کا حال اس کتاب میں علیحدہ علیحدہ لکھا گیا ہے -

غازی آباد :- میرٹھ شہر سے بفاصلہ ۲۸ میل ایک قصبہ و میونسپلٹی اور ریلوے جنکشن ہے - کلکتہ سے ۸۴۱ میل دور اور ۲۹ گھنٹے کا راستہ ہے کرایہ ۸۸ - ۴۴ - اور ۱۲ روپیہ ہے بمبئی سے بفاصلہ ۹۰۰ میل و ۳۷ گھنٹے کا سفر ہے - کرایہ ۶۱ - ۳۰ - اور دس روپیہ ہے - مدراس سے فاصلہ ۱۵۰۱ میل اور کرایہ ۹۹ - ۴۹ - اور ۲۰ روپیہ ہے - غازی الدین وزیر دہلی نے یہ قصبہ بسا کر اسکا نام اپنے نام پر غازی رکھا تھا - یہاں متعدد سرائیں تحصیل - منصفی - سکول - مدرسہ - میونسپل ہال - پولیس

چوکی۔ چند مساجد اور متعدد مندروں کے علاوہ اب ریلوے کے گرد و نواح میں بہت سی بارکیں بنگلے۔ اور مکانات یورو پین اور دیسی ملازموں کے لئے بن گئے ہیں۔ یہ قصبہ غلہ کی بہت بڑی منڈی ہے۔ ہفتہ میں ایک مرتبہ چرمی اسباب کا بازار لگتا ہے۔

ف

فتح آباد:۔ ریاست گوالیار میں اجین کا جنگشن ہے۔ آبادی ۳۴۶۹۱ قصبہ کے گرد دیوار کھینچی ہوئی ہے۔ راجہ کا یہاں ایک محل بھی ہے۔ پرانا قلعہ منادر اور مساجد کے کھنڈر جا بجا نظر آتے ہیں۔

فتح پور:۔ کلکتہ سے ۳۲ کے فاصلہ پر انیس گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۵۹-۳۰ اور آٹھ روپئے بمبئی سے بفاصلہ ۹۱۷ میل اور ۳۴ گھنٹے کا سفر ہے کرایہ ۶۶-۳۴ اور ۱۳ روپیہ ہے بذریعہ ای۔ آئی۔ ریلوے الہ آباد سے ۳ میل دور ہے یہ کلکٹری اور ضلع کے دفاتر رکھتا ہے نیز ایک ڈاک بنگلہ بھی ہے۔

فرخ آباد:۔ ۰۰ ہزار کی آبادی کا شہر ہے۔ پانی با فراط اور تجارت خوب چمکی ہوئی ہے۔ ومحلات کے کھنڈرات قلعہ اور ایک بڑی دیوار قابل دید ہے یہاں ایک ٹکسال بھی تھی۔ جس میں ۱۸۲۴ء سے پہلے روپئے مضروب ہوتے تھے اور فرخ آبادی روپیہ کے نام سے مشہور تھے۔

فرنچ چٹانیں:۔ جو ایس۔ ایم ریلوے پر بنگلور سے بفاصلہ ۵ میل ہیں ان کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حیدر علی اور سلطان کی فرنچ سپاہ ان چٹانوں پر رہتی تھی۔ اس کا دیسی نام ہردوی ہے۔ چند سال گذشتہ تک یہاں ایک چھاؤنی تھی شمال مغربی سڑک بنگلور الی کو جاتی ہے۔ جہاں سابق برٹش رزیڈنٹ مسٹر دب کی یادگار بھی ہوئی ہے۔ چنکوالی بھی ایک خونریز لڑائی کا منظر دیکھ چکا ہے۔ جس میں مرہٹوں نے حیدر علی کو شکست دی تھی۔ یہ قسمت شمال سراونا اور بناکولہ کے حسین دیہات سیر کے لایق ہیں۔ جہاں گومالتوارہ کا ایک بہت بڑا بت پہاڑ پر بنا ہوا ہے جو زمانہ قدیم کی نہایت عجیب یادگار ہے اور علاوہ بریں اور بھی کثیر التعداد جلیلی منادر ہیں۔

فیروزپور:۔ بمبئی سے ۱۰۷۹ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور ۵۵ گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۶۷ - ۳۳ - اور گیارہ روپیئے ہے۔ کلکتہ سے ۱۲۴۷ میل دور اور ۵۵ گھنٹے کا سفر ہے۔ کرایہ ۱۱۲ - ۵۶ - اور ۱۵ روپیہ ہے۔ یہ ایک بڑا شہر تحصیل۔ ضلع۔ اور چھاؤنی ہے۔ یہاں میونسپلٹی بھی قایم ہے۔ اور دریائے ستلج سے ساڑھے تین میل کے فاصلہ پر آباد ہے۔ فیروز شاہ شہنشاہ دہلی نے سنہ ۱۳۵۱ء میں یہ شہر بسایا تھا۔ یہ اب ایک بڑی تجارت گاہ ہے۔ خاص بازار وسیع اور عریض ہیں۔ شہر اور چھاؤنی کے علیحدہ علیحدہ ریلوے سٹیشن ہیں۔ ان دونوں میں دو میل کا فاصلہ ہے۔ سرکاری عمارات عدالت ضلع خزانہ پولیس چوکی۔ پوسٹ آفس جیل۔ ٹاون ہال۔ شفاخانہ۔ اور سکول پر مشتمل ہیں موخرالذکر اس سڑک پر واقع ہے۔ جو شہر اور چھاؤنی کو ملاتی ہے۔ سنہ ۴۶-۱۸۴۵ء کے جنگ ستلج کے انگریزی مقتولوں کی یادگار ہیں۔ جو گرجا تعمیر کیا گیا تھا۔ تاریخی دلچسپی کے لحاظ سے وہ بھی دیکھنے کے قابل ہے۔ اس گرجے کو غدر سنہ ۱۸۵۷ء میں باغیوں نے مسمار کر دیا تھا مگر غدر کے بعد یہ از سرنو تعمیر کیا گیا۔ چھاؤنی جو شہر کے جنوب میں دو میل پر آباد ہے۔ اس کو سپاہیوں کی تعداد بہت کچھ کم کر دی گئی ہے۔ یہاں کا سلح خانہ تمام پنجاب کے سلح خانوں سے بڑا ہے اور اس میں جنگ کا بکثرت سازو سامان جمع ہے۔ غلہ اور دیگر زرعی پیداواریں یہاں کی اشیاء تجارت ہیں۔ ڈاکخانہ وغیرہ بھی موجود ہے۔

فیض آباد:۔ اودھ روہیلکھنڈ ریلوے پر بمبئی سے ۹۶۵ میل اور ۳۷ گھنٹے کا راستہ ہے کرایہ ۶۰ - ۳۰ - اور ۱۴ روپیہ ہے کلکتہ سے بفاصلہ ۵۹۹ میل اور تقریباً ۲۰ گھنٹے کا سفر ہے۔ کرایہ ۵۳ - ساڑھے چھبیس اور آٹھ روپیئے ہے۔ سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم موجود ہے۔ نہایت نزدیک و ارزاں ترین اور بسرعت تمام فیض آباد پہنچانیوالا راستہ انڈین مڈلینڈ ریلوے پر اٹارسی۔ کانپور اور لکھنؤ کیطرف سے ہے

ق

قلات:۔ ریاست قلات (بلوچستان کا دارالحکومت اور ایک پولیٹیکل ایجنسی) ہے یہ سطح سمندر سے ۶۸۰۰ فیٹ بلند ہے۔ براہ میجک قلات پہونچتے ہیں۔ یہاں

گرم کپڑوں کی ضرورت ہوتی ہے۔آبادی چودہ ہزار۔۱۸۳۹ء میں جنرل ونسٹائر اور ۱۸۴۲ء میں جنرل ناٹ یہاں کے قلعہ پر متصرف ہو گئے تھے۔

ک

کابل :- افغانستان کا دارالخلافہ ہے۔اور ڈکین ۱۸۳۹ء میں براہ درہ بولان وغزنی کابل کو فتح کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے۔۱۸۴۱ء میں انگریزی سفیر سرالے بروس کے مقتول ہونے کے بعد ایک ماہ کے اندر جنرل میگناٹن بھی مارے گئے جسپر پانچہزار انگریزی سپاہ اور تیرہ ہزار شاگرد پیشہ کو ابتدائے جنوری ۱۸۴۲ء میں براہ خیبر واپس آنا پڑا۔اور ۱۲ جنوری تک بھوک سرما سے اور دشمنوں کے حملوں سے ایک سپاہی کے سوا تمام فوج تلف وضایع ہو گئی دوست محمد خاں کے انتقال کے بعد امیر شیر علیخاں نے جنوری ۱۸۶۹ء میں اپنے بھائی کو شکست دی ۲۷-مارچ کو امیر شیر علیخاں کی اپنی خواہش کے بموجب لارڈ میو نے انبالہ میں امیر سے ملاقات کی جنکی غرض یہ تھی کہ امیر کی سلطنت کو افغانستان میں بطور آزاد بادشاہ کے استحکام دیا جائے۔گورمنٹ انگریزی نے سر ایل کو گناری کو سفیر بناکر کابل بھیجا۔۳ ستمبر ۱۸۷۹ء کو سر کو گناری اور سفارت کے دیگر ممبروں کو افغانوں نے مار ڈالا۔۱۸۷۹ء میں اور پھر ۳ ستمبر ۱۸۸۰ء کو یعقوبخاں کے لشکر کو لارڈ رابرٹس نے شکست دی۔یعقوب خاں کو معزول کر کے امیر عبدالرحمن خاں کو تخت کابل پر بٹھایا گیا۔جسکو گورمنٹ ہند سے وظیفہ ملتا ہے اور جو بظاہر ابتک گورمنٹ ہند کا دوست ہے۔

کاٹھا :- (برہما) یہاں سے مسافر بذریعہ دخانی کشتی ۴۸ گھنٹے میں بھامو پہونچ سکتے ہیں۔منڈالے سے بذریعہ ٹرین امرتاپورہ وہاں سے دریا کو کشتی سے عبور کر کے ماہ جاتے ہیں۔یہاں ٹرین میں سوار ہو کر کاٹھے پہونچ جاتے ہیں۔جو ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔کاٹھا میں ایک ڈاک بنگلہ موجود ہے۔بیل گاڑی کے سوا اور کسی قسم کی سواری نہیں ملتی۔

کاٹ پدی :- جلار پیٹ جنکشن سے بفاصلہ ۱۵ میل بنا ہوا ہے اسکے

جنوب میں بفاصلہ، ۵ میل سوتھ انڈین ریلوے پر ترنکو بالی واقع ہے جہاں کا مندر مشہور آفاق ہے۔ مدراس ریلوے کے سٹیشنوں پر مسافر ترنکوبالی تک تھرڈ ٹکٹ لے سکتے ہیں۔ کاٹ پدی سے دو میل کے فاصلہ پر دریائے پالڈر پر تقریباً نصف میل طویل خشتی پل بنا ہوا ہے۔ اول و دوم درجہ کے مسافروں کے لئے کاٹ پدی میں ویٹنگ و ریفرشمنٹ رومز موجود ہیں۔ متصل سٹیشن ہر شنبہ کو میلہ لگتا ہے۔

کاٹھ گودام:۔ روہیلکھنڈ و کمایوں ریلوے پر بریلی سے ۶۶ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ نینی تال جانیکا قریب ترین ریلوے سٹیشن ہے۔ بمبئی سے ۱۱۹۰ میل اور ۵۶ گھنٹوں کا راستہ ہے۔ کرایہ ۷۶۔ ۳۸۔ اور ستره روپیئے ہے۔ کلکتہ سے ۹۱۹ میل دور اور ۳۰ گھنٹے کا سفر ہے۔ کرایہ ۷۶۔ ۳۸۔ اور ۱۲ روپیئے ہے سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم موجود ہے۔

کاویری:۔ ایس۔ آئی۔ ریلوے رپانڈیچیری نیلور شاخ) کا ایک سٹیشن ہے یہاں وشنو کا ایک مندر ہے۔ جس جگہ فروری کے آخر میں میلہ ہوا کرتا ہے۔ مسافروں کے ڈاک بنگلہ موجود ہے۔ گیہوں۔ اناج۔ چولام۔ کمبو۔ تخم ارنڈ۔ املی۔ یہاں کی خاص پیداوار ہے۔ نیز یہاں درختوں کی چھالوں کو دباغت دیجاتی ہے۔

کارجات:۔ بذریعہ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے بمبئی سے ۲۶ میل دور ہے۔ کرایہ ۱۴۔ ۷۔ اور ۲ روپیئے۔ اس کا سٹیشن بور گھاٹ کے دامن میں واقع ہے۔ گرد و نواح کا کوہی نظارہ نہایت دلکش اور تفریح انگیز ہے۔

کارلی کے غار:۔ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے کے ذریعہ سے لنولی جاتے ہیں۔ وہاں سے پانچ میل کے فاصلہ پر یہ غار واقع ہیں۔ بڑے غار کی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ یہ دوسری عیسوی صدی کی ابتدا میں کھودا گیا تھا۔ یہ پہاڑ کے اس مخروطی پہلو کے دو تہائی حصہ میں ہے۔ جو سطح زمین سے آٹھ سو فیٹ بلند ہے۔ غار مذکور کو درختوں اور جھاڑیوں میں سے ہوکر راستہ جاتا ہے۔ یہ غار ایک مستطیل گرجے کیصورت پر ہے۔ اور اس کے پہلوؤں پر راستے بنے ہوئے ہیں مربع چھت ۱۸ ستونوں پر قایم ہے اندرونی حصہ عمدہ حالت میں ہے۔ اس بڑے

غار کے سوا اور بھی بہت سے چھوٹے چھوٹے غار اور کمرے ہیں جن میں سے بعض میں بت بھی تراشے ہوئے ہیں ۔

کاروی :- آئی - ایم - ریلوے پر مانک پور سے بفاصلہ بیس میل بسا ہوا ہے۔ سٹیشن پر وٹنگ روم موجود ہے قصبہ کے ایک عظیم الشان اور وسیع محل میں جو بارا کے نام سے مشہور ہے۔ نراین راؤ کا ذی اثر و نامور خاندان رہتا ہے جو غدر ۱۸۵۷ء میں آٹھ ماہ تک یہاں حکمراں رہا۔ اس خاندان کا جمع کیا ہوا خزانہ جو بعد میں "کاروی و باندا کے انعامی راسے کے نام سے مشہور ہوا۔ اس محل بارا کے ایک گنبذ میں رکھا ہوا تھا۔ کاروی کا قصبہ ممالک مغربی و شمالی میں باندا کے ضلع میں واقع ہے۔

کاشمیر یا کشمیر :- کشمیر یا سرینگر۔ راولپنڈی سے ۱۹۰- اور کوہ مری سے ۱۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ سڑک کشمیر پر سفر کرنے کا عمدہ وقت دن کا پہلا نصف حصہ ہے۔ راولپنڈی سے مری (۴۲) کو ایسے وقت روانہ ہونا چاہیئے کہ وہاں چھ بجے پہونچ جائیں۔ ایک گھنٹہ آرام لیکر ساڑھے دس بجے دن کے کوہالہ (۲۵ میل) اور پھر پانچ گھنٹے میں دیول پڑاؤ سے گذر کر بقام گڑھی پہونچ جائیں کھانا کھا کر آرام کریں دوسری صبح کو سات گھنٹے سفر کرکے بارہ مولا پہونچیں۔ وہاں سے کشتی میں سوار ہوکر سرینگر میں داخل ہو جائیں۔ یہ بحری سفر نہایت خوشنما و فرحت بخش ہے۔ بارہ مولا سے سرینگر تک تانگے کا بھی راستہ ہے۔ جس میں تین گھنٹے صرف ہوتے ہیں۔ کوہالہ سے بارہ مولا تک تقریباً سو میل دریائے جہلم صاف نظر آتا ہے۔ کنارہ سڑک پر سپیدا کے درخت استادہ ہیں۔ جو سرو کیطرح لمبے اور سیدھے ہیں۔ اگرچہ سرینگر میں ڈاک بنگلہ موجود ہے مگر ارزاں رہایش کا طریق یہ ہے کہ ایک کشتی کو معہ چار ملاحوں کے چالیس سے سوا سو روپیہ ماہوار تک اپنی رہایش و خدمت کے لئے مخصوص کیا جائے۔ باوامی باغ اور گوپ گڈھ قابل دید مقامات ہیں۔ گوپ گڈھ میں یوروپین اصحاب کے لئے بنگلے بنے ہوئے ہیں۔ نیز یہاں سے جھیل ڈل کا بھی اچھی طرح نظارہ ہوسکتا ہے۔ یہ جھیل جو پانچ میل طویل اور دو میل عریض ہے بذریعہ کشتی اس کی سیر میں کئی روز صرف کئے جاسکتے ہیں ۔

جھیل کے کنارہ پر متعدد دیہات اور قدیمی عمارات و باغات ہیں۔ جن میں سے بعض یہ ہیں نسیم باغ۔ نشاط باغ۔ شالامار باغ۔ سونامنکا۔ حضرت بل اور حسن آباد۔ بہتی ہوئی زمین بھی کچھ کم حیرت افزا نہیں۔ انسان کو اپنے پاؤں کے نیچے زمین جنبش کرتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ سرینگر سے سیاح کشتی کے ذریعہ جھیل اور اُس کے گرد و نواح کے سبزہ زار کا معائنہ کرتا ہوا اسلام آباد۔ اچھبل۔ مارتنڈ۔ بھوان۔ وغیرہ دیہات میں جا سکتا ہے۔ دریا کے کنارے کے دیہات سے ہر روز سامان غذا خریدا جا سکتا ہے۔ یہ غلہ و اجناس و اشیاء اسقدر ارزاں ہوتے ہیں کہ ہندوستان کے کسی اور شہر میں اس کی نظیر نہیں پائی جا سکتی۔ گلمرغ سرینگر سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ کوہی مقام ہے۔ سیاحوں کو یہاں اپنے ساتھ کپڑے لیجانے چاہئیں اس سے چودہ میل آگے مقام میں ایک نفیس بنگلہ ہے۔ برف پوش پہاڑیوں کا سلسلہ جو گلمرگ کے پاس سے شروع ہوتا ہے قابل دید ہے۔ مگر اس کی سڑک دشوار گذار ہے اور صرف ٹٹو چل سکتا ہے جسکا انتظام درخواست کرنے پر ایجنسی بار برداری کر سکتی ہے۔ گلمرگ میں بھی ایک ہوٹل ہے۔ چاندی اور تانبے کے منقش ظروف۔ شال۔ قالین وغیرہ تیار ہوتے ہیں بہرکیف کشمیر کا نظارہ نہایت شاندار ہے۔

کالا سا مدرام:۔ ایس۔ آئی۔ ریلوے (پانڈیچری نیلور برنچ) کے بکالا دہرما درم جنکشن سے لاین جاتی ہے۔ یہ ایک گاؤں ہے جو سٹیشن سے نصف میل کے فاصلہ پر ہے آس پاس کی پہاڑیوں پر۔ ہرن۔ ریچھ۔ اور چیتے کا بکثرت شکار ملتا ہے۔ خاص پیداوار گیہوں۔ دھان۔ ارنڈ کا بیج۔ چولام۔ کمبو وغیرہ ہیں۔

کالاہاستی:۔ ایس۔ آئی۔ ریلوے۔ (پانڈیچری نیلور برنچ) پر ایک دیسی ریاست ہے۔ راجہ کالاہاستی میں رہتا ہے جو سٹیشن سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔ کالاہاستی نیلور سے ۱۶۰ میل کی مسافت رکھتا ہے۔ شہر اور سٹیشن کے مابین دریا بسوارنا مکھی بہتا ہے چڑھاؤ کے موقع پر اسے کشتیوں کے ذریعہ سے عبور کرنا پڑتا ہے۔ سری کالاہاستی سوامی کے مندر پر سالانہ میلہ ہوتا ہے۔ جس میں

بکثرت جاتری حصہ لیتے ہیں۔ یہاں ایک ڈاکخانہ کھلا ہوا ہے۔

کالکا:۔ شملہ جانے کا سٹیشن ہے جو کلکتہ سے ۱۱۱۶ میل اور ۳۹ گھنٹے کا راستہ ہے کرایہ ۱۰۸-۴-۵۔ اور پندرہ روپئے ہے بمبئی سے ۱۰۵۲ میل دور اور ۵۹ گھنٹے کا سفر ہے۔ کرایہ ۴-۷-۳۷۔ اور بارہ روپیئے۔ دہلی انبالہ۔ کالکا۔ ریلوے کا انتہائی مقام ہے۔ کالکا سے مسافر یا تو اکپرس یا معمولی تانگے کے ذریعہ سے شملہ جاتے ہیں۔ اکپرسس کی صورت میں تمام تانگے کا کرایہ پیشگی ادا کرنا پڑتا ہے تانگہ۔ فٹن۔ اور گاڑیاں۔ اکپرس کے طور پر منتخب کیجا سکتی ہیں۔ سیاح کو اکپرس کی روانگی کیوقت کی ضرور پابندی کرنی چاہئیے ورنہ کرایہ ضبط ہو جاویگا۔ اس غرض کے لئے کہ کالکا سے شملہ یا شملہ سے کالکا تک کا کوہی سفر دن ہی کو ختم ہو جاتا ہے اکپرس گاڑی تین بجے یا ایک بجے بعد دوپہر سے پہلے روانہ نہیں ہوتی۔ اس راستہ پر رات قطعی ممنوع ہے۔ کالکا سٹیشن پر عمدہ ڈننگ اور ریفرشمنٹ رومز موجود ہیں کالکا سے شملہ تک ۵۸ میل طویل پختہ سڑک بنی ہوئی ہے۔ جسپر ہر قسم کی گاڑی چل سکتی ہے سڑک پر مناسب مقامات پر متعدد ڈاک بنگلے موجود ہیں۔ جن میں سے ایک شملہ و کالکا کے وسط میں ہے ۵۸ میل کے طے کرنے میں آٹھ گھنٹے لگتے ہیں۔

کالیکٹ:۔ یہ سٹیشن مدراس ریلوے لاین کا مغربی انجام ہے۔ اور مدراس سے ۴۱۳ میل دور ہے۔ کرایہ ۲۶-۱۳-۔ اور ۴ روپئے ہے۔ کالیکٹ مالا بار کا بڑا شہر ہے اس کے بندرگاہ سے بی۔ آئی۔ ایس۔ این کمپنی کے ساحلی سٹیمر گذرتے رہتے ہیں۔ ساحل پر ایک ہوٹل ہے۔ نیز ایک ڈاک بنگلہ بھی ہے ایک رجمنٹ کا کچھ حصہ یہاں مقیم ہے۔ شہر کے جنوبی حصہ میں شہتیروں کا ذخیرہ اور اسلامی آبادی ہے جس کے اوپر چنگی خانہ اور نمک کا دفتر واقع ہے۔ روشنی کا مینار اور تجارتی دفاتر دریا کے سامنے ہیں۔ بینک - منی آرڈر۔ سیونگ بینک۔ اور تار کے دفاتر یہاں موجود ہیں۔

مالا بار کے اس متمول و سرسبز شہر کو آباد ہوئے تیرہ صدیاں گذر چکی ہیں پندرہویں صدی عیسوی تک یہ زمورن کی وسیع سلطنت کا دارالحکومت تھا۔ ایک پرتگیز سیاح سنہ ۱۴۹۸ء میں اس بندرگاہ میں اُترا تھا۔ یہ شہر کھجور۔ آم۔ اور دیگر درختوں

کے جھنڈ میں نہایت خوبصورتی سے بسا ہوا ہے۔

کالی کیری:۔ ایس۔ آئی۔ ریلوے۔ (پانڈیچیری نیلور برنچ) کے یکالا دھرم دھرم جنکشن سے کالی کیری کو لاین جاتی ہے۔ ہر دوشنبہ کو یہاں بازار لگتا ہے وہاں لنبتاً سستا ہے۔ آنرم کے چھلکے۔ املی وغیرہ بکثرت دستیاب ہوتی ہے۔

کامپٹی:۔ بنگال ناگپور ریلوے پر ناگپور سے ۹ میل کے فاصلہ پر ایک بڑا قصبہ اور چھاؤنی ہے۔ بمبئی سے بذریعہ جی۔ آئی۔ پی۔ و بی۔ این۔ ریلوے ۵۲۹ میل دور اور ۱۹ گھنٹے کا رستہ ہے۔ کرایہ ۳۳۔ ۱۲ اور آٹھ روپئے ہے کلکتہ سے ۷۰۱ میل دور اور ۲۸ گھنٹوں کا سفر ہے۔ کرایہ ۷۰۔ ۳۵۔ اور آٹھ روپئے ہے۔ کامپٹی دریائے کنہان کے دہنے کنارے پر آباد ہے دریا پر پتھر کا پل بنا ہوا ہے۔ کامپٹی ۱۸۲۱ء سے یعنے جبکہ یہاں فوجی چھاؤنی قایم ہوئی آباد ہوا ہے بند کے باغ کی ہوا فرحت بخش ہے۔ یہاں کوئی اور چیز قابل دید نہیں۔ باغ کے سامنے ڈاک بنگلہ ہے۔ زیادہ تر دیسی باشندے مارواڑی ہیں۔ یورپین سیاحوں کے خیال کے بموجب کامپٹی صرف ایک فوجی سٹیشن ہے۔

کانپور:۔ کلکتہ سے ۶۸۴ میل کے فاصلہ پر یہ ایک بہت بڑا شہر۔ چھاؤنی اور سول سٹیشن ہے۔ کرایہ ۶۴۔ ۳۲۔ اور ۹ روپئے ہے۔ کانپور جو مرکز تجارت ہے یہاں چار مختلف لائنیں پہونچتی ہیں۔ سنٹرل سٹیشن پر جہاں ایسٹ انڈین۔ اودھ روہیلکھنڈ اور انڈین مڈلینڈ ریلیں آتی ہیں۔ ویٹنگ و ریفرشمنٹ رومز موجود ہیں۔ سول سٹیشن میں تین ہوٹل ہیں۔ کانپور چونکہ غدر میں نہایت دردناک واقعات کا منظر بن چکا ہے اس لئے سیاحوں کے لئے قابل دید مقام ہے۔ جنرل وہیلر کی مورچہ بندی کی جگہ ایک خوبصورت گرجا بنا ہوا ہے دریا کے متصل جنگ کا موقعہ بھی دکھلایا گیا ہے نیز اس کنوئیں پر جس میں انگریزوں۔ میموں۔ اور بچوں کی لاشیں پھینکی گئی تھیں سنگ مرمر کا ایک بت (فرشتہ) نصب کیا گیا ہے جو مقتولوں کو معافی و امن کی نوید دے رہا ہے۔ اس کے گرد ایک نہایت پُر فضا باغ ہے۔ چھاؤنی و سول سٹیشن دریائے گنگا کے جانب راست اور دیسی شہر جنوب مغرب میں آباد ہے جو فوجی اور سول سٹیشن

کی دریائی زمین پر بھی پھیلا ہوا ہے۔ بسمت مشرق سڑک الہ آباد پر جاتے ہوئے گھوڑ دوڑ کا میدان نظر آتا ہے۔ اس کے بعد دیسی رسالہ کی لائینیں پھر میدان پریڈ پر نگاہ پڑتی ہے۔ اس میدان کے شمال مشرق میں یوروپین انفنٹری کی بارگیں ہیں۔ ان چھاونیوں اور دریا کے مابین کی سرزمین پر میموریل گرجا کلب۔ توپخانہ اور دیگر مختلف فوجی دفاتر واقع ہیں۔ ان سے آگے بجانب مغرب سول سٹیشن۔ بینک۔ کرائیسٹ چرچ۔ تھیٹر اور دیگر یوروپین عمارات ہیں ممالک مغربی و شمالی میں بلحاظ وقعت و آبادی کانپور چوتھے درجے کا شہر ہے جو ۹۰۷ ایکڑ رقبہ پر آباد ہے۔ یہاں زیادہ تر اشیائے چرمی کی تجارت ہوتی ہے۔ جو دن بدن ترقی پذیر ہے۔ کئی ایک بڑے بڑے روئی اور سوت کاتنے کے کارخانے بھی جاری ہیں۔ جن میں روئی سوتی کپڑے اور خیمے بنتے ہیں۔ اور ان کی بدولت ہزاروں آدمیوں کی پرورش ہوتی ہے۔ کانپور گیہوں۔ روئی۔ بیج اور دیگر اجناس کی بھی منڈی ہے۔ جو بندھیلکھنڈ۔ اودھ اور وسط دواب سے یہاں آتے ہیں۔ تاکہ بذریعہ ریل انکو آگے بھیج دیا جائے۔ کانپور دریائے گنگا کے دہنے کنارے پر آباد ہے۔ کیا بلحاظ تجارت کیا صنعت و حرفت و آبادی اور کیا غدر کی یادگاروں کے لحاظ سے ایک غدار شہر ہے۔

کانڈی:۔ (سیلون) یہ شہر جو سابق میں سلطنت کانڈی کا دارالحکومت تھا۔ سطح سمندر سے ۱۶۸۰ فیٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ اور بیس ہزار کی آبادی رکھتا ہے یہاں کے لوگ بالوں میں کنگھی نہیں رکھتے۔ کلمبو سے بذریعہ سیلون گورنمنٹ ریلوے ۴ گھنٹے میں کانڈی پہونچ سکتے ہیں۔ ان چار گھنٹوں میں سے دو گھنٹے کا سفر بلحاظ منظر نہایت دلفریب ہے۔ کانڈی کے وارڈ سٹریٹ سے گذر کر سیاح اس جھیل پر پہونچتا ہے جس کے قریب سابق گورنر سیلون سر ہنری وارڈ کا کانسی کا بت نصب ہے۔ اس کے بعد بدھ کا مندر ہے جس کی دیواروں پر ان سزاؤں اور عقوبتوں کی تصویریں دکھائی ہیں جو مختلف گناہوں کی پاداش میں جہنم میں انسان کو بھگتنی پڑتی ہیں۔ مندر کے دیکھنے کا عمدہ وقت صبح یا شام ہے۔ مندر مذکور میں ایک طلائی مرصع بجواہر صندوقچہ

ہے جس میں بدھ کا دانت رکھا ہے۔ صندوقچہ اور اوس کے سائبان کی لاگت ۵۹۰۴۱۲ روپیئے تخمینہ کی جاتی ہے۔ یہ مقدس دانت سنہ۱۹۰۱ء میں بارہ سو برس ہی یہاں لائے تھے۔ یہاں سے لیڈی میکارتھی و لیڈی گارڈن کی سڑکوں پہ ہوا خوری کیجا سکتی ہے۔ لیڈی ہارٹن۔ گریگوسے اور نچو مالی سڑکیں بھی قابل سیر ہیں سرکاری باغات پریڈ نیا بھی دیکھنے کے قابل ہیں۔ دیگر دلچسپ مقامات یہ ہیں:۔ کالوکسوٹیہ کا پل۔ گوناماٹا سڑک سے اسی نام کے گھاٹ تک تاکہ دریا کی روانی کی کیفیت سے آنکھیں تر و تازہ ہوں۔ مٹن ہٹن پہاڑ۔ اور لنکیتھلاکا۔ دیہارا نامی بدھ مندر جو کانڈی سے نو میل کی مسافت پر ہے قابل دید ہے

کانھیری غار:۔ بذریعہ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے یہاں پہونچ سکتے ہیں۔ ڈاک بنگلہ اور ہوٹل موجود ہے۔ تھانہ سے یہ غار چھ میل کے فاصلہ پر ہیں تین میل تک بیل گاڑیاں جاتی ہیں۔ بقیہ تین میل پیدل طے کرنے پڑتے ہیں۔ دوسرا راستہ بی۔ بی۔ و سی۔ آئی ریلوے کے سٹیشن بوریولی کیطرف سے جاتا ہے۔ یہ سٹیشن غارہاے مذکور سے تین چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے یہ مسافت یا تو گھوڑے پر یا پیدل طے کرنی پڑتی ہے۔ یہ غار تعداد میں تقریباً ایکسو ہیں جو پہاڑ کھود کر بنائے گئے ہیں۔ ان کے آس پاس گھنا سنگتائی جنگل ہے۔

کاویری کا ریشار:۔ (دیکھو بنگلور شہر)

کپاڈونج:۔ شمال دکور میں ۷۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ قصبہ کے گرد فصیل ہے یہ بڑا تجارتی مرکز ہے۔ صابون۔ آئینے اور گھی کے کپے یہاں بنتے ہیں قصبہ میں ایک خوشنما حوض ہے۔ اور مشرقی دروازے کے متصل آرامگاہ ہے مسجدوں اور مقبروں کے کھنڈرات ہر طرف نظر آتے ہیں۔ ایک جینی مندر بھی ہے جس کی تعمیر کو پچیس سال گذرے ہیں۔ یہ ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی لاگت سے تیار ہوا تھا۔ مندر مذکور میں سنگ مرمر کے تین ستون بنائے ہیں اور فرش میں بھی سنگ مرمر کی پچی کاری ہو رہی ہے۔

کٹک:۔ اڑیسہ کا دارالحکومت ہے اور کلکتہ سے ۲۵۴ میل کے فاصلہ پر آباد ہے۔ جہاں سے بذریعہ ہفتہ وار سٹیمر پاراد چاندبلی تین روز میں پہونچتے

ہیں یہ مہاندی کے جزیرہ نما پر واقع ہے۔ چونکہ کٹک پہاڑی ملک کی کنجی اور اڑیسہ کی نہروں اور ندیوں کے جال کا مرکز ہے۔ اس لئے یہ نہ صرف فوجی بلکہ اعلےٰ درجہ کی تجارتی وقعت بھی رکھتا ہے۔ سونے چاندی کے ظروف نہایت نفایس نقش ونگار کیا جاتا ہے۔ ڈاک بنگلہ اور کلب قایم ہیں۔ آبادی اکیاون ہزار ہے۔ کٹک کا قلعہ باقی اب کھنڈرات کا تودہ ہے۔ میدان پریڈ کے سوا ایک باغ بھی ہے۔ ایسٹ کوسٹ ریلوے لاین کے راستہ سے بھی کٹک پہونچ سکتے ہیں

کلشی :۔ بذریعہ ای آئی۔ ریلوے جبلپور سے ۷۵ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ بنگال ناگپور ریلوے کا جنکشن ہے۔ اور ماریہ کے کانہائے کوئلہ یہاں سے قریب ہیں۔ ڈاک بنگلہ موجود ہے پندرا گھاٹ جسپر ریلوے نکلی ہے۔ عنقریب صحت گاہ قرار دیا جائیگا۔

کڈاپہ :۔ مدراس سے ۱۶۱ میل کی مسافت رکھتا ہے۔ کرایہ ۵-۱۰-½۴ اور ڈیڑھ روپیہ ہے۔ یہ بہت بڑی تجارت گاہ ہے۔ عہدہ داران ضلع کے سوا دیگر یوروپین یہاں کم ہیں۔ شہر کے جن چار عمارتوں میں اب سرکاری محکمہ جات ہیں سابق میں یہ نواب کڈاپہ کے محلات تھے جنپر کسی قدر دستکاری بھی کی ہوئی ہے ضلع میں ہندوستانی فن تعمیر کے نمونے متفرق طور پر ادھر ادھر پھیلے ہوئے ہیں۔ بالخصوص ......نا پلی میں ایک عظیم الشان مندر ہے منی آرڈر سیونگ بینک اور تار کے معمولی دفاتر یہاں کھلے ہوئے ہیں۔

کڈور (قدیم) نئے کڈالور سے دو میل کا فاصلہ رکھتا ہے۔ یہاں اکثر پنشنر رہتے ہیں گرجے اور جیل کے سوا منی آرڈر۔ ڈاکخانہ۔ سیونگ بینک۔ اور تار کے دفاتر بھی موجود ہیں ساؤتھ انڈین ریلوے کی ایک شاخ جاتی ہے یہاں کا بندرگاہ یوروپ کے تجارت درآمد و برآمد کے حق میں بڑا کارآمد ہے۔ سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم بھی ہے۔

کڈلور :۔ (جدید شہر) مدراس سے ۱۰۵ میل کے فاصلہ پر ایس۔ آئی ریلوے پر بسا ہوا ہے۔ کرایہ ۸-۴ اور سوا روپیہ۔ اسکا سٹیشن ٹروپاپلیار کے گاؤں میں ہے جہاں ایک بہت بڑا مندر ہے۔ مسافر یہاں سے تنہا کو پم کڈالور جدید

اور قلعہ سینٹ ڈیوڈ کو جاتے ہیں - ان مقامات میں پہونچنے کے لئے دریائے کاڈی لم کو عبور کرنا پڑتا ہے - کڈالور میں جنوب ارکاٹ کے کلکٹر کی کچہری عدالت ضلع سینٹ جوزف کالج اور ضلع سکول قایم ہیں - ساحل دریا پر قلعہ سینٹ ڈیوڈ کے کھنڈرات محققین تاریخ کا دلچسپ مشغلہ ہیں - یہاں منی آرڈر - سیونگ بینک اور تار کے دفاتر بھی ہیں -

کراچی :- یہ سندھ کا ایک بڑا شہر ہے - اور دریا سے سندھ کے ڈیلٹا کے انتہائے شمال میں واقع ہے یہ کمشنر - جوڈیشل کمشنر - اور بریگیڈیر جنرل کا ہیڈ کوارٹر ہے - کراچی احاطہ سندھ میں سب سے بڑا شہر ہے - اور بندرگاہوں کی وجہ سے مشہور ہے - بندرگاہ مذکور کیماری سے شروع ہوتی ہے - اس اول درجہ کے بندرگاہ میں بڑے سے بڑے سٹیمر بھی ٹھیر سکتے ہیں - گھاٹ پر مچھلیوں کا خوب شکار ہو سکتا ہے - کراچی کے بازار مچھلیوں اور سیپیوں سے بھرے ہوئے ہیں خشکی کے ایک بڑے سرے نے ایک خلیج کی صورت بھی بنادی ہے - یہ بڑھا ہوا حصہ منوہرا پائنٹ کہلاتا ہے - جس کے اوپر ایک روشنی کا مینار بنا ہوا ہے - ۱۸۴۲ء تک (یعنے جبکہ ریاست سندھ سے کراچی برٹش گورنمنٹ کو منتقل ہوا) ایک قلعہ کے سوا یہاں کچھ نہ تھا - مگر گورنمنٹ برطانیہ کے قلمرو میں داخل ہوتے ہی کراچی نے دن دوگنی ورات چوگنی ترقی کرنی شروع کی - اور ایک بہت بڑی تجارت گاہ بنگیا - کلفٹن جو ساحل پر واقع ہے اس کی سیر لطف سے خالی نہیں - کلفٹن اور گذری میں چند خوبصورت بنگلے استادہ ہیں - یہاں خوبی صحت گاہ بھی واقع ہے غرضیکہ یہ مقامات دیکھنے کے قابل ہیں - کراچی کی خاص عمارات وباغات یہ ہیں - فرائر ہال جو عجائب گاہ بھی رکھتا ہے - نیپیر بارکیں - سرکاری دفتر خزانہ - انڈیو رو پین اور انڈیا ٹیلیگراف ڈیپارٹمنٹ - منکلوڈ - ریلوے سٹیشن - ٹرنٹی سینٹ اینڈریو اور سکاچ گرجے - سندھ کلب - فریمیسن ہال - پارسی جمخانہ - سینٹ جوزف کی خانقاہ صنعتی کالج - برٹش باغ - وکٹوریہ مارکیٹ - لیڈی ڈفرن شفاخانہ - سرکاری باغ سول ہسپتال - میاسں ویندہ ہال - گھنٹہ گھر - بولٹن مارکیٹ - اور جنگی خانہ - برٹش انڈیا کمپنی کے سٹیمر ہر ہفتہ دو مرتبہ بمبئی سے کراچی روانہ ہوتے ہیں

اگرچہ ریل کے ذریعہ سے بھی کراچی پہونچ سکتے ہیں۔ مگر اکثر لوگ بحری سفر کو ترجیح دیتے ہیں۔ کراچی چھوٹی صورت کا اور کسیقدر غیر دلچسپ معلوم ہوتا ہے۔

کرسیونگ :۔ دارجیلنگ جاتے ہوئے یہ پہلا پہاڑ ملتا ہے جو پانچہزار فیٹ بلند ہے جیساکہ نہا لیشور جاتے ہوئے کوہ پنچلی سے سلسلہ کوہ کا آغاز ہوتا ہے۔ بہ نسبت دارجیلنگ کے یہاں کی آب وہوا زیادہ معتدل واچھی ہے اسلئے موسم گرما کی رہایش کے لئے اسے دارجیلنگ پر ترجیح دیجاتی ہے یہاں بہت سے چاء کے باغات ہیں۔ اور پہاڑوں پر سبزہ خودرو کا فرش زمردین نہایت بھلا معلوم ہوتا ہے۔ کرسیونگ سے سیلگھڑی ۳۰ میل کے فاصلہ پر ہے جو دارجیلنگ ہمالیہ ریلوے کا جائے تبادلہ ہے۔ کرسیونگ سے بیس میل آگے دارجیلنگ ہے چیتے یہاں بہت پیدا ہوتی ہے۔ پانتھر (ایک قسم کا چیتا) اکثر گرد و نواح میں نظر آتا ہے

کرکی :۔ پونا سے تین میل کے فاصلہ پر ایک فوجی سٹیشن ہے۔ یہ توپخانہ بمبئی کا ہیڈ کوارٹر ہے بارود اور سامان جنگ کے کارخانے سٹیشن سے اڑہائی میل کے فاصلہ پر ہیں۔ کرکی کی تاریخی وقعت کی وجہ ہے کہ ۱۸۱۷ع یہیں آخری پیشوا باجی راؤ پر انگریزوں کو نمایاں فتح حاصل ہوی تھی۔ دریائے مولا کے پل کیطرف سے گرد ونواح کا نظارا نہایت نظر فریب ہے گنیش کھنڈ جو گورنر بمبئی کے رہنے کی جگہ ہے کرکی سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ہے پونا اور کرکی کے مابین کا راستہ سیاحوں کی دلچسپی کے لئے بہت کچھ سامان رکھتا ہے۔ سڑکیں عمدہ بنی ہوئی ہیں۔ سیر و تفریح کے بہت سے مواقع حاصل ہیں۔

کرنال :۔ دہلی انبالہ کالکا ریلوے پر دہلی سے ۷۶۔ اور چھاونی انبالہ سے ۴۷ میل کے فاصلہ پر ایک پرانا شہر ہے۔ یہ پنجاب کا ایک ضلع ہے کہتے ہیں کہ راجہ کا زمانے کوروں اور پانڈوں کے جنگ کروچھتر کے دوران میں اس شہر کو بسایا تھا۔ اٹھارہویں صدی کے آخری حصہ میں کرنال راجہ جیند کے قبضہ میں تھا جس سے مرہٹوں نے چھین لیا۔ پھر راجہ گوردت سنگھ (لاڈوا) کے تصرف میں آیا۔ ۱۸۰۵ء میں برٹش نے ضبط کر لیا۔ یہاں دیسی کپڑا کمبل اور بوٹ بہت بنتے ہیں۔ پہلے ان اشیاء کی تجارت نہایت عروج پر تھی۔

کرنول :۔ کرنول روڈ سٹیشن سے ۳۳ میل کے فاصلہ پر بسا ہوا ہے کرنول روڈ ایس۔ ایم ریلوے پر گنٹکل سے ۴۳ میل کی مسافت رکھتا ہے کرنول کا شہر ہندری اور تنگا بھادرا دریاؤں کی جائے اتصال پر واقع ہے ضلع ہونے کیوجہ سے جج۔ کلکٹر مجسٹریٹ اور دیگر عہدہ داران کی رہائش کا مقام ہے۔ ایک جدید فوارہ جو راجہ وزیا نگرم کا بنایا ہوا ہے اور چند مساجد دیکھنے کے لایق ہیں کیونکہ اس شہر کی یہی کل کائنات ہیں۔

کرور :۔ ایس۔ آئی۔ ریلوے کے ایرود جنگشن سے ۴۰ میل کے فاصلہ پر ہے دریائے ایراودی یہاں دریائے کاویری سے ملتا ہے سلطان ٹیپو کے ساتھ لڑائی کے دوران میں اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا گیا تھا۔ قلعہ اور پرانے مندر کے کھنڈرات دلچسپی سے خالی نہیں۔ رومیتہ الکبرے کے بادشاہ ٹائبریس سیزر کیوقت کے سکے یہاں دستیاب ہوئے ہیں۔

کسولی :۔ ضلع شملہ میں ایک کوہی چھاؤنی ہے۔ جو کالکا سے ۹۔ اور شملہ سے ۲۳ میل کے فاصلہ پر ہے۔ بلندی ۶۳۲۲ فیٹ۔ یہاں کی محفوظ آبادی میں زیادہ تر ہندو ہیں۔ دو ہوٹل اور ایک ڈاک بنگلہ موجود ہے۔ کالکا سے کسولی تک ٹٹو۔ رکشا وغیرہ کے لئے عمدہ سڑک بنی ہوئی ہے۔ یہ سواریاں کالکا سے پیشتر اطلاع دینے پر مل سکتی ہیں۔

کلکتہ :۔ احاطہ بنگال اور ہندوستان کا دارالسلطنت ہے۔ اور دریائے ہگلی پر خلیج بنگالہ سے نوے میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس دریا کا سفر نہایت خطرناک ہے۔ کیونکہ اس میں اکثر طوفان آتے رہتے ہیں۔ جو سالہائے گذشتہ میں بکثرت جان و مال کے نقصان و اتلاف کا باعث ثابت ہوئے ہیں۔ ریت اور چڑھاؤ بالخصوص اول الذکر کا یہ عالم ہے کہ ہر روز بلکہ ہر ساعت دریا کے نبض پہچاننے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ بہت سے جہاز ریت میں دھس جاتے ہیں۔ تجربہ کار گرگ باراں دیدہ ملاح اس دریا میں جہاز رانی پر لگائے جاتے ہیں۔ خوفناک مقامات ریت کی دلدل اور رستے کا ہمیشہ بدلتے رہنا اور دیگر خطروں کو صرف مانجھی اور ملاح ہی اچھی طرح جانتے ہیں۔ کلکتہ بمبئی سے چودہ میل کے فاصلہ

پر جی - آئی - اور ای - آئی - ریلوے پر آباد ہے - کرایہ ۹۹ - ۴۶ - ۴۶ - اور ۲۲ روپیہ ۴۶ گھنٹوں کا سفر ہے - کلکتہ سپریم گورنمنٹ کا صدر ہے - چونکہ یوروپین حصہ (چورنگی) میں بڑی بڑی عظیم الشان کوٹھیاں - محلات - وقصر بنے ہوئے ہیں اس لئے یہ "شہر محلات" کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے - یوروپین حصہ کے بازار فراخ اور سیدھے ہیں دیسی آبادی کے بازار اور کوچے تنگ ہیں جہاں ہر وقت ہجوم رہتا ہے - مغرب کی طرف سے مسافر ہوڑہ سٹیشن سے ہگلی کے پل کو عبور کر کے کلکتہ میں داخل ہوتے ہیں - یہ پل بھی عجائبات روزگار سے ہے جو پون میل لمبا ہے - اور ہر ہفتہ دو مرتبہ جہازوں کو راہ دینے کے لئے بیچ میں سے پھٹ جاتا ہے - اس کے شق ہونے کا نظارہ کچھ کم دلچسپ نہیں - سٹیشن ہوڑہ پر گاڑیاں مل سکتی ہیں بمبئی اور دیگر شہروں کیطرح یہاں بھی کوچوانوں سے کرایہ مقرر کرنا پڑتا ہے - جس میں چند منٹ ضایع ہوتے ہیں - حالانکہ شرح کرایہ کا چھپا ہوا کاغذ گاڑی پر چسپاں ہوتا ہے - کلکتہ کے قابل دید مقامات میں سے بعض یہ ہیں :-
گورنمنٹ ہوس جس میں حضور وایسرائے رہتے ہیں - یجس لیٹو کونسل کی عمارت - بلیک ہول - فورٹ ولیم (قلعہ) ٹاون ہال - ہائی کورٹ - ڈلہوزی انسٹیٹوٹ - جین مندر اسپلینڈ بازار - چورنگی اس کے متصل وسیع میدان - یادگار اختر لونی - بیشمار بت جن کی پوری تفصیل کے لئے ایک علیحدہ کتاب کی ضرورت ہوگی - گارڈن ریچ (مٹیا برج) چڑیا گھر - باغ نباتات - ایڈن باغ - سیکرٹریٹ - ٹکسال عجائب خانہ - بنگال ایشیاٹک سوسائیٹی کی عمارت - ڈاکخانہ - ٹیلیگراف آفس - سینٹ پال کا گرجا - شکاف ہال - جنگی خانہ - سیلرز ہوم - متعدد ہوٹل - تھیٹر - سیرگاہیں وغیرہ میدان میں کلب گھر بنا نیکا گھاٹ - جہنا نہ - اور کئی ایک خوشنما بڑے بڑے تالاب ہیں - اتفاقی سیاحوں کے سوا دیگر اشخاص ہوٹلوں میں کم اترتے ہیں کیونکہ یہاں وسیع وفراخ بورڈنگ ہوس ہوٹلوں کا کام دیتے ہیں - ۱۹۱۱ع میں شہر کی آبادی آٹھ لاکھ چالیس ہزار تھی - کلکتہ کی کما حقہ سیر کرنے کے لئے سیاح کو ایک بدرقہ یا دولت کی ضرورت ہے - گورنمنٹ ہوس چھ ایکڑ کے باغ میں استادہ ہے ہوس مذکور کڈسٹن ہال (ڈربی شائر) کے نمونہ پر بنا ہوا ہے

حسن اتفاق سے ابھی کڈسٹن ہال کے مکین و مالک لارڈ کرزن آجکل ہندوستان کے گورنر جنرل وڈاکٹر آئے ہیں اس میں ایک بڑا کھانے کا کمرہ ہے۔ جس کا فرش سنگ مرمر کا ہے۔ کمرہ تخت پر (کیونکہ اس میں ٹیپو سلطان کا تخت رکھا ہوا ہے۔) کمرہ رقص جس کا فرش ساگون کے روغن کئے ہوئے لکڑی کا ہے اور خوبصورت چھت میں تاریخی جھاڑ۔ فانوس۔ آویزاں ہیں۔ اور کونسل کے کمرے کے علاوہ دیگر بہت سے کمرے ہیں جو سرکاری و خانگی استعمال میں آتے ہیں۔ کلکتہ کی انگریزی دکانوں میں ہر وقت یوروپ کا تازہ ترین مال موجود رہتا ہے۔ دیسی بازاروں کے نام عموماً جیسی اشیاء ان میں فروخت ہوتی ہیں۔ ان کے مطابق ہیں۔ جہاں ہندوستان کے ہر حصہ وملک کی چیز ملکتی ہے۔ چورنگی کے متصل جدید بازار (مارکٹ) نہایت پر رونق ہے۔ جنمیں یوروپین جنٹلمین اور میم صاحبات اکثر سودا سلف اور اشیاء خریدنے کے لئے آتی ہیں۔ بالخصوص صبح کو انکا نہایت ہجوم ہوتا ہے جبکہ سیاح اپنی چند فرصت کے گھنٹے یہاں لطف سے گذار سکتا ہے۔ "صبح کے بازار" کے معنوں سے کلکتہ کی ہر ایک میم بخوبی واقف ہے۔ سیر وتفریح کے انتخاب مقام میں سیاح کو سخت وقت پیش آتی ہے۔ کیونکہ کلکتہ اور اس کے گرد و نواح میں اس قدر دلچسپ مقامات وعمارات ہیں کہ انکو پورے طور پر دیکھنے کے لئے کئی روز بلکہ کئی ہفتہ درکار ہیں۔ موسم سرما میں کلکتہ کی آب وہوا خوشگوار ہے۔ لیکن موسم تابستان کے اپریل و مئی کے مہینوں میں سخت ناقابل برداشت گرمی پڑتی ہے۔

کلکتہ کے بعض مشہور یوروپین کمپنیوں کے نام یہ ہیں:۔ (۱) لیان لیان سوداگر بندوق ورائیفل نمبر ۱۶۔ چورنگی روڈ صابون وبتی فروش کمپنی ۹۳ گارڈن ریچ۔ (۲) ریروم کمپنی جو سامان ورزش وجھانہ فروخت کرتی ہے ۱۹۵ دہرم ٹولہ (۳) فلپ کمپنی فوجی سول خیاطی کا کارخانہ ۱۲ وسل سٹریٹ (۴) ڈبلیو نیولن اینڈ کمپنی تاجران کتب۔ ۲ ڈلہوزی سکوئر (۵) مسز مونکس گرینڈ ہوٹل چورنگی (۶) بی۔بی روڈ اینڈ کمپنی بندوق ساز ۱۱ ڈلہوزی سکوئر۔ (۷) سی رنگر اینڈ کمپنی ہومیوپیتھک ۱۰ ڈلہوزی سکوئر (۸) ہارلڈ کمپنی سوداگر آلات موسیقی (۹) ایسٹ اینڈ واچ گھڑی فروش ۵ رادھا بازار (۱۰) ڈی اینڈ کمپنی تصویروں پر چوکٹا چڑھانے

پنکھے اور سائن بورڈ بنانیوالی ۱۲ چورنگی روڈ (۱۱) چائلڈ کمپنی تنباکو فروش - ۲-
۲۲-۲۴ چورنگی روڈ (۱۲) پائنیر سائیکل کمپنی بائیسکل فروش ۱۲ ۔ چورنگی ۔ علاوہ
اوسلر اور ہٹن کمپنیوں کی دکانیں لنڈن اور پیرس کی عظیم الشان دکانات سے
کسی بات میں کم نہیں۔

انگریزی سوداگر جوہگلی پر آباد تھے ۔ ۱۶۸۶ء میں انہوں نے اپنی رہایش
کو معرض خطر میں پاکر یہ چھوڑ دی اور سوتاہ چلے گئے جو ہگلی کے مشرقی کنارہ پر
واقع ہے اور اب کلکتہ کے شمال حصہ میں داخل ہے ۔ ۱۶۹۰ء میں ایسٹ انڈیا
کمپنی کے ملازمان بنگال نے کلکتہ کو اپنا صدر مقام قرار دیا۔ ۱۶۹۶ء میں ابتدائی
فورٹ ولیم (قلعہ) کی بنیاد رکھی گئی ۔ جسے سراج الدولہ نے ۱۷۵۶ء میں فتح کرلیا
اور اس کے ساتھ ہی بلیک ہول کا خوفناک حادثہ واقع ہوا ۔ ۱۷۵۷ء میں کلاکو
کلکتہ کو پھر واپس لے لیا ۔ اور تب ہی سے جدید کلکتہ کی بنیاد پڑی ۔ اور کلاکو نے
نیا قلعہ بنوایا جو اب فورٹ ولیم کے نام سے مشہور ہے ۔ پرانا قلعہ خالی کردیا گیا
جہاں اب چنگی خانہ اور سرکاری دفاتر ہیں ۔ جب جہاز کلکتہ کے قریب پہونچتا ہے
تو کلکتہ کی عمارتیں دور سے نہایت شاندار نظر آتی ہیں ۔ مگر شہر بالخصوص دیسی حصہ
میں پہونچکر اس شوکت کا اثر بہت کچھ کم ہوجاتا ہے ۔ باغ نباتات جو ۲۷۲ ۔ ایکڑ میں
ہے سیب پور میں واقع ہے ۔ جہاں علم نباتات کا شایق ہفتوں اور مہینوں
کی تحقیقات میں مصروف رہسکتا ہے ۔ یہ پھول اور پودے ویسے ہی مفید بھی
ہیں جیسے کہ رونق بڑھانیوالے ۔ آسام میں چائے ۔ سکم میں سنکونا اور نیلگری
میں دنیاڈ کی کاشت کو ترویج دینے کے لئے ہم اس باغ کے مشکور ہیں ۔

قلعہ کے سامنے پرنسپ گھاٹ ہے اس کے بعد بابو (ریاچندر داس) کا
گھاٹ آتا ہے اس کے قریب ہی گوالیار کی یادگار ہے ۔ یہ لارڈ النبرا نے ۱۸۴۷ء
میں ان بہادروں کے بقائے نام کے لئے بنائی تھی جو جنگ ۱۸۴۳ء میں مارے
گئے تھے ۔ پھر ایڈن باغ میں پہونچتے ہیں ۔ جو لارڈ آکلنڈ کی ہمشیروں کے نام سے
موسوم ہے لارڈ آکلنڈ اور سر ڈبلیو ہیل کے بُت بھی یہاں نصب ہیں جو علے الترتیب
شاموں اور کمک لکھنؤ کے واقعات کو یاد دلاتے ہیں ۔ مندرجہ ذیل بُت بھی میدان

میں استادہ ہیں۔ ۱ ختراتی کی یادگار جو ۱۶۵ فیٹ بلند ہے اور ۱۸۲۳ء میں نصب کی گئی تھی۔ لارڈ ہنسٹنگ کا کانسی کا بت۔ لارڈ نارتھ بروک۔ لارڈ کیننگ لارڈ لارنس۔ لارڈ ہارڈنگ۔ سر جیمز رو ٹرم اور لارڈ میو کے بُت بھی یہاں موجود ہیں۔

گورنمنٹ ہوس جو ۱۸۰۴ء میں بنایا گیا تھا۔ اس میں مارکوئیس ولزلی کا خوبصورت بُت استادہ ہے۔ ٹاؤن ہال جو اسی سال عام چندے سے بنا تھا۔ اس میں وارن ہسٹنگز کا سنگ مرمر کا بت ہے سینیز لارڈ کا۔ نواس کا بھی مجسمہ ہے۔ علاوہ بریں یہاں ملکہ متوفیہ پرنس آف ویلز (شاہ ایڈورڈ ہفتم) لارڈ لیک لارڈ گاف۔ سر چارلس ٹکاف۔ سرایچ ڈیورنڈ بشپ ولسن۔ ولیر فورس۔ بیرڈ اور دیگر معزز عہدہ داروں کی بھی تصویریں آویزاں ہیں۔ ہائیکورٹ کی عمارت جو قدیم سے فریج نمونہ پر ہے چنداں شاندار نہیں یہاں بھی سر ایڈورڈ ہائیڈ کے بت کے علاوہ سر ایلجریاپی۔ سراے ریاں۔ سر لارنس پیل وغیرہ کی روغنی تصویریں ہیں۔

جدید پوسٹ آفس کلکتہ کی عالیشان عمارات سے متصور ہوتا ہے۔ مٹکاف ہال جو شہر سٹریٹ میں ہے ۱۸۴۴ء میں درجہ تکمیل کو پہونچا تھا۔ ڈلہوزی انسٹیٹوٹ جو سکوئیر میں ہے۔ ارکوئیس آف ہسٹنگز لارڈ ڈلہوزی اور مسٹر جیمز ولسن کے بت رکھتا ہے عجائب گاہ چورنگی روڈ پر ہے۔ ہسپتال۔ میڈیکل کالج (کالج سٹریٹ) پریزیڈنسی جنرل ہسپتال اور میو ہسپتال قابل دید مقامات ہیں۔

چڑیا گھر ہسٹنگز پل کے متصل ہے جسے سر ارچپل نے قایم کیا تھا۔ گریٹ ایسٹرن ہوٹل جو گورنمنٹ ہوس کے سامنے ہے۔ گواروں کی رہایش کے لئے موزون ہے۔ مسز والٹر کا بورڈنگ ہوس واقعہ ۱۰ رسل سٹریٹ صاف و پاکیزہ و آرام دہ ہے۔

کلمبو:۔ سیلون کا دارالسلطنت اور بمبئی۔ آسٹریلیا۔ چین و جاپان کے مسافروں کی آمدورفت کا بہت بڑا بندرگاہ ہے۔ بڑے بڑے سٹیمروں کیواسطے بندرگاہ کو محفوظ بنانے کے لئے ساڑھے آٹھ لاکھ روپیے کے صرف سے گھروں کے روکنے کے لئے پشتہ بنایا گیا ہے۔ پشتہ مذکور ۴۲۱۲ فیٹ لمبا ہے۔ اور اس کی صنعت تعمیر قابل دید ہے۔ کلمبو کی آبادی ایک لاکھ اسی ہزار اور تمام سیلون کی آبادی تیس لاکھ سے زائد ہے جو ۴۷۸۶ یوروپین ۲۱۲۳۱ بردن ۲۰۴۱۱۵۰

سنگالی ۳۰۵۳۲۲، تامل ۱۶۶، ۱۹ بہور ۲۰۰۰۰ ملایا ویدا اور دیگر فرقوں پر مشتمل ہے۔ سیلون کا ٹکٹ اور سکہ علیحدہ ہے۔ یہاں کا روپیہ سو سنٹ کے مساوی ہے ممالک غیر کے خطوط پر بشرطیکہ وہ نصف اونس سے وزن میں زائد نہوں ۶ سنٹ کا ٹکٹ لگتا ہے۔ یونین اور ہندوستان کے خطوط وزنی ایک اونس پر ۵ سینٹ کا ٹکٹ لگانا پڑتا ہے (تار) مقامی معمولی تار کے آٹھ الفاظ کی اجرت ۵۰ سینٹ اور ضروری تار کی ۷۵ سینٹ لیجاتی ہے۔ معمولی و ضروری پیغامات کے ہر ایک زاید لفظ کے لئے علے الترتیب ۵ و ۱۰ سینٹ دینے پڑتے ہیں ممالک غیر کے تاروں کی اجرت (مع پتہ) فی لفظ تین روپیہ دس آنے چارج کیجاتی ہے۔ یہ شرح مستقل نہیں۔ کنارہ پر اترتے ہی مسافروں کے اسباب کا معائنہ کیا جاتا ہے تمام نئے اسباب اور اسلحہ آتشی پر ساڑھے چھ فیصدی کی شرح سے محصول لیا جاتا ہے۔ ذاتی اسباب اس محصول سے مستثنیٰ ہے۔ کلمبو میں بہت سی دلچسپ سیر گاہیں ہیں۔ قلعہ میں بڑے بڑے یوروپین اور دیسی سوداگروں کی دکانیں موجود ہیں۔ ڈاکخانہ و تار گھر (جسکا تین لاکھ روپیہ خرچ ہے) بنک۔ ہوٹل۔ کتب خانہ (جو ۱۸۶۹ء میں قایم ہوا تھا) اور گورنر ہوس (گورنر کے رہنے کی جگہ) کے علاوہ اور بھی بہت سے قابل دید مقامات ہیں۔ قلعہ میں سے گذر کر مسافر دیسی شہر میں داخل ہوتا ہے۔ جسکا بازار کلاں پیٹھ کہلاتا ہے۔ اس کے بعد مارکٹ۔ گاس کا کارخانہ۔ قانونی عدالتیں۔ ولفنڈہ چرچ۔ وکٹوریہ پل (جسپر پانچ لاکھ روپیہ سے زیادہ صرف ہوا ہے) بدھ کا مندر کیلانی (جو دو سو سال کی قدامت رکھتا ہے) جس میں بدھ کے ۳۶ فیٹ بلند بت کے علاوہ وشنو۔ شیو۔ گنیش وغیرہ کے بت بھی موجود ہیں۔ اور پاس کے باغ کی سیر کرتے ہوئے فرگوسن روڈ کا راستہ اختیار کرنا چاہیے امریکہ کے درختوں کے جھنڈ میں سے گذرتے ہوئے سینٹ جان سینٹ جیمز اور سینٹ اینڈریو کے گرجے ملتے ہیں۔ بجانب چپ مڑنے سے کتھیڈرل (بڑا گرجا) اور سینٹ ٹامس کالج تک پہونچ جاتے ہیں اولڈ کالج سٹریٹ سے روانہ ہوکر بدھ کا مندر کٹاہینا جھیل۔ پاگل خانہ اور دیگر عمارات کو دیکھ سکتے ہیں اور بھی بہت سی تفریح گاہیں ہیں۔ مثلاً گال فیس۔ جزیرہ سلیو جھیل کے گرد و نواح کا نظارہ دارچینی کے باغات۔ عجائب گاہ۔ گھوڑدوڑ کا میدان۔ وکٹوریہ پارک۔

بالاپہی اور کاپتیی کی سڑکیں وغیرہ گواہ پوانا پر دوڑاتے ہوئے جانا پھر گاڑی یا ٹرین میں واپس آنا بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ چاء۔ قہوہ۔ ناریل۔ ٹیل۔ اور بہت سے اجناس کلمبو کی پیداوار ہیں عقیق۔ الماس۔ نیلم۔ اور انواع واقسام کے قیمتی پتھر سیلون کے مختلف حصوں سے دستیاب ہوتے ہیں۔ یہاں ان کی بہت خرید وفروخت ہوتی ہے۔ جن کو سیاح دیسی جوہریوں کے پاس دیکھ سکتے ہیں کلمبو مشرق کا ایک نہایت دلفریب قطعہ ہے جہاں نووارد غیر محدود عرصہ تک سیر وسیاحت سے محظوظ ہو سکتا ہے۔ سرامرسن سینٹ لکھتے ہیں کہ "خواہ کسی راستہ سے سیلون کو جائیں یہاں پہونچکر ایک ایسا نظر فریب وشاندار مرقع آنکھوں کے سامنے کھنچ جاتا ہے۔ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں نہیں ملسکتی"۔ سر ایڈون ارنلڈ مندرجہ ذیل الفاظ میں سیلون کی تعریف کرتے ہیں:۔ کہ "سیلون کی قدرتی خوبصورتی رعنائی کو مبالغہ سے بیان کرنا ناممکن ہے۔ اگرچہ باہر سے یہ ریت کی طلائی کمر بند۔ کھجوروں کے درختوں سے گھرا ہوا ہے۔ مگر اندرونی حصہ ایک وسیع باغ ہے۔ جو قدرت نے اپنے ہاتھوں سے نشیب وفراز قطعات۔ پہاڑوں۔ وادیوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر لگایا ہے۔ اور ہر طرف سبزہ زار نظر آتا ہے۔ جہاں وہ تمام اثمار۔ پھول۔ میوے اور اجناس پیدا ہوتے ہیں۔ جو خط سرطان اجدی کے درمیانی قطعہ کلب میں نشو ونما پا سکتے ہیں۔ آسمان بجائے خود خط استوا کے سورج کی ضیا سے چمک دمک دکھا رہا ہے۔ مگر اس کی تمازت کو سمندر کی سرد ہوا خنک کئے دیتی ہے۔ شہر کلمبو کا بیرونی حصہ بھی سبزہ زار اور نہروں سے معمور ہے۔ صدہا میل چلے جاؤ تمہیں دائیں بائیں ناریل۔ نیشکر۔ کھجور۔ بانس۔ دارچینی اور انواع واقسام کے درختوں کے جھنڈ کے جھنڈ نظر آئیں گے۔ جس میں رات کو جگنوؤں کی جگمگاہٹ عجب لطف دکھاتی ہے۔ پشت سے پشت جھونپڑا بھی کھجور اور ارغوانی پھولوں کے پودوں میں چھپا ہوا ہے۔ اس قدرتی جوش نمو کو جہاں انسانی عقل وہمت سے مدد ملی ہے۔ وہاں حیرت انگیز نتائج پیدا ہوئے ہیں۔ چنانچہ جائیفل۔ انڈیا ربڑ۔ سنکونا۔ چائے۔ سنگالی پھل پھول۔ اور دیگر اشیاء کی بافراط پیداوار اس کے ثبوت میں پیش کی جاسکتی ہے۔ غرضیکہ طالب علم قدرت کے مطالعہ کے لئے یہاں کی طرفہ

سرزمین کے عجائبات بمنزلہ دلچسپ اوراق کے ہیں۔

کلنگا:۔ بنگال ناگپور ریلوے پر ناگپور سے ۴۲۷ میل کے فاصلہ پر واقع ہے یہ نہایت ہی غیر موزوں قصبہ ہے۔ آبادی ایکہزار سے بھی کم ہے۔ یہاں کے لوگ پاس کے دریا کی ریت کو دھو کر سونا نکالتے ہیں۔ جب دریا چڑھاؤ پر ہو۔ تو اُسکا نظارہ دلچسپی سے خالی نہیں۔

کلو ٹُرا:۔ (سیلون) کلمبو سے ۲۶۔ اور کوہ لینیا سے ۱۴ میل کے فاصلہ پر ریلوے سٹیشن ہے یہ نہایت دلچسپ مقام ہے۔ اور "سیلون کا رچمونڈ" کہلاتا ہے۔ دریائے کالو گنگا کا دہانہ رکاوٹ کیوجہ سے ایک جھیل کی صورت میں یہ نکلا ہے۔ یہاں کے باشندے خوبصورت ٹوکرے بناتے ہیں۔ فصل پر آم اور دیگر عمدہ اور لذیذ میوے پیدا ہوتے ہیں۔ نیلم یہاں صاف اور پالش کرنے کے لئے بہت لایا جاتا ہے۔ کلو ٹُرا میں بدھ کا ایک مندر۔ ایک آرام گاہ اور ایک ڈاک خانہ قایم ہے۔ یہاں ساحلی تجارت بکثرت ہوتی ہے دریا کے پل کو عبور کر کے شہر میں پہونچتے ہیں۔ پل بارہ حصوں پر منقسم ہے۔ اور بارہ سو فیٹ طویل ہے۔ یہ شہر بہت وسیع ہے۔ اور آب وہوا خوشگوار ہے۔ مشرقی حصہ نہایت لطف انگیز ہے۔ آرامگاہ ایک پُر فضا مقام کے وسط میں بنی ہوئی ہے۔

کلوزپیٹ:۔ چہاناپٹنہ سے سات میل کے فاصلہ پر یہ قصبہ سر باری کلوز سابق برٹش ریزیڈنٹ کے نام پر آباد کیا گیا ہے گرد ونواح میں چیتے اور دیگر اقسام کا شکار کثرت سے ہے یہ ضلع بنگلور سے تعلق رکھتا ہے۔ منی آرڈر وسیونگ بینک کے دفاتر موجود ہیں۔

کلیان:۔ جی۔آئی۔پی ریلوے کا ایک بڑا وسیع جنکشن ہے جو بمبئی سے ۳۴ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ریلوے مذکور کی شمال مشرقی اور جنوب مشرقی لائینیں یہیں آکر ملتی ہیں۔ لوکل ٹرینیں ہر گھنٹے بمبئی روانہ ہوتی ہیں اور ادھر سے یہاں آتی ہیں۔ ویٹنگ وریفرشمنٹ روم کے علاوہ سٹیشن کے متصل ایک سرائے بھی موجود ہے۔ کلیان ایک پُرانا قصبہ ہے۔ اور یقیناً زمانہ قدیم میں وسیع صوبہ کا دارالحکومت ہوگا سٹیشن سے ایک میل کے فاصلہ پر ہر سال ماہ

مئی میں "ٹبنڈہ" نامی میلہ ہوا کرتا ہے۔ اینٹوں کا پژاوہ۔ اور پتھروں کی کانیں شہر کے قریب واقع ہیں۔ امرناتھ کا مشہور مندر شہر سے چار میل کے فاصلہ پر ہے۔ رکمن بائی ہسپتال جو ایک سرکاری طبی افسر کے زیر انتظام ہے سٹیشن کے متصل بنا ہوا ہے۔

کمباکونم:۔ ایس۔ آئی۔ ریلوے پر اہم کا سٹیشن قصبہ سے تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر ہے تنجور یہاں سے ۲۴ میل کی مسافت رکھتا ہے احاطہ مدراس کا یہ ایک نہایت قدیمی اور مقدس قصبہ ہے۔ یہاں کئی ایک مندر ہیں جن میں سب سے بڑا وشنو کا ہے۔ لیکن اندرونی حصہ چنداں خوبصورت نہیں۔ کمباکونم میں سرکاری کالج قایم ہے۔ اور ایک اسلامی تالاب بھی قابل دید ہے۔ کہتے ہیں کہ گنگا بارہ سالوں میں ایک مرتبہ اس تالاب میں بہتا ہے۔ اس موقع پر اس کثرت سے لوگ اس میں نہاتے ہیں کہ سطح چند انچہ اونچی ہو جاتی ہے۔ اس تالاب کے کنارے سولہ خوشنما چھوٹے چھوٹے مندر بنے ہوئے ہیں۔ ایک ڈاک بنگلہ کے علاوہ ڈاک خانہ بھی موجود ہے۔

کنا نور:۔ ساحل مالابار پر بمبئی سے ۴۴۴ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس کے ساحل سے تقریباً دو میل کے فاصلہ پر سٹیمر لنگر انداز ہوتا ہے۔ آبادی ۲۵ ہزار ڈاک بنگلہ موجود ہے یہاں کا قلعہ پرتگیزوں کا بنایا ہوا ہے کنا نور میں چھاؤنی بھی ہے۔ آب و ہوا تمام سال بحیثیت مجموعی اچھی رہتی ہے۔ یہ مقام ناریل کے کثیر التعداد درختوں کے لئے مشہور ہے۔

کنجیورام:۔ مدراس سے بفاصلہ ۴۳ میل آباد ہے۔ بڑی ریلوے لائن کے سٹیشن چنگل پٹ سے ایک شاخ کنجیورم کو جاتی ہے یہ اہلہنود کا نہایت قدیمی مقدس شہر ہے۔ بدھ مذہب کی خانقاہیں اب تک موجود ہیں۔ وشنو کا مندر نہایت خوشنما ہے ہر سال مئی کے مہینے میں میلہ ہوا کرتا ہے۔ جبکہ ہزارہا ہندو جاتری یہاں آتے ہیں ڈاکخانہ سیونگ بینک اور تار کے دفاتر قایم ہیں۔

کنڈات:۔ (برہما) شمالی چندون کے ضلع کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ پوکا کو سے (جو منڈالے سے ۸۰ میل کے فاصلہ پر ایک بندرگاہ ہے) سٹیمر کے ذریعہ سے یہاں

پہونچ سکتے ہیں۔ سوائے گرد و نواح کے دلکش کوہی منظروں کے یہ کوئی اور قابل دید چیز نہیں رکھتا۔

گنڈاپورم :۔ مدراس ریلوے کے این ڈبلیو لائین پر کڈاپہ سے بفاصلہ ۴۹ میل دیہاتی ریلوے سٹیشن ہے یہاں سے مشرق کی سمت پانچ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں گنڈی کوٹہ نامی ہے جہاں ایک پرانا قلعہ واقع ہے ایک غار کا آبشار بھی دیکھنے کے قابل ہے۔ گنڈاپورم میں ڈاکخانہ موجود ہے۔

گنڈامنگلام :۔ ایس۔ آئی۔ ریلوے (پانڈیچری نیلور برانچ) کے ذریعہ سے اس سٹیشن کو جاتے ہیں۔ جو انگریزی علاقہ میں فرنچ سرحد کے قریب ہے۔ یہاں مسافروں کا اسباب دیکھا جاتا ہے۔ سٹیشن اور ویلا نور کے مابین دریائے گنگی کے کنارے پر ڈاکخانہ ہے۔

کوٹری :۔ ضلع کراچی کا ایک تعلقہ جو شہر کراچی سے سو میل کے فاصلہ پر آباد ہے۔ کوٹری ایک قصبہ ہے۔ اور میونسپلٹی بھی رکھتا ہے۔ یہ دریائے سندھ کے دہنے کنارے پر بسا ہوا ہے۔ اور ریلوے سٹیشن ہے۔

کوچ بہار :۔ یہ اس نام کی ریاست کا دارالحکومت ہے۔ جس کے شمال میں بھوٹان۔ جنوب میں رنگپور۔ مشرق میں گوپاڑہ دگماڈور۔ اور مغرب میں گالپگوری واقع ہے۔ کوچ بہار کلکتہ کے شمال میں ۵۲۳ میل کے فاصلہ پر ہے ایسٹرن بنگال سیٹٹ ریلوے کے سٹیشن سیا سدہ سے ڈموکدیہ جانا پڑتا ہے وہاں سے بذریعہ دخانی کشتی۔ سارن۔ بہرائی۔ بی۔ ایس ریلوے پر سوار ہو کر اپنا۔ جہاں ڈاک بنگلہ موجود ہے۔ بعد دریائے ٹیسہ کو عبور کر کے سٹیشن ٹیسہ کو جاتے ہیں۔ اس سے آگے مغل گھاٹ ۱۴ میل کا راستہ ہے جہاں سے دریائے دھورلا سے گذر کر گٹالا ہے۔ پھر کوچ بہار سیٹٹ ریلوے پر ۲۲ میل سفر کر کے لورسہ بہر اسی نام کے دریا کو عبور کر کے کوچ بہار پہونچتے ہیں۔ سیا سدہ سے لورسہ تک تقریباً ۲۹۰ میل کا فاصلہ اور ساڑھے بیس گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۲۸-۱۴-اور ۴ روپئے ہے۔ ریاست کی زمام حکومت مہاراجہ کے ہاتھوں میں ہے۔ جسکے عالی شان محلات قصبہ کے شمالی اختتام پر واقع ہیں۔ محل سے بجانب شرق کارخانہ نیل کو ایک

عمدہ پختہ سڑک جاتی ہے۔ جس کے دونوں طرف دکانیں ہیں۔ یہ سمت جنوب بھی ایک بازار ہے پرانے بازار کے پہلو پر ایک بڑا تالاب ہے جو لال ڈگی کہلاتا ہے قصبہ اور اس کے مضافات میں جیل۔ عدالتیں۔ پولیس سٹیشن۔ قلعہ۔ لائبریری خزانہ۔ اور پریس وغیرہ کے دفاتر اور دلچسپ عمارتیں ہیں۔ یہ ریاست پولیٹیکل ایجنٹ برگورنمنٹ بنگالہ کے ماتحت ہے۔ اس کا رقبہ ۱۳۰۷ مربع میل اور آبادی ۵۹۲۴۸۹ ہے۔ قصبہ کوچ بہار کی آبادی نو ہزار متنفسوں سے زیادہ نہیں۔ اور تمام ریاست میں صرف یہی ایک مقام ہے جسے "قصبہ" کہا جا سکتا ہے ریاست میں دو پرانے فصیل دار شہروں الموسوم بہ دھرم دیال دکما تاپور کے کھنڈرات اب تک موجود ہیں۔

کوچین:۔ یہ ساحل مالا بار پر آباد ہے۔ اس کا قلعہ نہایت پرانا ہے ڈاک بنگلہ موجود ہے۔ سٹیمر ساحل کو مس نہیں کرتا۔ بلکہ ایک میل کے فاصلہ پر لنگر انداز ہوتا ہے۔ مسافر کشتیوں میں سوار ہو کر خشکی پر اُترتے ہیں۔ آبادی ۱۶ ہزار۔ دریا کے پانی کو پشتہ بندی سے نہایت مفید و کارآمد بنا یا گیا ہے۔ کوچین اور الیپی کی تجارت اسی بحری راستہ سے ہوتی ہے یہاں عمدہ کشتیاں اور جہاز بنائے جاتے ہیں۔ بی۔ آئی۔ ایس۔ این کمپنی کے سٹیمر یہاں ٹھہرتے ہیں کوچین ہندوستان کے ان چند مقامات میں سے جہاں پہلے پہل یورپین باشندے داخل ہوئے کہتے ہیں کہ سینٹ ٹامس حواری نے حضرت مسیح کی وفات کے ۲۵ سال بعد وعظ و تلقین سے یہاں بھی اشاعت مذہب عیسوی کی کوشش کی تھی اور کسیقدر باشندوں نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا جو اب نصرانی مو پلا کہلاتے ہیں سنہ عیسوی کے پہلے سال میں یہودیوں نے بھی ایک نوآبادی بنائی تھی۔ تانبے کے کتبوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آٹھویں صدی عیسوی میں کوچین میں یہودیوں کے معبد و شاہیوں کے گرجے موجود تھے۔ سنہ ۱۵۰۲ء میں واسکوڈاگاما نے یہاں کارخانہ قایم کیا تھا۔ اس کی بندرگاہ کے بانی پرتگیز تھے۔ اس لحاظ سے اُسے ہندوستان کا پہلا یوروپین بندرگاہ کہنا چاہیئے سنہ ۱۵۲۴ء میں گاما کا انتقال ہو گیا جس کی لاش خانقاہ فرنسسکن میں دفن

ہوئی۔ خانقاہ مذکور پروٹسٹنٹ گرجے میں تبدیل کیا گیا ہے۔ ۱۵۷۸ء میں عیسائی سوسائیٹی کوچین نے ایک مذہبی کتاب شایع کی۔ جو ہندوستان کی پہلی مطبوعہ کتاب تھی۔ ۱۶۶۳ء میں ڈچ قوم نے۔ پرتگیزوں سے کوچین چھین لیا۔ ۱۷۹۵ء میں انگریزوں کے قبضہ میں آیا۔ کوچین کا پروٹسٹنٹ چرچ جو ۱۵۱۶ء میں بنایا گیا تھا۔ کالیکٹ کے گرجے کے بعد ہندوستان کا دوسرا پرانا گرجا ہے کوچین جانیوالے مسافر شیرالور کے سٹیشن پر ٹرین سے اتر کر بذریعہ پالکی سفر کرکے ٹریچین پہونچتے ہیں۔ وہاں سے بوساطت کشتی کوچین۔ کل مسافت ۲۰ میل ہے۔ کالیکٹ سے برٹش انڈیا کا سٹیمر بھی کوچین کو جاتا ہے یہ بحری راستہ بنسبت اول الذکر کے زیادہ خوشگوار ہے۔

کورابلہ کوٹہ:۔ ایس۔ آئی۔ ریلوے کی پانڈیچری شاخ سے پکا لادہر ورم جنگشن سے جاتے ہیں۔ یہ قصبہ سمت گادہناپلی سے میل کے فاصلہ پر واقع ہے ہبی کونڈر کے پہاڑ بھی اس قدر مسافت رکھتے ہیں۔ ارنڈ کے بیج اور رائی یہاں بہت پیدا ہوتی ہے۔

کورلا:۔ بذریعہ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے بمبئی سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ بمبئی والنیٹر رائفلز کا سلسلہ اس کے سٹیشن کے قریب ہے۔ سرکاری محکمہ نمک کے علاوہ یہاں کپڑے بننے کے کئی ایک بڑے بڑے کارخانے ہیں۔ یہ بمبئی کی طرف سے جزیرہ سلستی کا پہلا سٹیشن ہے یہ جزیرہ بمبئی کے جزیرہ سے ایک سڑک کے ذریعہ سے پیوستہ کیا گیا ہے۔

کوکوناڈا:۔ یہاں پہونچنے کے لئے شمال کوٹہ جنگشن سے گاڑی بدلنی چاہیئے۔ کشتیوں کے ذریعہ سے بھی سفر کیا جا سکتا ہے یہ ایک چھوٹی سی جگہ ہے لیکن اس کے گردونواح میں چند بڑے بڑے دیہات ہیں جو کسیقدر وقعت رکھتے ہیں۔

کولار کی کانہائے طلائی ریل:۔ (ریاست میسور) اس ریلوے کے مندرجہ ذیل سٹیشن ہیں۔ اور ہر ایک سٹیشن کے ساتھ جو طلائی کانیں ان کے نام بھی دیئے گئے ہیں۔ (سٹیشن بالاگھاٹ) اس میں بالاگھاٹ کی کانیں۔ نادرن

کارہ ہنڈل اور مغربی میسور کی کانیں وغیرہ داخل ہیں (اور گاؤم) اور کاؤم اور رنڈوائی کی کانیں (چیپئن) ریف کی کانیں (ماری کوپام) یہ سٹیشن کانہا میسور کے متصل ہے۔

کولہاپور:۔ کولہاپور سٹیٹ ریلوے پر پریزیڈنسی بمبئی ایک دیسی ریاست کا دارالحکومت ہے۔ بمبئی سے ۳۰۰ میل اور اٹھارہ گھنٹوں کا راستہ ہے۔ کرایہ ۱۹-۹- اور ۴ روپیہ ہے مدراس سے ۴۸۶ میل ساٹھ گھنٹوں کا سفر ہے اور ۴۰-۲۰- اور ۹ روپیہ کرایہ ہے۔ کولہاپور سطح سمندر سے ۱۸۰۰ فیٹ بلند ہے زمانہ گذشتہ میں قدیمی منادر کی وجہ سے یہ نہایت مقدس مقام متصور ہوتا تھا جن میں سے ایک بڑا مندر مہالکشمی کا ہے۔ زمانہ سابق میں جو خانقاہیں اس کے گرد واقع تھیں وہ اب کئی فیٹ سطح زمین کے نیچے مدفون ہو گئی ہیں۔ ایک بلوری صندوقچہ جو ۱۸۸۰ء میں ایک سٹوپہ میں دستیاب ہوا تھا اس کے ڈھکنے پر آشکارا حروف میں حضرت مسیح کی پیدایش سے تین صدیاں پیشتر کا سنہ مرقوم تھا۔ زمین کے کھودنے سے اور بھی کئی ایک چھوٹے چھوٹے مندر نکلے ہیں کولہاپور میں ۱۸۸۰ء سے ایک صوبہ کا کالج ہے۔ یہاں ظروف گلی و سنگی وعطریات۔ کاغذ۔ شراب۔ موٹا سوتی اور اونی کپڑا بنتا ہے۔ کولہاپور کا انتظام مہاراجہ صاحب فرماتے ہیں۔

کول پہاڑ:۔ ممالک مغربی و شمالی کے جنوبی کوہستان کا ایک پہاڑی قصبہ و ریلوے سٹیشن ہے جو ہمیرپور سے ۶۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ مشہور بندیلہ سرغنہ چھترسال کے لڑکے راجہ جگت اور راجہ جیت پور نے اسے آباد کیا تھا۔ راجہ جگت کے بڑا ایک لڑکے نے اپنے لئے قصبہ میں ایک عالیشان محل بنوایا۔ جس کے کھنڈر اب تک موجود ہیں آبادی ۶۲۰۰ تحصیل۔ پولیس چوکی۔ سکول۔ سرائے۔ تالاب مساجد و منادر کے علاوہ ڈاکخانہ بھی کھلا ہوا ہے۔ یہاں کی اشیاء تجارت غلہ۔ روئی اور رنگ ہیں۔

کولٹلام:۔ (دیکھو تنادلی)

کونور۔ کوہستان نیلگری میں سطح سمندر سے ۶۱۰۰ فیٹ کی بلندی پر واقع ہے یہاں تمام سال قیام کرسکتے ہیں کیونکہ ٹمپریچر ۶۵ درجہ سے کبھی

زیادہ نہیں ہوتا۔ اور بہ نسبت اوٹکمانڈ کے بارش کم ہوتی ہے یہ اوٹکمانڈ سے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ آب وہوا اینگلو انڈین اشخاص کے نہایت موافق ہے یہ پریزیڈنسی مدراس کا صحت گاہ ہے۔ تقریباً بیس میل عمدہ سڑکیں بنی ہوئی ہیں جن کے کناروں پر جھاڑیاں اور خودرو پھول اُگے ہوئے ہیں بہرکیف ہندوستان کے کوہستانی قطعات میں یہ مقام بھی غنیمت ہے۔ بذریعہ جہاز آبشار کیتھرائن کا لطف اٹھا سکتے ہیں درختوں کے کنارے تین میل سڑک طے کرکے نسبتاً ایک تنگ سڑک میں داخل ہوتے ہیں۔ جس کے آگے لینڈی کینگ کا مقام ہے" کونور سے قلعہ پیلنگ کی سیر کو بھی جاتے ہیں جو دن بھر کی تھکا دینے والی تفریح ہے۔ ویلنگٹن کا فوجی سٹیشن ہے۔ اور کونور سے اڑہائی میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ویلنگٹن با کونور سے اوٹکمانڈ ساڑھے دس میل ہے۔ یہاں بہت سے ہوٹلوں میں سے گریے۔ ڈیوڈسن اور ریگن کے ہوٹل مشہور ہیں۔

قریب ترین ریلوے سٹیشن میٹو پالیام ہے۔ جو مدراس سے بفاصلہ ۳۲۷ میل مدراس ریلوے شاخ نیلگری پر اوٹکمانڈ سے یہ مسافت ۲۳ میل کونور گھاٹ پر واقع ہے میل تانگے کا کرایہ حسب ذیل ہے:۔ میٹو پالیام سے کونور فی سواری ۔ول روپیہ ہے۔ کونور سے اوٹکمانڈ آٹھ روپے۔ کونور سے میٹو پالیام تین روپیہ ہے۔ پورے تانگے (تین سواریوں) کا کرایہ میٹو پالیام سے کونور تک اڑتالیس روپیہ۔ کونور جانے سے پہلے مدراس کیریئنگ کمپنی (ماؤنٹ روڈ۔ مدراس) کو اپنی روانگی کے وقت سے بنظر سہولت اطلاع دیدینی چاہیئے۔

کوہاٹ:۔ دریائے توئی کے شمالی کنارہ پر پشاور کے جنوب میں ۲۷ میل کے فاصلہ پر آباد ہے۔ یہ ایک وسیع فوجی سٹیشن درہ کوہاٹ کے بالمقابل ہے درہ مذکور وادی کرم میں داخل ہونیکا راستہ ہے۔ این ڈبلیو ریلوے خوشحال گڑھ تک جاتی ہے۔ وہاں سے تیس میل بذریعہ تانگے کے طے کرکے کوہاٹ پہونچتے ہیں ڈاک بنگلہ یہاں موجود ہے۔ کوہاٹ میں تین ہزار سپاہ کے قیام کے لئے بارکیں بنی ہوئی ہیں موسم وہوا خوشگوار ہے۔ لیکن پانی اچھا نہیں۔ کوہاٹ۔ مفرصحت مقام ہونے کو اسی سے منسوب کیا جاتا ہے یہاں معمولی سرکاری دفاتر کے علاوہ

جیل - مدراس - شفاخانہ اور ڈاکخانہ بھی کھلا ہوا ہے -

کوئٹہ :- بذریعہ بی - آئی - این کمپنی کے سٹیمر کے (جو ہفتہ میں دو مرتبہ کراچی جاتے ہیں) کراچی جائیں - اس بحری سفر میں تین روز صرف ہوں گے اور ۶۰ روپیئے کرایہ لگے گا - کراچی سے بتوسط نارتھ ویسٹرن ریلوے ۵۴۹ میل مسافت قطع کرنے کے بعد ریلوے دو حصوں میں منقسم ہو جاتی ہے - بائیں ہاتھ کی شاخ درہ بولان سے گذر کر ۹۰ میل کی مزید قطع مسافت کے بعد کوئٹہ پہونچتی ہے جو پانچہزار چہ سو فیٹ سطح سمندر سے بلند ہے - کوئٹہ برٹش بلوچستان کا دارالحکومت اور ہندوستان کی شمال مغربی سرحد کی ایک بہت بڑی اور وسیع فوجی چھاؤنی ہے کوئٹہ قلعہ پر بھاری توپیں بار ہیں اور اس میں دیگر سامان جنگ بھی افراط سے ہے - گذشتہ پانچ سال کے تجربے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بالا وسط ۸۰۰ اینچ سالانہ بارش ہوتی ہے - سرکاری ڈاک بنگلہ موجود ہے - بلوچستان ایجنسی - ڈاکخانہ - تارگھر - دفتر خزانہ کی عمارات کے علاوہ انگل مارکٹ اور کوئٹہ کلب بھی قایم ہے - افواج مقیم کوئٹہ کی تفصیل یہ ہے - ۲۲۰۰ یوروپین پانچہزار آٹھسو وسیپاہی اور اٹھارہ بڑی توپیں -

زیارت جو سطح سمندر سے ۸۰۰۰ فیٹ بلند ہے - ایجنٹ گورنر جنرل کے رہنے کا مقام ہے اور بہت سے سرکاری دفاتر بھی موجود ہیں

کومبٹور :- مدراس ریلوے کی شاخ نیلگری پر پوڈانور سے چار میل کا فاصلہ رکھتا ہے اور صاحب کلکٹر کا ہیڈ کوارٹر ہے - اس سے تین میل آگے پیرور کا مشہور مندر ہے - جس کے درشن کے لئے ملایا اور دیگر مقامات سے بکثرت اشخاص آتے ہیں - یہاں کاتنے اور بننے کے دخانی کارخانہ کے سوا ڈاک بنگلہ - مشن آفس - سیونگ بنک اور تار کے دفاتر بھی قایم ہیں -

کومبٹور سطح سمندر سے ۱۴۳۷ فیٹ بلند ہے - فراز کومبٹور میں ساگوان کے وسیع جنگلات ہیں - جن میں وحشی ہاتی - چیتے - ریچھ اور دیگر جنگلی حیوانات پائے جاتے ہیں -

کہام گاؤں :- (مغربی برار) جی - آئی - پی ریلوے سے جلمب دنان سے

سٹیٹ ریلوے (جو مارچ ۱۸۷۰ء میں کھولی گئی ہے) کے ذریعہ سے کھام گاؤں پہونچ جاتے ہیں کلکتہ سے ۵۵۵ میل اور ۳۹ گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۳۸-۸-۳ اور گیارہ روپیہ ہے۔ بمبئی سے ۳۴۴ میل اور پندرہ گھنٹے کا سفر ہے۔ کرایہ ۲۱-۱۰½ اور پانچ روپیہ ہے ایک پست و ہتیا عمدہ پہاڑ قصبہ کو گھیرے ہوئے ہے برار میں سب سے بڑی روئی کی تجارت گاہ ہے۔ کھام گاؤں سوتی پاچہ نارنگی کے باغات۔ نمک۔ افیون اور پتھر کے ظروف کے لئے مشہور ہے۔ ایک بینک اور متعدد روئی کے کارخانے اور پریس جاری ہیں۔

کھنڈوہ:- بذریعہ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے بمبئی سے ۳۵۳ میل کے فاصلہ پر ہے۔ کرایہ ۲۲-۱۱- اور ساڑھے پانچ روپیے ہے۔ ہلکر نیمچ ریلوے براہ بھوساول مندرجہ عنوان سٹیشن جنکشن ہے۔ سول آبادی رکھنے کے علاوہ یہ نیماڑ کا ہیڈکوارٹر اور ضلع ہے۔ اور تمام معمولی دفاتر جن میں محکمہ تار۔ ڈاک خانہ۔ سول ہسپتال وغیرہ شامل ہیں یہاں قائم ہیں۔ ڈاک بنگلہ اور فوجی آرامگاہ بھی موجود ہے۔ سٹیشن ویٹنگ ریفرشمنٹ روم بھی رکھتا ہے۔ گاڑیاں مل سکتی ہیں۔ اونکا منڈھانہ مندر کے (جو کھنڈوہ سے چالیس میل ہے) سیاحوں کو سناوڈ سٹیشن (ہلکر نیمچ ریلوے) کو جانا چاہئے۔ سناوڈ سے دیسی گاڑیاں مندر مذکور تک پہونچنے کے لئے دستیاب ہوسکیں گی تونا بھوانی کا میلہ ہر سال جنوری یا فروری میں سٹیشن سے چار میل کے فاصلہ پر ہوا کرتا ہے جس میں تقریباً دس ہزار تماشائیوں وغیرہ کی بھیڑ بھاڑ ہوتی ہے۔

کھنڈالہ:- بذریعہ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے بمبئی سے ۷۰ میل دور اور دو گھنٹے کا راستہ ہے کرایہ ۵-۲½ اور سوا روپیہ ہے اوپر گھاٹ کی چوٹی کے قریب یہ ایک عمدہ کوہی مقام اور صحت گاہ ہے۔ موسم گرما میں ساحل کی گرم ہوا سے متاذی ہوکر بمبئی کے یوروپین عہدہ دار وغیرہ یہاں اکثر آتے ہیں۔ کیونکہ بہ نسبت مہابلیشور یا ماتھیران کے یہاں آسانی سے پہونچ سکتے ہیں۔ سیاح اور شکاریوں کے لئے ہر ایک قسم کی دلچسپیاں رکھتا ہے۔ اس کا [illegible] موقعہ جہاں سے ایک بہت بڑا نالہ دکھائی دیتا ہے جس پر درختوں کی شاخیں سایہ افگن ہیں چاندی کی سی نہریں جو نیچے بہ رہی ہیں۔ اور ایک بڑا [illegible] ہے یہ تمام نظارے عجائبات قدرت کے قدرشناسوں کی

نگاہوں کو مسحور کئے لیتی ہیں مشرق کی سمت دیوگڑھ کا پہاڑ واقع ہے جہاں سے کونکن کا عمدہ نظارہ ہوسکتا ہے نالے کے بالمقابل اور اسٹیشن سے نصف میل کے فاصلہ پر ایک نیا خوشنما آبشار ہے۔ موسم برسات میں پہاڑ کی بلندی سے پانی کا گرنا ایک نہایت لطف انگیز سین ہے فرنیچر و ساز و سامان سے آراستہ مکانات موسم (اپریل۔مئی۔جون۔یا اکتوبر۔نومبر۔دسمبر) خواہ قلیل قیام کے لئے مل سکتے ہیں۔ بازار میں ہر قسم کی چیز بہم پہونچ سکتی ہے۔

کھورائی:۔ آئی۔ایم۔ ریلوے کی شاخ بینا کا ایک قصبہ ہے جو بینا سے ۱۳ میل کے فاصلہ پر اسکا دوسرا اسٹیشن ہے۔ یہاں ایک بڑا بازار ہے گرد و نواح میں سیاہ ہرن کا شکار بکثرت ہے۔

کیمبے:۔ بڑودہ کے مغرب میں ۵۲ میل کے فاصلہ پر خلیج کیمبے پر واقع ہے۔ یہ نواب کا قدیمی دارالحکومت ہے آبادی ۳۱۳۹۰ عقیق سنگ سلیمانی اور دیگر قیمتی پتھر یہاں بکثرت ملتے ہیں۔ چیتے کا شکار بھی بہت ہے۔

گ

گاڈاگ:۔ ضلع دھارواڑ کا سب ڈویژن اور بیجاپور شاخ ایم ایس ایم کا جنکشن ہے۔ بمبئی سے بفاصلہ ۴۷۵ میل تیرہ گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۲۹۔۱۴۔۱ اور چھ روپیہ ہے۔ مدراس سے ۳۰۹ میل کی مسافت اور ۱۲ گھنٹے کا سفر ہے کرایہ ۲۵۔۱۲۔۱ اور پانچ روپیہ ہے یہ ایک خوشحال و ترقی پذیر شہر ہے جہاں روئی اور ریشمی و سوتی کپڑوں کی تجارت ہوتی ہے یہاں انگریزی اور باسل مشن کے گرجے۔ عدالت سب جج۔ ڈاکخانہ اور تار کے دفاتر موجود ہیں سرکی ویرانرائنا سوامی کا ایک بڑا اور قابل وقعت مندر بنا ہوا ہے۔ اسٹیشن ریفرشمنٹ روم رکھتا ہے کرایہ کی گاڑیاں میسر نہیں آتیں۔

گاری سوپو (آبشار):۔ بمبئی سے آبشار تک پہونچنے کا آسان راستہ ہے۔ بی۔آئی۔ایس۔این کمپنی کے اسٹیمر یا ساحل کشتی کے ذریعے کاروار کرایہ ۴۵ روپیہ۔ غیر ساحل کشتی کا کرایہ ستر روپیہ۔ کاروار سے بو ساطت "ہنول" کمپٹہ ۴۵

میل) کرایہ ۱۲ روپیئے۔ بہر منچول کے ذریعہ سے بہ مسافت ۱۲ میل ہنونان در۔ کرایہ تین روپیہ بعدہ بذریعہ کشتی گرسوپو (۱۰ میل) موخرالذکر مقام سے آبشار تک ۱۸ میل بذریعہ منچول۔ سیاح کو گرسوپہ میں پرانی آبادی کے کھنڈرات کے دیکھنے کے لئے زیادہ قیام کرنے کی ضرورت نہیں۔ ڈپٹی کلکٹر یا معاملندار کاوار کو درخواست کرنے سے منچول کا انتظام ہوسکتا ہے مگران عہدہ داروں کو اور دو روز پہلے اطلاع دینی چاہئے۔ تاکہ وہ ڈاک کا انتظام کرسکیں۔ کمپٹہ میں بھی معاملندار منچول بہم پہونچا سکتا ہے۔ کاروار سے روانہ ہونے سے پہلے سیاح کو معاملندار ہنونان ور کو لکھنا چاہئے کہ وہ دریائے گرسوپو کی سیر کے لئے ایک کشتی اور آبشار تک منچول کے اٹھانے کے لئے حمال اور غذا وغیرہ کا سامان مہیا کر رکھیں۔ اشیا کاروار۔ کمپٹہ۔ ہنا ور۔ اور آبشار کے قریب ڈاک بنگلے بنے ہوئے ہیں۔ متصل آبشار کوئی گاؤں نہیں جہاں سے کھانے پینے کی ضرورت بہم پہونچ سکیں۔ اس آبشار کو آخر اکتوبر یا نومبر میں دیکھنا مناسب ہے۔ کیونکہ بارش کے بعد ان آبشاروں کے سیلاب کیوجہ سے ضلع کنارہ کی مرطوب آب وہوا بخار انگیز ہو جاتی ہے۔ چھوٹے ساحل سٹیمر اکثر اور بی۔ آئی۔ ایس۔ این کمپنی کے سٹیمر شاذ و نادر ساحل کمپٹہ کو مس کرتے ہیں۔ اگر سیاح نے ہماری ہدایت پر عمل کیا تو وہ زائد خرچ کے علاوہ کاروار اور کمپٹہ کے مابین طویل سفر (جو چودہ گھنٹے سے کم میں نہیں ہوسکتا) کی بہت سی تکالیف سے محفوظ رہیگا۔

چار ممتاز آبشاریں جنکو یکجا دیکھ سکتے ہیں:۔ (۱) راجہ (۲) رودرا (گرجنے والا) (۳) راکٹ (۴) اور ڈیم بلینچی۔ اول الذکر آبشار ۸۳۰ فیٹ کی بلندی سے سیدھا ایک چشمہ میں گرتا ہے جو ۱۳۲ فیٹ عمیق ہے بقیہ تین ڈھلوان چٹانوں پر بہتے ہیں وادی اور آبشاروں تک نظارہ نہایت دلفریب و شاندار ہے۔

گالی یا گیلی :۔ (سیلون) کلمبو میں بحری پشتہ تعمیر کئے جانے سے پہلے تمام سٹیمر گالی میں ٹہرا کرتے تھے۔ اور اس زمانہ میں یہ ایک سربرآوردہ قصبہ تھا کلمبو سے ۷۲ میل کی مسافت پر آباد ہے چار گھنٹے میں بذریعہ ریل کلمبو سے یہاں پہونچتے ہیں۔ قلعہ نہایت نفیس موقعہ پر بنا ہوا ہے اسکے گرد او ساحل بحر پر سیر کرنا لطف سے

خالی نہیں۔ گالی لیس کے لئے مشہور ہے۔ جن کو سنگالی عورتیں ہاتھوں سے بنتی ہیں۔ نارجیل اور خشک مچھلیوں کی یہاں زیادہ تر تجارت ہوتی ہے پرتگیزوں کے تسلط کے زمانہ کی عمارات اور آثار ابتک موجود ہیں۔

گلبرگہ:۔ علاقہ نظام میں تعلقہ دار اور اگزیکٹیو انجنیر کا صدر مقام ہے سنٹرل جیل ڈاکخانہ جات (ریاستی و انگریزی) یہاں قایم ہیں۔ پرانا منہدم قلعہ اور مقابر دیکھنے کے قابل ہیں۔ سید محمد گیسو دراز کی درگاہ پر سالانہ عرس ہوا کرتا ہے سات گنبدوں کے سمت مشرق میں شاہان بہمینہ کی قبریں بنی ہوئی ہیں۔ سٹیشن سے دو میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹے سے پہاڑ کی چوٹی پر ایک بڑا گنبد اور غار ہے جو کسی زمانہ میں سارقوں اور رہزنوں کا ملجا و ماوا تھا۔

گنتور:۔ ضلع کسٹنا کا تعلقہ ہے جو بنرواڑہ سے ۰ ۲ میل کے فاصلہ پر ایس ایم۔ ریلوے پر واقع ہے۔ یہاں روئی کی تجارت بہت ہوتی ہے۔ کئی ایک روئی دبانے کے کارخانے جاری ہیں اور ایک بینک بھی ہے۔

گنتا کل جنکشن:۔ ایس ایم۔ ریلوے اور بلاری کسٹنا ریلوے کا جنکشن ہے جو بمبئی سے ۱۸۵ میل دور اور بیس گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۳۲ ۱۹۔ اور آٹھ روپیئے ہے۔ مدراس سے ۲۰۵ میل اور دس گھنٹے کا سفر ہے کرایہ ۸۔ ۱۱۔ اور ۳ روپیہ ہے۔ ریفرشمنٹ و ٹنگ روم کے علاوہ سپاہ کے لئے بھی آرام گاہ بنی ہوئی ہے انگریزی تار گھر موجود ہے۔

گوا:۔ پرتگالی ہند کا دارالحکومت ہے۔ شپیرڈ کے سٹیمروں کے ذریعہ سے بمبئی سے براہ راست گوا پہونچ سکتے ہیں۔ سٹیمر ان مذکور مخلیج موڈی سے روزانہ روانہ ہوتے ہیں۔ کرایہ دس روپیئے ہے۔ لیکن مسافروں کو غذا ہمراہ لیجانی چاہیئے یہ سفر ساڑھے چھبیس گھنٹے کا ہے۔ اس کا دوسرا راستہ یہ ہے کہ ایس ایم ریلوے میں پونا سے روانہ ہوکر دوسرے روز مارما گوا پہونچیں اور پھر شپیرڈ کے سیٹمر میں ایک گھنٹہ سفر کرکے گوا داخل ہو جائیں۔ شپیرڈ کے سٹیمر ہر ایک ٹرین کا انتظار کرتے ہیں۔ پرانے گوا میں ایک تصویر خانہ ہے جس میں سولہویں صدی سے ابتک کے گورنروں کی تصویریں ہیں۔ علاوہ بریں فرنسس اگزاویئر کی قبر اور اس سے

چار میل کے فاصلہ پر گرجا دیکھنے کے قابل ہے۔

گوا در اصل تین شہروں کا نام ہے جو جنوبی ہند کی تاریخ کے تین مختلف زمانوں کی یاد دلاتے ہیں۔ مسلمانوں کے حملے سے پیشتر ان میں سب سے قدیمی ایک ہندو شہر تھا۔ دوسرا شہر پرانا گوا کہلاتا ہے جو سابق میں پرتگیزوں کا پایہ تخت تھا۔ تیسرا شہر جس کا نام پنجیم ہے پرتگیزوں کی موجودہ دارالحکومت ہے پرانا گوا مسلمانوں نے ۱۴۷۹ء میں آباد کیا تھا۔ جسے ۱۵۱۰ء میں اسبوکرک نے فتح کر کے پرتگالی سلطنت ایشیا کا پایہ تخت قرار دیا۔ سولھویں صدی کے اخیر میں قدیم گوا اوج واقبالمندی کی منتہا بے کمال کو پہونچ گیا۔ اسکا زوال بھی ایسے ہی سرعت سے ہوا۔ جس تیزی سے اُس نے ترقی کے مراحل طے کئے تھے۔ اب صرف مندرجہ ذیل چند مذہبی عمارتیں اس کی گذشتہ شان وشوکت کو زبان حال سے بتانے کے لئے باقی رہگئی ہیں۔ (۱) سینٹ کیتھراین کا وہ گرجا جو اسبوکرک نے گوا کی فتح کے مسرت میں اس شہر میں داخل ہونے پر بنایا تھا۔ (۲) سینٹ فرنسس کی خانقاہ جو پہلے ایک مسجد تھی۔ اور بعد میں کیتھلک گرجا بنائے گئے۔ گوا میں یہ پہلی کیتھلک خانقاہ تھی۔ (۳) سینٹ کیتراین کا دوسرا گرجا جو ۱۵۵۱ء میں تعمیر ہوا۔ (۴) گرجائے بام جو انیک شاندار عمارت ہے۔ اس میں سینٹ فرانسس اگزاویئر کی قبر بھی بنی ہوئی ہے (۵) خانقاہ سینٹ مونیکا۔ جنکی تعمیر ۱۶۰۶ء میں شروع ہو کر ۱۶۲۷ء میں انتقام کو پہنچی (۶) سینٹ کیجیٹن کی خانقاہ۔ جو سینٹ پیٹر کی خانقاہ روما سے مشابہ ہے۔ گوا کے ہوٹل کے آرام دہ نہونے کی وجہ سے اس کی سفارش نہیں کیجاسکتی۔ بہتر یہ ہے کہ سیاح مرما گاؤں میں جا کر وہاں کے بنگلہ میں قیام کریں۔ اسے دکاندار کے ذریعہ سے پرانی گوا میں اس مضمون کی تار بھجوا دینی چاہیے۔ کہ خلیج کے ساحل پر اُترتے ہی وہاں انہیں گاڑی ملجائے۔ اس خلیج کو صبح کیوقت ریلوے کشتی کے ذریعہ سے عبور کر کے اور گاڑی میں سوار ہو کر آسانی سے پرانے گوا میں پہونچ سکتے ہیں۔ شام کے سٹیمر میں واپس آسکتے ہیں۔ دوپہر کا کھانا ہمراہ لیجانا چاہیئے۔

گوالندو:۔ ضلع فرید پور (متصل ڈھاکہ) کا سب ڈویژن اور ریلوے سٹیشن ہے اور دریاے گنگا و برہم پتر کے جائے اتصال پر واقع ہے۔ کلکتہ

سے ۵۰ میل کی مسافت رکھتا ہے۔ کرایہ ۱۴۔۷۔ اور دو روپیہ۔ اس قصبہ میں منصفی دسٹرکٹ یری مجسٹریٹوں کی عدالتیں۔ پولیس چوکی۔ شفا خانہ۔ بازار اور ڈاکخانہ موجود ہے۔ یہاں کی تقریبًا تمام تجارت یہی ہے۔ کہ اسباب کو دریا کے گھاٹ سے اٹھا کر ریلوے پر بار کیا جائے۔ نراین گنج کے مسافر یہاں ٹرین سے اتر کر بذریعہ سٹیمر نراین گنج جاتے ہیں۔

گوالیار:۔ اٹارسی سے بفاصلہ ۲۹۹ میل آئی۔ ایم۔ ریلوے پر آباد ہے یہ شہر مندرجہ ذیل تین وجوہات سے مشہور ہے۔ (۱) مذہب جین کا قدیمی عبادتگاہ ہے (۲) ۱۴۸۶ء سے ۱۵۱۶ء تک یعنی اہل ہنود کی اعلی درجے کی اقبال مندی کے زمانہ کی عمارات یہاں دیکھنے میں آتی ہیں۔ (۳) ہندوستانی ریاستوں میں اپنے بے نظیر کوہی قلعہ پر ناز کرسکتا ہے۔ کلکتہ سے ۹۲۰ میل دور اور ۳۰ گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۸۳-۱۴ - اور ۱۲ روپئے ہے بمبئی سے ۷۶۳ میل کی مسافت اور ۲۸ گھنٹے کا سفر ہے۔ کرایہ ۷۴-۳-۲۴۔ اور گیارہ روپئے ہے۔ قلعہ گوالیار جو جھانسی کے معاوضہ میں ریاست کو دیا گیا ہے۔ ایک علیحدہ پہاڑ پر واقع ہے۔ قلعہ کا رخ عمودی وضع کا ہے۔ اس کی زیادہ سے زیادہ لمبائی شمال مشرق سے جنوب مغرب تک ڈیڑھ میل اور زیادہ سے زیادہ عرض تین سو گز کا ہے۔ پہاڑ کا شمالی گوشہ جو سب سے بلند ہے۔ سطح زمین سے ۳۴۲ فیٹ اونچا ہے۔ مشرقی رخ پر کئی بڑی تصویریں ہیں۔ قلعہ کے گرد ایک فصیل بنی ہوئی ہے۔ فصیل مذکور تک ڈھلوان سڑک اور اس کے آگے چٹانی سیڑھیوں کو طے کر کے پہونچ سکتے ہیں۔ ان وسیع سیڑھیوں کی حفاظت کے لئے بیرونی رخ پر ایک موٹی سنگی دیوار بنی ہوئی ہے اور نیز سیڑھیوں میں توپیں بھی لگی ہوئی ہیں۔ فصیل کے شمال مشرقی سمت میں قلعہ استادہ ہے۔ منظر نہایت خوشنما ہے۔ پرائیوٹ سکرٹری ہزہائنیس مہاراجہ کو لکھنے سے سیاحوں کی سواری کے لئے ہاتھیوں کا انتظام ہوسکتا ہے۔ گوالیار کا پرانا شہر گو بہت بڑے قد و قامت کا ہے۔ مگر بے قاعدہ بنا ہوا ہے۔ ہزہائنیس مہاراجہ صاحب نے معزز سیاحوں کے قیام کے واسطے سٹیشن کے پاس ایک بنگلہ بنوایا ہے جس میں خاص حد تک کسی اشخاص کو بعض شرائط سے رہنے کی اجازت دیجاسکتی ہے یہ

شرائط انجنیر انچارج گوالیار رزیڈنسی سے معلوم کئے جا سکتے ہیں۔ اور انھیں کے پاس بنگلہ میں اُترنے کے متعلق درخواست بھی بھیجنی چاہیئے۔ گوالیار جانے سے پہلے سیاحوں کو انجنیر کے جواب کا انتظار کرنا مناسب ہے۔ ریفرشمنٹ روم کے علاوہ سٹیشن کے پاس ہی ایک آرام گاہ بھی ہے۔ محل ساکیہ اور پھول باغ گوالیار میں دیکھنے کے قابل مکانات ہیں۔

گوالیار کا پرانا شہر پہاڑ کی مشرقی بنیاد پر واقع ہے گوالیار میں دو مشہور مندر ہیں ایک ساس بہو کا مندر کہلاتا ہے جو سنہ ۱۰۹۳ء میں بنایا گیا تھا۔ دوسرا تلیکا نامی مندر، قلعہ گوالیار میں ہے۔ گوالیار میں جین مذہب کی یادگار پہاڑی غار اور بُت خانے ہیں۔ مہاراجہ مان سنگھ کا بنایا ہوا محل جو سنہ ۱۴۸۶ء سے شروع ہو کر سنہ ۱۵۱۶ء میں درجۂ تکمیل کو پہونچا تھا۔ ہندوؤں کی پرانی طرز تعمیر کا عمدہ نمونہ ہے۔ اس محل کی بارہ دری ۴۲ فیٹ مربع ہے اس کی سنگی چھت بارہ ستونوں پر قایم ہے۔ یہ بارہ دری بلحاظ صناعی و خوش منظری نہایت خوبصورت ہے۔

گوٹی:۔ اس قصبہ کے قریب ایک دلچسپ پرانا قلعہ ہے۔ جس کی چوٹی سطح زمین سے ۱۰۰ ۹ فیٹ بلند ہے بمبئی سے ۳۶ ۵ میل دُور اور ایس گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۲۳۔۱۲۔ اور آٹھ روپئے ہے مدراس سے ۲۷۵ میل کی مسافت اور ۹ گھنٹے کا سفر ہے۔ کرایہ ۱۶۔۸ اور ۲ روپیہ ہے۔ گرد و نواح میں شکار بکثرت ہے۔

گوجرانوالہ:۔ قسمت لاہور کا ایک ضلع ہے خوشحال مغرب میں دریائے چناب جنوب اور جنوب مغرب میں اضلاع جھنگ و منٹگمری و لاہور اور مشرق میں ضلع سیالکوٹ سے محدود ہے۔ رقبہ تین ہزار سترہ مربع میل یہ لاہور سے براہ ریل ۴۱ میل کے فاصلہ پر ہے سول سٹیشن شہر جنوب مشرق میں ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے جسکو ٹرنک روڈ اور ریلوے لاین شہر سے جدا کرتی ہے۔ عدالت ہائے ضلع۔ خزانہ۔ جیل۔ شفاخانہ۔ ڈاکخانہ یہاں موجود ہیں۔ پیتل کے برتن۔ زیورات شال کے کناروں کا کام سوتی اوڑھنیاں وغیرہ گوجرانوالہ میں بنتی ہیں۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ سابق والی پنجاب اور اُن کے باپ سردار مہاں سنگھ کی سمادیں یہاں مشہور ہیں کہ جنکا یہ مولد تھا۔

گوداوارہ:۔ بذریعہ جی۔آئی۔پی۔ریلوے بمبئی سے ۵۳۶ میل کے فاصلہ پر ہے کرایہ ۲۳۔اور ۱۲ روپئے ہے جبل پور سے ۸۰ میل کی مسافت رکھتا ہے۔ اور مہیا پانی کے کانہائے کوئلہ کی شاخ کا جنگشن ہے۔یہاں کپڑا بہت بُنا جاتا ہی اور انگریز اپنے فن میں کامل ہیں۔یہ بڑی تجارت گاہ ہے۔غلہ۔بیج۔روئی۔گھی اور کوئلہ یہاں سے اور ملکوں کو جاتا ہے۔

گودر:۔ نیلور سے ۴۰ میل اور سمندر سے تقریباً ۱۰ میل کے فاصلہ پر آباد ہے خاص عمارات بعض سرکاری محکمہ جات۔ایک چھوٹے سے مندر۔ڈاکخانہ اور گرجے پر مشتمل ہیں۔

گوڑ:۔ بنگالہ کا پرانا دارالسلطنت جو اپنے کھنڈرات کیلئے مشہور ہے ایسٹ انڈین ریلوے (لکھی سرائے سے براہ منگیر تا بردوان) کی لائین اعظم پر راج محل سے تقریباً تئیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔جو سیاح گوڑ جانا چاہیں انھیں دو لنگی سے پہلے جائے قیام وغیرہ کے لئے مجسٹریٹ مالدہ کو لکھکر جواب کا انتظار کرنا چاہیئے مالدہ ضلع کا انتظامی ہیڈ کوارٹر ہے۔

گورکھپور:۔ بنگال انڈین ڈبلیو ریلوے کا جنگشن مظفر پور سے ۱۷۷ میل کے فاصلہ پر علاقہ نیپال کے متصل قسمت بنارس کا ایک شہر ہے۔آبادی ۵۵ ہزار دریائے راپتی کے کنارے پر بسا ہوا ہے غلہ اور شہتیر یہاں کی اشیائے تجارت میں ڈاک بنگلہ۔ڈاکخانہ اور دیگر سرکاری دفاتر یہاں موجود ہیں۔

گوکاک:۔ ایس۔ایم۔ریلوے کے گوکاک روڈ سٹیشن سے دس میل آگے واقع ہے۔ضلع بلگاؤں کا سب ڈویژن ہے۔ریلوے سٹیشن کے مشرق میں تین میل کے فاصلہ پر روئی کا ایک کارخانہ ہے۔جو پانی کی طاقت سے چلتا ہے گوکاک کھلونوں کے لئے مشہور ہے جو پھلوں وغیرہ کے نمونوں پر ہوتے ہیں۔ یہ کھلونے ایک خاص قسم کی ہلکی لکڑی و مٹی سے جو گوکاک کے گرد و نواح میں پائی جاتی ہے۔بنائے جاتے ہیں یہاں کا آبشار بھی دیکھنے کے لائق ہے۔

گولکنڈہ:۔ قلعہ گولکنڈہ اور اس کا منہدمہ شہر حیدرآباد سے ساڑھے چھ میل کے فاصلہ پر ہے جو زمانہ سابق میں قطب شاہیوں کی طاقت اور سلطنت

کا مرکز و پایہ تخت تھا۔ ان بادشاہوں کے مقبرے دیکھنے کے قابل ہیں۔ قلعہ میں اب سرکار نظام کا خزانہ رہتا ہے۔ اور اس کے ایک حصہ میں قید خانہ ہے کوہ نور ہیرا گولکنڈہ میں نہیں پایا گیا تھا۔ بلکہ ریاست نظام کی جنوب مشرقی سرحدی مقام پارٹیل میں ملا تھا اور گولکنڈہ میں تراشا گیا تھا۔

گونا :۔ آئی۔ ایم ریلوے پر بینا سے ۵۶ کا فاصلہ رکھتا ہے۔ اور بینا گونا ریلوے کا انتہائی مقام ہے۔ یہ علاقہ گوالیار میں آگرہ واندور کی بڑی سڑک پر واقع ہے۔ سنٹرل انڈیا ہارس کی ایک رجمنٹ کا ہیڈ کوارٹر یہی ہے گونا کے جنوب میں پانچ میل کے فاصلہ پر بجران گڈھ کا بڑا قصبہ ہے۔ جس میں صوبہ دار ضلع رہتا ہے۔ سٹیشن پر وٹنگ روم موجود ہے۔

گوندیہ :۔ بنگال ناگپور ریلوے پر ناگپور سے ۸۱ میل کے فاصلہ پر ہے۔ شہر سٹیشن کے نزدیک ہے آبادی زیادہ تر مرواڑیوں کی ہے۔ غلہ چاول اور دیگر اجناس سے بیرونجات کو بھیجے جاتے ہیں۔ ڈاک بنگلہ سٹیشن کے قریب ہے

گوہوٹی :۔ سابق میں کمشنر آسام یہاں رہتا تھا۔ کلکتہ کے شمال مشرق میں ۵۵۸ میل کے فاصلہ پر ہے۔ چاول اور انڈیا ربڑ یہاں کی پیداوار ہے۔

گیا :۔ ای۔ آئی ریلوے کی شاخ پٹنہ گیا برنچ کا انتہائی مقام ہے۔ کلکتہ سے ۲۹۵۔ اور بانکی پور سے ۵۷ میل کے فاصلہ پر واقع ہے مذہب بدھ کا قدیمی ہیڈ کوارٹر ہونے کی وجہ سے یہ اعلیٰ درجہ کی تاریخی وقعت رکھتا ہے چنانچہ ریلوے سٹیشن سے گیارہ میل کے فاصلہ پر بدھ گیا کا عظیم الشان مندر ابتک اس مذہب کے عروج کے زمانہ کو یاد دلا رہا ہے۔ مندر مذکور اور دیگر مندر اب برہمنوں کے ہاتھوں میں ہیں۔ شرادھ یا مردہ عزیز و اقارب کے رسوم کے متعلق کثیر التعداد جاتری ہندوستان کے ہر حصے سے یہاں آتے ہیں۔ کیونکہ اہل ہنود کا اعتقاد ہے کہ جسکا مرغ روح یہاں قفس تن سے پرواز کر جائے۔ وہ سیدھا بیکنٹھ (بہشت) کو جاتا ہے کلکتہ سے گیا چودہ گھنٹے کا راستہ ہے۔ اور کرایہ ۱۰-۱۰-۳۷ اور پانچ روپیہ لگتا ہے۔ سٹیشن سے ایک میل کے فاصلہ پر ایک عمدہ ڈاک بنگلہ ہے۔ یہیں وہ درخت ہے جس کے نیچے حضرت مسیح کے پیدا ہونے سے ۵۱۸ سال پہلے بدھ کا دل و

دماغ ۳۵ سال کی عمر میں غیبی نور سے کامل طور پر منور ہو گیا تھا۔ یہ بڑھ کا درخت کہلاتا ہے اس کے قریب امرا برہمن کا مندر ہے جو اُس نے چھٹی صدی عیسوی میں تعمیر کروایا تھا (دیکھو فرگوسن کی تاریخ تعمیرات ہند)

ل

لارکھادا:۔ یہ میونسپل قصبہ اور سب ڈسٹرکٹ ہے۔ اور شکارپور سے ۴۴ میل کے فاصلہ پر زرخیز اور آباد ملک سے گھرا ہوا ہے۔ لارکھادا کی آبادی گیارہ ہزار ہے۔ یہاں کی سیرگاہوں۔ باغات اور سایہ دار سڑکوں نے اسے "عدن سندھ" کا خطاب عطا کیا ہے۔ دیوانی عدالت۔ سرکاری عمارت۔ ڈاک بنگلے شفاخانہ اور ڈاکخانہ کے علاوہ یہاں تین بازار ہیں۔ ضلع میں یہ سب سے بڑی تجارتی منڈی ہے۔ علاوہ بریں دہات کی چیزوں کپڑے اور چمڑے کی بھی خرید و فروخت ہوتی ہے

لاکی:۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے کا لاہور سے بفاصلہ ۴۰ میل ایک گاؤں ہے جو دریائے سندھ کے مغربی کنارے درہ لاکی کے متصل واقع ہے۔ جس میں سے سندھ پنجاب اور دہلی ریلوے گذرتی ہے۔ ڈہارا فرتھ کا گرم چشمہ دو میل کی مسافت پر ہے گرد و نواح میں بٹیر اور مرغابیوں کا شکار بکثرت ہے روہوا اور دیگر کئی قسم کی مچھلیاں بھی یہاں کے ندی نالوں میں پائی جاتی ہیں۔ لاکی میں پولیس لاین۔ دھرمسالہ۔ شفاخانہ۔ سرائے۔ پولیس سٹیشن۔ میونسپل۔ ڈاکخانہ اور ایک عمدہ بازار موجود ہے۔ آبادی ۴ ہزار۔

لالاموسیٰ:۔ لاہور سے ۸۳ میل کے فاصلہ پہ نارتھ ویسٹرن ریلوے کا سٹیشن ہے ایک برانچ لاین یہاں سے دریائے جہلم کے بائیں کنارے سے سندو ساگر ریلوے کے جنگشن کنکریان کو جاتی ہے۔ لاین مذکور پر کھیاراح چلیانوالہ کا میدان جنگ۔ نمک کی کانیں (متصل پنڈدادنخان) اور قصبہ کٹاس کے منادر اور چشمے دیکھ سکتا ہے۔

لاہور:۔ پنجاب کا دارالحکومت اور صدر مقام ہے۔ بمبئی وکلکتہ سے فاصلہ مدت سفر اور کرایہ علے الترتیب یہ ہے ۱۲۸۰ میل ۴۶ گھنٹے۔ کرایہ ۷۷۔ ۳۸۔ اور ۱۳ روپیہ۔ ۱۲۶۴ میل ۴۲ گھنٹے۔ اور کرایہ ۱۱۲۔ ۵۶۔ اور ۱۶ روپیہ ہے۔ کہتے

ہیں۔ راجہ رامچندر کے دو لڑکوں لاہو اور کش نے علی الترتیب لاہور اور قصور بسائے تھے۔ اس کے بعد چوہان راجپوت لاہور کے فرمانروا ہوئے۔ پھر خاندان غزنویہ کے قبضہ میں آیا۔ سلاطین مغلیہ کے دور میں لاہور ترقی کے منتہائے کمال کو پہونچا۔ موخر الذکر خاندان کے زوال کے ساتھ ہی لاہور کی تعمیرات کی تاریخ بھی خاتمہ کو پہونچی۔ ۱۷۹۹ء میں رنجیت سنگھ شیر پنجاب کو شاہ زمان بادشاہ افغانستان نے گورنر لاہور مقرر کیا۔ جو رفتہ رفتہ تمام صوبہ پنجاب کا فرمانروا ہو گیا۔ ۱۸۴۶ء میں لاہور میں برٹش ایجنسی کونسل قائم ہوئی۔ ۱۸۴۹ء میں خورد سال مہاراجہ دلیپ سنگھ نے صوبہ پنجاب ایسٹ انڈیا کمپنی کے سپرد کر دیا۔ جدید شہر لاہور ۶۴۰ ایکڑ کے رقبے میں آباد ہے۔ شہر کے گرد ۱۵ فیٹ اونچی شہر پناہ بنی ہوئی تھی۔ جسے میونسپلٹی نے گروا دیا۔ اور خندق کو بھروا کر اسے خوشنما باغات میں منتقل کر دیا ہے۔ باغات مذکور شمال کے سوا شہر کو تین طرفوں سے حلقہ میں لئے ہوئے ہیں۔ شہر اور گرد و نواح میں پختہ سڑکیں بنی ہوئی ہیں۔ لاہور کے تیرہ دروازے ہیں۔ ٹریموے بھی شہر کے دروازوں کے باہر جاری کی گئی تھی۔ مگر ناکامی کی وجہ سے آخر کار بند کرنی پڑی۔ قلعہ کے سامنے مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سمادھ ہے۔ لاہور کے بعض قابل دید مقامات یہ ہیں۔ انارکلی کی قبر (یہ اکبر کی ایک حسین لونڈی تھی۔ جو اس جرم میں زندہ گڑوا دیگئی کہ وہ جہانگیر کو دیکھکر مسکرائی تھی) یہ مقبرہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے اور اسپر حروف نہایت عمدگی سے کندہ ہیں۔ عجائب گاہ (باغ انارکلی کے متصل) جس میں زمانہ قدیم کے سکے اور بہت سی یادگاریں اور کثیر التعداد معدنی۔ حیوانی اور نباتاتی نمونے پنجاب اور سرحد کے فراہم کئے گئے ہیں۔ عجائب گاہ کے سامنے زمزمہ توپ رکھی ہوئی ہے۔ احمد شاہ درانی نے میدان پانی پت اور مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ۱۸۱۸ء میں محاصرۂ ملتان میں اس عظیم توپ کی مہلک آتش فشانی سے کام لیا تھا ارٹ سکول۔ پبلک لائبریری (کتب خانہ) ٹاؤن ہال۔ وزیر خاں کی مسجد جسپر نہایت نفیس روغنی نقاشی ہو رہی ہے۔ سنہری مسجد جس کے تین مطلا گنبد دھوپ میں اعلیٰ درجہ کی چمک دمک دکھاتے ہیں۔ مسجد شاہی یا جامع مسجد جو ہندوستان میں سب سے بڑی مسجد ہے۔ بارہ دری۔ حضوری باغ۔ قلعہ کی موتی مسجد و شیش محل۔ لارنس باغ

لارنس ہال - منٹگمری ہال - چڑیا گھر چیف کورٹ - گورنمنٹ کالج - چوبرجی - شالامار باغ - گلابی باغ - مقبرہ جہانگیر واقعہ شاہدرہ کئی قدیم و جدید قابل دید مقامات ہیں شالا باغ میں ہر سال ماہ مارچ میں ایک میلہ بنام میلۂ "چراغاں" ہوتا ہے - مقبرہ شہنشاہ جہانگیر کے پاس جو دریائے راوی کے دوسرے طرف ہے نور جہاں بیگم ہندوستان کی نامور ملکہ کی قبر بھی ہے جو بہت شکستہ حالت میں ہے - اور اس کے بھائی آصف جاہ کا مقبرہ بھی قریب ہی ہے - مگر ان سب سے جہانگیر کا مقبرہ جو دنیا کے قابل دید عمارات میں شمار ہوسکتا ہے وہ بہت اچھی حالت میں ہے - لاہور کے قریب موضع نوانکوٹ میں شہزادی زیب النساء متخلص بہ مخفی کا مقبرہ ہے - لاہور میں بوجہ چیف کورٹ - لفٹننٹ گورنری - اور کئی کالج اور سکول اور ریلوے ورکشاپ ہونے کے رونق ہے - ورنہ یہاں کوئی قابل ذکر تجارت نہیں - تجارت کے لحاظ سے امرتسر اور دہلی - لاہور سے بہت فایق ہیں - ۱۹۱۱ء کی مردم شماری پونے دو لاکھ کے قریب ہے - انار کلی بازار میں شام کیوقت بڑی رونق ہوتی ہے - بوجہ کالج انجمن حمایت اسلام اور دیانند اینگلو ویدک کالج کے سال میں دو مرتبہ تعلیم یافتہ مسلمانوں اور ہندؤں کے دو بھاری علمی اور قومی مجمع بھی اس شہر میں سلسلہ دار ہوتی رہتے ہیں - شہر کے قریب موضع غزنک کی ایک ناتمام مسجد کا ایک مینار لرزاں ہے - جسپر چڑھکر ہلانے سے مینار حرکت کرنے لگتا ہے -

لکھنو :- غدر ۱۸۵۷ء کے جنگ وجدل کا یہ خوفناک مرکز تھا - کلکتہ - بمبئی اور مدراس کے بعد یہ ہندوستان کا سب سے بڑا شہر ہے - بی بی - وسی - آئی - ریلوے بمبئی سے براہ احمد آباد - آگرہ و کانپور - اور جی - آئی - ریلوے و آئی ریلوے اور انڈین مڈلینڈ ریلوے کے ذریعے سے بھی یہاں پہونچ سکتے ہیں - یہ بمبئی سے ۸۸۵ میل کے فاصلہ پر ہے - تھرڈ ٹرینیں روزانہ بمبئی سے لکھنو کو آتی جاتی ہیں - لکھنو بہت بڑا شہر اور گورنمنٹ اودھ کا صدر مقام ہے - اور یہ سلطنت ہند کے زرخیز و آباد ترین صوبوں میں سے ہے علاوہ بریں تاریخی واقعات کے لحاظ سے بھی سیاحوں کے لئے یہ ہمیشہ دلچسپ مقام رہیگا - کوئی ہندوستان کے کسی ضلع میں لکھنو سے بڑھکر غدر کے دردانگیز حادثات واقع نہیں ہوئے - لکھنو کا رقبہ ۳۶ مربع میل اور آبادی دو لاکھ بہتر ہزار

چھ سو ہے۔ جس میں سے ۱/۲ ہندو ہیں۔ خاص قابل دید مقامات یہ ہیں:۔ (۱) محل دلکشا بنا نہادہ نواب وزیر سعادت خان ورنسٹلہ ۲۴۔ نومبر ۱۸۵۷ء کو سرہنری ہاویلاک نے یہیں انتقال کیا تھا۔ (۲) لا مارٹینیر کالج جنرل کلاڈ مارٹن جو بطور ایک فوجی سپاہی کے ہندوستان آئے تھے۔ انہوں نے کالج مذکور قایم کیا تھا ان کی قبر کالج کے ایک گنبد دار گوشہ میں بنی ہوئی ہے۔ (۳) رنگ فیلڈ پارک جو نہایت خوشنما اور پر فضا ہے (۴) سکندرا باغ۔ یہ سرکاری ہارٹیکلچر باغ ہے۔ جہاں غدر میں ۹۳ پیدل اور چہارم پنجاب رائیفلز نے بسرکردگی سرکالن کیمبل دو گھنٹے میں دو سو باغیوں کو ہلاک کیا تھا (۵) پرانی رزیڈنسی جو اب کھنڈرول کا تودہ ہے اور بیلی گارڈ دروازہ کرنل بیلی کے نام سے موسوم ہے۔ بدقسمت سے مقتولوں کا قبرستان رزیڈنسی کے قریب ہے۔ یہ رزیڈنسی کے قریب ہے۔ یہ رزیڈنسی نواب وزیر سعادت علی خاں نے ۱۸۰۰ء میں بنوائی تھی۔ غدر میں محاصرہ کیوقت اس میں صرف ۹۲۷ یوروپین سپاہی موجود تھے باغیوں کے گولوں اور گولیوں کے نشانات ابتک اس کی دیواروں پر ہویدا ہیں۔ جو ناظرین کی عبرت کا باعث ہیں۔ (۶) مچھی بھون جس میں آصف الدولہ کا وہ مشہور روزگار امام بارہ بنا ہوا ہے۔ جس کی تعمیر قحط کے امدادی کام کے طور پر شروع کی گئی تھی۔ یہ ایک کروڑ پونڈ کی لاگت سے بنکر تیار ہوا ہے۔ اس کی تمام عمارت میں کہیں لکڑی استعمال نہیں کی گئی۔ امام بارہ کا ہال صوبہ اودھ و غربی و شمالی کے تمام ہالوں سے بڑا ہے۔ اس کی دیواریں ۱۶ فیٹ موٹی ہیں۔ غرضیکہ یہ دنیا کی اعجوبہ عمارات سے ہے (۷) حسین آباد۔ جسے اودھ کے چوتھے بادشاہ محمد علی نے ۱۸۴۷ء میں تعمیر کروایا تھا۔ اس میں بعض نہایت گرانبہا اور نایاب جھاڑ و فانوس ہیں (۸) سرہنری لارنس۔ جنرل نیل اور مینجر بنک کے قبور جو رزیڈنسی کے متصل گرجا میں ہیں۔ (۹) لال باغ۔ جو ممالک مغربی و شمالی کا نباتاتی اور پھول اور پتوں کا عجائب گاہ ہے۔ سوا اس کے چھتر منزل۔ موتی محل۔ خورشید منزل۔ کیننگ کالج۔ قیصر باغ آہنی پل۔ حضرت باغ۔ چینی باغ۔ رصدگاہ۔ وغیرہ عمارتیں باغات وغیرہ بھی دیکھنے کے قابل ہیں۔ لکھنو کی تمام دلچسپ چیزوں کا مفصل تذکرہ کرنے کے لئے ایک

علیحدہ رسالہ کی ضرورت ہے۔ سیاح بغیر اس کے کہ اس کی آنکھیں کھلیں کئی روز تک اس دلفریب شہر کے نظاروں سے محظوظ و مسرور ہو سکتا ہے۔

لکھو سرائے:۔ ایک جنکشن سٹیشن ہے۔ جہاں ای آئی ریلوے کی لائین اعظم بہ سمت مشرق دریائے گنگا کے کنارے (جمال پور سے صاحب گنج تک) شاخوں میں تقسیم ہوتی ہے۔

للت پور:۔ کلکتہ سے ۵۵ میل کے ایک قصبہ ہے۔ کلکتہ سے للت پور ۳۸ گھنٹے کا راستہ ہے۔ اور ۶۲۔ ۳۶۔ اور گیارہ روپے کرایہ لگتا ہے۔ بمبئی سے ۶۸۴ میل ۳۲ گھنٹے کا سفر ہے۔ کرایہ ۴۰۔ ۲۰۔ اور ۱۰ روپیہ ہے۔ للت پور جھانسی کے جنوب میں سو میل کی مسافت پر سب ڈویژن ہے۔ آبادی ۱۲ ہزار۔ جائنٹ مجسٹریٹ یہاں رہتا ہے۔ سٹیشن پر ویٹنگ روم موجود ہے۔ سور۔ ہرن۔ چیتل بارہ سینگے بندرے۔ جنگلی کتے عام طور پر گردونواح میں ملتے ہیں۔ چیتا بھی پایا جاتا ہے۔ بدھ عمارات کے کھنڈروں سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ سابق میں یہاں اُن کے بڑے بڑے مندر موجود تھے۔

لنولی:۔ بمبئی کا مرغوب صحت گاہ جو شہر مذکور سے ۸۰ میل کی مسافت پر جی آئی پی۔ ریلوے کے خاتمہ پر واقع ہے۔ کرایہ پانچ۔ اڑہائی۔ اور سوا روپیہ ہے بمبئی سے ۴ گھنٹے کا سفر ہے۔ یہ کھنڈالہ سے ۲ میل کے فاصلہ پر غار ہائے کارلی کا راستہ ہے۔ ہوٹل اور ریفرشمنٹ روم موجود ہے۔ جی آئی پی۔ کا سکول۔ گرجا۔ سیرگاہیں اور دیگر کئی ایک دلچسپیاں اس مقام کو مقبول عام بنا رہی ہیں " ڈیوک نوز" کی پہاڑی لنولی سے چار میل کے فاصلہ پر ہے۔ جس بند سے لنولی میں پانی پہونچتا ہے وہ سٹیشن سے دو میل دور ہے لنولی سڑکیں جنپر درخت سایہ کئے ہوئے اپنی خوبصورتی کے خصوصیت سے مشہور ہے۔

لودھیانہ:۔ لاہور سے بفاصلہ ۱۱۶ میل نارتھ ویسٹرن ریلوے پر واقع ہے میونسپل شہر و ضلع ہے۔ لدھیانہ پہاڑ کی جنوبی وادی کے کنارہ پر دریا سے بفاصلہ ۸ میل آباد ہے۔ یہ جالندھر سے ۳۵ میل فاصلہ پر ہے۔ قلعہ سطح مرتفع پر شہر شمال مغرب میں بنا ہوا ہے۔ ہر سال یہاں پیر دستگیر کا بڑا شاندار عرس ہوا کرتا ہے لدھیانہ

بہت بڑی غلہ کی منڈی ہے۔ علاوہ بریں شال اور رامپوری چادریں بنانے کے لئے بھی مشہور ہے سکھوں کی اکثر لڑائیاں لدھیانہ و فیروزپور کے درمیانی مقامات ہوئی۔ فیروز شاہ مدکی ۔ سبراؤں اور علیوال میں وقوع میں آئی تھیں۔

لونڈا:۔ پونا سے ۸۰ میل کا فاصلہ رکھتا ہے ریل کی لاین اعظم اور پونا ریچور کا جنکشن ہے۔ گولڈ پیل راک اور ڈبلیو آئی پی۔ ریلوے کے مسافروں کو یہاں ٹرین تبدیل کرنی پڑتی ہے بمبئی سے ۳۹۷ میل دور اور ۲۲ گھنٹوں کا راستہ ہے کرایہ ۲۴-۱۲-۱ اور پانچ روپئے۔ مدراس سے ۴۹۰ میل اور ۲۸ گھنٹے کا سفر ہے کرایہ ۳۳-۱۵-۱ اور چھ روپئے یہاں ریفرشمنٹ روم کے سوا ایک ہندو ہوٹل بھی سٹیشن کے قریب موجود ہے۔



ماڈر:۔ میسور سٹیٹ ریلوے کے ذریعے سے میسور سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس سٹیشن سے آبشار کاویری کو راستہ جاتا ہے۔ آبشار مذکور کا مغربی یا میسوری پہلو "گنگا چھوکی" اور مشرقی یا کوئمبٹور پہلو بار چھوکی کہلاتا ہے۔ اول الذکر میں پانی بڑے زور و شور اور بلند آواز سے پہاڑ پہ جمع ہو کر متعدد آبشاروں میں منقسم ہو کر گرتا ہے۔ سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم موجود ہے۔

مادھو پور:۔ ایک نہایت صحت بخش سٹیشن ہے۔ کلکتہ (جو یہاں سے ۱۸۳ میل پر ہے) سے اکثر یوروپین اشخاص تبدیل آب و ہوا کے لئے یہاں آتے ہیں۔ ایک آرام دہ ڈاک بنگلہ مادھو پور میں موجود ہے۔

مارموگاؤ:۔ گوا کے جنوب میں ۵ میل کی مسافت رکھتا ہے۔ مغربی ہند کی پرتگیز ریلوے کا ہیڈ کوارٹر اور قابل دید مقام ہے۔ خلیج ڈونا پونا کو عمدہ سڑک جاتی ہے۔ دخانی اور دوسرے قسم کی کشتیاں ہمیشہ آتی جاتی ہیں۔ اسی سڑک پر اسسٹنٹ برٹش ڈیلیگیٹ ساکن کیسل راک سے ساڑھے تین اور ایک روپیہ بارہ آنے کرایہ لگتا ہے۔

مالور:۔ مدراس ریلوے کے شاخ بنگلور پہ مدراس سے بفاصلہ ۱۹۲ میل

آباد ہے۔ کرایہ ۱۲-۴-اور دو روپیہ۔ یہ ضلع کولار میں واقع ہے سرکاری اصطبل یہاں سے ۸ میل کی مسافت پر ہے۔ سٹیشن کے متصل بنگلہ موجود ہے۔ بنگلور و مالوا بحری تفریحی پارٹیوں کے لئے موزوں ہیں یہ چھوٹا سا قصبہ سٹیشن سے نصف میل کے فاصلہ پر ہے۔ ہر پنجشنبہ کو یہاں بازار لگتا ہے۔

مالی گاؤں:۔ من ماڈ سے بذریعہ میل تانگہ ۲۴ میل کے فاصلہ پر ایک گرجا اور ایک بازار موجود ہے۔ یہ مقام روئی کی بہت بڑی منڈی ہے۔

مانڈلی:۔ (برہما) افسران ضلع کا ہیڈ کوارٹر جو دریائے ایراودی کے بائیں کنارے سے دو میل اور اوا کے شمال مغرب میں ۴۲ میل کے فاصلہ پر آباد ہے یہ شاہان برہما کا ۱۸۶۰ء سے ۱۸۸۵ء تک دارالسلطنت رہا۔ جبکہ برٹش قلمرو میں اسکا الحاق کر لیا گیا۔

شاہان برہما کے زمانہ میں خاص شہر چار دیواری کے اندر تھا۔ جہاں اب چھاؤنی ہے۔ اور یہ قلعہ ڈفرن کہلاتا ہے۔ قلعہ کے گرد ایک عریض دریا بہتا ہے جس کے کناروں پر درخت اور پھولوں کے پودے عجب بہار دکھلاتے ہیں۔ شاہی محل قلعہ کے وسط میں ہے۔ الحاق کے بعد سے منڈالے تبدیل ہیئت کر گیا ہے لکڑی کے بدوضع اور بے ڈھنگے گھروں کے بجائے اب خوبصورت پختہ مکانات بن رہے ہیں۔ منڈالے کا بڑا بازار جو آتشزدگی سے جل گیا یہاں کی ایک دلچسپ سیرگاہ تھی۔ نیا بازار بھی دیکھنے کے قابل ہے۔ جو برہما میں تجارت ریشم کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ منڈالے کو خانقاہوں اور بت خانوں کیوجہ سے نہایت متمول شہر سمجھنا چاہیئے۔ ان میں سے ایک مندر آئینہ ہے کیونکہ اس میں آئینہ کا بہت سا کام ہو رہا ہے۔ ۵۰۰ مندر اور خانقاہیں۔ کوہ منڈالہ کے قریب واقع ہیں منڈالے سے ۹ میل کے فاصلہ پر منگوں کا گھنٹا برہما کے تمام گھنٹوں سے بڑا ہے۔ اس کی چوٹی کا قطر ۱۶ فیٹ بلندی ۱۲ فیٹ اور وزن ۸۰ ٹن ہے۔

مانکپور:۔ ای۔ آئی۔ ریلوے کے جہانسی مانکپور حصہ کا جنکشن ہے الہ آباد سے ۶۲-اور کلکتہ سے ۶۱۸ میل کی مسافت رکھتا ہے مؤخر الذکر کا کرایہ ۷-۵-۲۹-اور آٹھ روپیہ ہے اور اٹھارہ گھنٹے کا راستہ ہے سٹیشن پر وٹنگ روم

ریفرشمنٹ روم موجود ہے۔

متھرا:۔ بی۔ بی وسی۔ آئی ریلوے کی اچھنیرا کانپور شاخ پر اچھنیرا سے ۲۳۔ اور آگرہ سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر دریائے جمنا کے دہنے کنارے پر واقع ہے یہ خوبصورت شہر اہل ہنود کا مقدس ترین مقام ہے جسے بنارس پر بھی ترجیح دیجاتی ہے۔ سنگتراشی کے یہاں بہترین نمونے دیکھنے میں آتے ہیں یہاں کے قابل دید مقامات یہ ہیں۔ ستی برگ یا پاکیاز بیوہ کا برج۔ جامع مسجد۔ اورنگ زیب کی مسجد۔ کاٹا سرم۔ دوار کا جی۔ گوبند۔ اور رادھا کرشنا کے جدید مندر۔

متالے:۔ (سیلون) کانڈی سے بذریعہ ٹرین یہاں پہونچتے ہیں۔ ایک پرانے بدھ مندر کے سوا ٹیلے ہیں اور کوئی دیکھنے کے لایق چیز نہیں۔

مدراس کا سٹیشن وسطی:۔ یہ مدراس ریلوے کا انتہائی مقام ہے اور جنرل ہسپتال کے سامنے جدید وکٹوریہ ہال سے چند منٹ کے راستہ پر واقع ہے یہ سٹیشن مدراس کے تجارتی بازاروں اور دفاتر کے عین مرکز میں ہے۔ تھرڈ ٹرین کے ذریعہ سے بمبئی سے ۷۹۴ میل دور۔ اور ۳۲ گھنٹے کا راستہ ہے کرایہ تقریباً پچاس ۲۵ اور ۹ روپیہ بار دآنے۔ خاص قابل دید مقامات یہ ہیں۔ قلعہ سینٹ جارج۔ جو اب اسلحہ خانہ کے کام آتا ہے اور جہاں ٹیپو سلطان کی دو توپیں دیکھی جاسکتی ہیں۔ نواب کرناٹک کا محل۔ جو قلعہ سے تھوڑے فاصلہ پر ہے۔ پیوپل پارک میں شیر۔ چیتوں اور دیگر حیوانات کیلئے عمدہ ذخیرہ ہے بشپ ہیبر کی یادگار۔ عجائب گاہ۔ سکاچ کرک۔ لارڈ فیرو۔ لارڈ کارنوال۔ اور جنرل نیل کا بت۔ رصدگاہ۔ اور گورنمنٹ ہوس۔ قلعہ کا گرجائے سینٹ میری ہندوستان کا نہایت پرانا کلیسا ہے جو ۱۶۸۰ء میں بنوایا گیا تھا۔ قلعہ سینٹ جارج کی تعمیر ۱۶۳۹ء میں شروع ہوئی تھی۔ سینٹ ٹامس کا پہاڑ اور پلاورم نو میل کے فاصلہ پر ہے۔ فوجی سٹیشن ایڈبار۔ نگام باکام۔ اور دیپری کے محلات بھی قابل سیر ہیں۔ شہر میں کئی ایک ہوٹل بورڈنگ ہوس بینک اور کلب قایم ہیں۔ موخرالذکر میں سے تین کسمو پولیٹن۔ مدراس اور جمخانہ کلب مشہور ہیں۔ آبادی ۵۱۸۵۲۴ ہے چونکہ بندرگاہ جہازوں اور سٹیمروں کیواسطے نہایت غیر محفوظ تھا اس لئے بہت بڑے خرچ سے بند بنوایا گیا ہے۔ ساحل کی سیر دلچسپی سے خالی نہیں

شہر کا نظارہ غبار آلود ہے۔ اس لئے بمقابلہ کلکتہ یا بمبئی کے کم دلچسپ و شاندار ہے۔

مدوران ٹکام:۔ مدراس سے بذریعہ ایس۔ آئی ریلوے ۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے یہاں کی اراضیات کی عمدہ طور سے آبپاشی ہوتی ہے۔ موسم پر شکار بھی ملتا ہے۔ ڈاکخانہ یہاں موجود ہے۔

مدورہ:۔ ڈنڈی گل سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر ایس آئی۔ ریلوے پر واقع ہے یہ شہر جنوبی ہند کا اتھینز (قدیم دارالسلطنت یونان) کہلاتا ہے۔ مدورا کا خاص مندر نہایت بلند اور موثر ہے۔ جو اہل ہنود کی طرز تعمیر کا دلچسپ نمونہ ہے۔ سیاحوں کو یہ مندر ضرور دیکھنا چاہیئے۔ محل ترومینک میں متعدد عدالتیں اور سرکاری دفاتر ہیں یہ عجیب محل مضبوط اور ٹھوس دیواریں رکھتا ہے مندر میںرام کے جاتری مدورہ سٹیشن پر اترتے ہیں سٹیشن پر خوابگاہ کے علاوہ ریفرشمنٹ روم بھی موجود ہے نیز ایک ڈاکخانہ بھی قایم ہے۔

مراد آباد:۔ چندوسی اور علیگڈھ کا جنگشن ہے جو میرٹھ کی مشرق میں ۵۰ میل کے فاصلہ پر آباد ہے۔ مراد آباد سول و فوجی سٹیشن بھی ہے۔ روہیلہ افغانوں نے اس شہر کو بسایا تھا۔ کلکٹری کے گرد ایک فصیل بنی ہوئی ہے۔ جو مسٹر لیسٹر نے ۱۸۰۱ء میں ہلکر کی غارتگری سے محفوظ رہنے کے لئے تعمیر کروائی تھی۔ مراد آباد دہات کے کام کے لئے مشہور ہے بالخصوص پیتل۔ بٹن اور دیگر ظروف پر خوشنما نگکاری کرتے ہیں۔

مرار:۔ گوالیار کے متصل آئی۔ ایم۔ ریلوے کا ایک سٹیشن ہے۔ جھانسی چھاؤنی قرار پانے سے پہلے انگریزی سپاہ کے رہنے کا یہی مقام تھا۔ رزیڈنٹ اور ریاست گوالیار کے اکثر یوروپین عہدہ دار اسی جگہ رہتے ہیں ویٹنگ روم موجود ہے اور گاڑیاں بھی مل سکتی ہیں۔ مرار اور قلعہ گوالیار ایک سڑک سے پیوستہ ہیں جو دو میل طویل ہے اور اس کے کنارہ پر سایہ دار درخت نصب ہیں۔ شہر میں ایک ڈاک بنگلہ موجود ہے۔ گوالیار کا قلعہ ہندوستان کا جبرالٹر کہلاتا ہے۔

مرزاپور:۔ دریائے گنگا کے کنارے پر ایک سول سٹیشن ہے۔ یہاں ایک ڈاک بنگلہ موجود ہے۔ دریا کا سنگی گھاٹ قابل دید ہے جہاں لوگ نہاتے ہیں۔ دیسی

شہر بہت بڑا اور کسیقدر با وقعت تجارت گاہ ہے۔ بذریعہ ریل بکثرت لاکھ یہاں لاتے ہیں جیسے صاف وخوشنما قطع بناکر بیرونجات میں بھیجتے ہیں لاکھ کے کئی ایک کارخانوں کے مالک یوروپین ہیں۔ مضافات میں عمارتی اور سڑک کوٹنے کے پتھروں کی کانیں ہیں یہ پتھر براہ دریا یا ریل بیرونجات کو بھیجے جاتے ہیں۔ مرزا پور کے اونی دستی قالین مشہور ہیں۔ اُن کے کارخانوں کا معائنہ بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ پیتل اور دھاتوں کے ظروف بھی یہاں بکثرت بنتے ہیں۔ بندھیاچل کے مندر کے درشن واشنان کرنے کے لئے جاتری مرزا پور میں اترتے ہیں۔ مگر اب زیادہ تر سیدھے بندھیاچل جاتے ہیں۔

مرکنڈی:۔ بذریعہ ای۔ آئی ریلوے مانک پور سے دس اور جبلپور سے ۱۵۰ میل پر ہے ہندوستان میں اعلیٰ درجہ کے بھربھرے پتھر کی کان ہے جس سے انڈین مڈلینڈ ریلوے کمپنی مستفید ہوتی ہے۔

مری:۔ پنجاب کا شمالی صحت فزا کوہستان ہے۔ جو راولپنڈی سے ۴۰ میل تانگے کا راستہ ہے یہ سطح سمندر سے ساڑھے سات ہزار فیٹ بلند ہے۔ مکانات ایک بیقاعدہ پہاڑ پر بنے ہوئے۔ اور یہاں سے دیگر برف پوش چوٹیاں دکھائی دیتی ہیں اور اس کی گھاٹیوں میں بھی جابجا دیہات آباد ہیں جن کے مزروعہ کھیت اور کشمیر کے پہاڑوں کا سلسلہ عجیب کیفیت دکھاتا ہے۔ یہاں کی آب وہوا اہل انگلستان کی طبیعتوں کے نہایت موافق ہے۔ یہاں کا کم از کم ٹمپریچر ۲۱۔ اور زیادہ سے زیادہ فارن ہیٹ ۹۶ درجہ کا ہوتا ہے۔ موسم گرما میں مری میں متعدد ہوٹل اور دکانیں کھل جاتی ہیں۔ سردیوں میں سخت برف پڑتی ہے مگر اکثر ساکنین جاڑوں میں راولپنڈی آجاتے ہیں۔

مسوری یا منصوری:۔ (ممالک مغربی وشمالی) ایک مقبول عام تابستانی کوئی مقام جہاں موسم گرما میں بہت سے یوروپین گرمی کی شدت سے محفوظ رہنے کے لئے جاتے آتے ہیں۔

سہارنپور تک ریل جاتی ہے۔ وہاں سے بذریعہ ڈاک گاڑی ۴۲ میل قطع کرکے دہرہ دون پہونچتے ہیں۔ اس سے چار میل آگے راجپور ہے جہاں سے بذریعہ جھمپان

یا ٹنو وغیرہ مسوری جاتے ہیں - یہ خالص سول سٹیشن ہے - رانی کھیت و چکر دتہ
تیس میل کے گھیر میں ہیں - لنڈھور بھی مسوری سے تعلق رکھتا ہے - آب و ہوا نہایت
دلپذیر ہے کوہستان مسوری سطح سمندر سے سات ہزار میل بلند ہے - یہ ہندوستان
کے نہایت دلچسپ کوہی مقامات سے ہے - اسکا نظارہ ایسا نظر فریب ہے کہ جی یہی
چاہتا ہے کہ آدمی ہر وقت دیکھا ہی کرے - کوہ ہمالیہ کی برفانی چوٹیاں بھی یہاں
سے دکھائی دیتی ہیں -

مظفر نگر :- ڈویژن میرٹھ کا ضلع ہے جو ریلوے سٹیشن اور میونسپلٹی بھی رکھتا ہے
سہارنپور سے ۳۶ میل ریل کی مسافت پر ہے - آبادی ۱۶ ہزار مکانات اور آبادی نہایت
گنجان اور کوچہ و بازار تنگ ہیں - عدالت ہائے ضلع و تحصیل کے علاوہ ڈاک بنگلہ جیل
سکول - شفاخانہ - ڈاکخانہ اور دفتر تار بھی موجود ہے - یہاں کی زیادہ تر اشیائے
تجارت زرعی پیداوار ہے - موسم کے لحاظ سے یہ کسیقدر خنک ملک ہے -

مغلسرائے :- بمبئی سے جی - آئی - پی - و ای - آئی ریلوے ۹۱۹ میل کے
فاصلہ پر ہے کرایہ ۵۷ - ۴۴ - اور گیارہ روپیہ - مغلسرائے بنارس شاخ کا جنکشن
ہے اور ایک ریفرشمنٹ روم رکھتا ہے -

مقامہ یا مُطامہ :- دریائے گنگا کے کنارے پٹنہ سے بفاصلہ ۵۰ میل
ایک قصبہ اور ریلوے جنکشن ہے یہاں سے ایک چھوٹی لائن بارگھاٹ کو جاتی ہے
جہاں دریا کو دخانی کشتی کے ذریعہ سے عبور کرکے سمریا گھاٹ کو جاتے ہیں - مقامہ
کلکتہ سے ۲۸۲ میل پر ہے کرایہ ۲۶ - ۱۳ - اور ساڑھے تین روپیہ ہے -

مکٹا پیرام :- بذریعہ ایس - آئی - دھرادرم سے ۴۰ میل کے فاصلہ پر ہے آس
پاس کے پہاڑوں میں شکار بکثرت ہے - سٹیشن سے چند میل کے فاصلہ پر ایک
تالاب بھی ہے جہاں مرغابیاں اور دیگر آبی جانوروں کا شکار کیا جاسکتا ہے -

مکلدرگ :- بنگلور سے بفاصلہ ۳۳ میل ایس - ایم ریلوے پر واقع ہے
یہ ایک کوہی قلعہ ہے جو چاروں طرف سے گھنے جنگل سے گھرا ہوا ہے - ریچھ یہاں
کثرت سے ہیں - کسیقدر مشرق کی سمت ڈانگو منہالی جنگل ہے - جہاں ہر سال ماہ دسمبر
میں میلہ ہوا کرتا ہے - اور ہزاروں آدمی فراہم ہوتے ہیں -

ملا کالا چھپرو:- بذریعہ ایس آئی ریلوے کے ذریعے بفاصلہ ۲۴- میل پکالا دہرا درام جنکشن پر واقع ہے یہاں ایک پرانا مندر ہے۔ سٹیشن سے دو میل کے فاصلہ پر ایک اور مندر ہے۔ جہاں کثیر التعداد ہندو لاکر دینار چڑہاتے ہیں۔ سٹیشن سے تین میل کی مسافت پر ہر جمعہ کو میلہ ہوا کرتا ہے۔ یہاں کی خاص پیداوار دھان۔ چولام۔ کمبو۔ مٹر۔ اِلی۔ ارنڈ کے بیج اور چنے ہیں۔

ملا کا دیمولا:- بذریعہ ایس۔ آئی۔ ریلوے۔ دہرا دہرام جنکشن سے ۳۴ میل کے فاصلہ پر ہے۔ متصل سٹیشن تالابوں گے گرد و نواح میں بکثرت شکار پایا جاتا ہے۔ آس پاس کے پہاڑوں میں وحشی ریچھ اور ہرن وغیرہ بھی ملتے ہیں یہاں کی خاص پیدا وار گیہوں۔ رگی اور چولام ہے۔

ملتان:- یہ شہر جو دریائے چناب کے متصل آباد ہے۔ قدامت۔ عمارات اور نیز تاریخی واقعات کے لحاظ سے بھی نہایت مشہور و معروف مقام ہے ۱۸۴۸ء میں یہاں کے سکھہ دربار کے گورنر مولراج نے مسٹر واگو اگینو اور ان کے اسسٹنٹ لفٹنٹ اینڈرسن کو دغا بازی سے قتل کروادیا۔ برٹش گورمنٹ نے انتقاماً ملتان کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ اور مولراج تمام عمر کے لئے جلاوطن کیا گیا ملتان میں سخت گرمی پڑتی ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق یہ شعر زبان زد خاص و عام ہے

	چہار چیز است تحفہ ملتان		گرد گرما گدا و گورستان	

قلعہ نہایت خوبصورت ہے۔ اس کے دور شہر کے مابین مسٹر اگینو کی یادگار ستادہ ہے۔ اسپر جو کتبہ لکھا ہے اس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ الحاق پنجاب اس جنگ کا نتیجہ تھا جو ان کے مقتول ہونے سے شروع ہوئی تھی۔ رکن الدین اور بہاء الدین ذکریا کی درگاہیں دیکھنے کے قابل ہیں جن کے در و دیوار پر ملتان کی چینی کاری عجب لطف دکھارہی ہے۔

منٹگمری:- بذریعہ این ڈبلیو ریلوے لاہور سے ۱۰۳ میل کے فاصلہ پر واقع ہے گرد و غبار، گرمی۔ اور پانی کی نایابی میں پنجاب کا کوئی ضلع اسکا مقابلہ نہیں کر سکتا باشندوں کے مکانات۔ دفاتر اور سرکاری محکمہ جات ایک بے آب و درخت میدان پر بنے ہوئے ہیں۔ بالفعل منٹگمری ایک معمولی درجہ کا ضلع ہے۔ لیکن اگر دو لوگ

میں انہار آبپاشی کو توسیع دیگئی تو امید ہے کہ یہ ایک سرسبز مقام بنجائیگا۔

ملکاپور:۔ (مغربی برار) جی۔آئی۔پی ریلوے کی شاخ ناگپور پر بھوساول سے بفاصلہ ۳۲ میل واقع ہے۔ بلڈانہ اس اسٹیشن سے ۲۰ میل کی مسافت رکھتا ہے ملکاپور میں اسسٹنٹ کمشنر اور تحصیلدار کی عدالتیں اور ڈاکخانہ وتار کے دفاتر قائم ہیں۔ ڈاک بنگلہ کے سوا ایک چھوٹا سا ویٹنگ روم بھی موجود ہے۔ بلڈانہ کو پختہ سڑک جاتی ہے۔ تحصیلدار کو درخواست دینے پر بیل گاڑی سفر کے لئے ملسکتی ہے۔

منڈلہ:۔ جبلپور کے جنوب مشرق میں بفاصلہ ۵۰ میل ایک ضلع اور فوجی سٹیشن ہے۔ اسکا بہت سا حصہ کوہستانی ہے اور بخار اور چیچک کے پے در پے پھیل جانے کی وجہ سے بدنام ہے آبادی پانچہزار۔ دریائے نربدا کے کنارے پرے ۲۴ مندر بنے ہوئے ہیں معمولی دفاتر ضلع ڈاکخانہ اور ڈاک بنگلہ کے سوا ایک مدرسہ بھی جاری ہے۔

منڈو کے کھنڈرات:۔ ریاست دہار (وسط ہند) ایک وسیع شہر ویران ہے۔ جو مھو سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے یہ دریائے نربدا کے دہنے کنارے کے شمال میں پندرہ میل کے فاصلہ پر سطح سمندر سے ۱۹۴۴ فیٹ کی بلندی۔ کتا ہے اور بندھیاچل کی چوٹی کے ساتھ پھیلتا ہوا چلا گیا ہے۔ جسے ایک گھاٹی بیچ میں حائل ہوکر سطح ہموار سے جدا کرتی ہے یہ مسلمان شاہان مالوہ کا دارالخلافہ تھا۔ جامع مسجد گو اب منہدم ہوگئی ہے۔ مگر افغانی طرز تعمیر کا قابل قدر اور حیرت انگیز نمونہ ہے۔ قلعہ کے کھنڈرات خشک حوض۔ سنگ مرمر کا عجائب خانہ بڑا بازار کا محل ویران غرضیکہ اس قسم کی اور بیشمار چیزیں گذشتہ زمانہ کی اس شہر کی خوبصورتی و غداری کی یاد دلارہی ہیں

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ آثار پدید است صنادید عجم را

لیکن قدرت ابتک اس سرزمین پر مہربان ہے۔ چنانچہ سرزمین پر بین کا نظارہ نہایت فرحت خیز و محویت انگیز ہے۔

منگل گری:۔ بذریعہ ایس۔ایم۔ریلوے بیزواڑہ سے بفاصلہ سات میل ہر۔ اسے "کوہستان مسرت" کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ تعلقہ گنٹور میں واقع ہے۔ اور وشنو کے دو مندر رکھتا ہے۔ جس میں سے ایک جو نہایت پرانا ہے کاٹا ہوا ہے

منگلام پلیئہ:- بذریعہ ایس-آئی- ریلوے پکالا جنکشن سے بفاصلہ ۱۱½ میل ہے- جگری و املی یہاں بافراط پیدا ہوتی ہے- اور ماہ مارچ و اپریل میں جنوبی ہند کا تمام مقامات سے یہ اشیا یہاں ارزاں ملتی ہیں-

منگلور:- مدراس پریزیڈنسی میں جنوبی کنارہ کا صدر ہے آبادی ۳۲ ہزار منگلور کو ایک پشتہ دریا سے جدا کرتی ہے موسم برسات میں بڑی بڑی کشتیاں اس میں چلتی ہیں- دریا کے سطح سے منگلور کا نظارہ نہایت دلکش ہے حالانکہ مختلف مذہب و باشندوں کا یہ ایک چھوٹا سا قصبہ ہے- جرمن مشن طلباء کو صنعتی تعلیم دیتا ہے-

منمار:- بذریعہ جی-آئی-پی ریلوے بمبئی سے ۱۶۲ میل دور ہے کرایہ دس اور پانچ روپیئے ویٹنگ وریفرشمنٹ روم کے علاوہ ڈاک بنگلہ بھی موجود ہے- یہ ڈھونڈ اور منمار سٹیٹ ریلوے کا جنکشن ہے منمار کی آب و ہوا اعلیٰ درجہ کی ہے دیسی فوج کے لئے یہاں آرام گاہ بنی ہوئی ہے-

منوبولو:- نیلور سے بفاصلہ اٹھارہ میل ایس-آئی ریلوے کا ایک سٹیشن ہے اس گاؤں میں بافراط شکار ملسکتا ہے سوائے اس کے یہ مقام اور کسی قسم کی دلچسپی نہیں رکھتا-

منورا:- (سندھ) بندرگاہ کراچی کے داخلہ کی مغرب میں یہ ایک پست پہاڑی ہے جہاں ریفرشمنٹ و ویٹنگ روم موجود ہیں ریگستانی قطعہ اسے برِ اعظم سے ملاتا ہے- اسکی چوٹی پر روشنی کا مینار بنا ہوا ہے- جس کی براق روشنی سطح دریا سے ۱۴۸ فیٹ بلند ہے عمدہ موسم میں یہ روشنی بیس میل سے دکھائی دیتی ہے- افسران بندرگاہ وغیرہ کے یہاں دفتر بنے ہوئے ہیں-

مولمین:- (برما) یہ برما میں دوسرے درجہ کا بڑا شہر اور ضلع ہے یہاں مینوسپلٹی بھی قائم ہے- مولمین دریائے سالوین کے بائیں کنارہ پر گیانگ اور اٹرام کے جاسے اتصال پر واقع ہے دریا کے دہانہ پر امہرسٹ نامی مقام ہے جو صحت فزا خیال کیا جاتا ہے- جبکہ دریائی راستے آرہے ہوں تو مولمین کا سین نہایت شاندار نظر آتا ہے- شہر پانچ حصوں پر منقسم ہے جن میں چار مغرب کی سمت واقع ہیں- جہاں سرکاری دفاتر- فوجی چھاؤنی- انگریزوں و شہتیر کے گودام اور

دھان سے چاول نکالنے کے دخانی کارخانے قایم ہیں۔ چھوٹے چھوٹے پہاڑ جسکا سلسلہ مولمین سے شمال اور جنوب کو جاتا ہے نہایت خوشنما معلوم ہوتے ہیں جنپر جابجا منادر اور خانقاہیں بنی ہوئی ہیں اور ان کے گلٹ شدہ حصے دہوپ کی روشنی میں اسطرح چمک دمک دکھاتے ہیں کہ آنکھوں میں خیرگی آجاتی ہے۔ مولمین کے گرد و نواح میں بہت سے غار بھی ہیں جو دیکھنے کے لایق ہیں۔ غارہائے فارم مولمین سے بہ فاصلہ دس میل کے فاصلہ پر دریائے اٹرام پر اور غارہائے لوہمالنٹ مولمین سے بہ مسافت دریائے گیاننگ پر واقع ہیں۔ غارہائے پگٹ مولمین سے بفاصلہ ۲۶ میل برلب سالوین ہیں اس سے دو میل آگے کوگان کے غار ہیں۔ غارہائے بنگی مولمین سے ۱۵ میل کی مسافت رکھتے ہیں اور ونڈالی پر واقع ہیں ان غاروں میں گوتما بدھ کے بڑے بڑے بت رکھے ہوئے ہیں۔ مولمین میں زیادہ تر لکڑی کی تجارت ہوتی ہے۔ ساگون کی لکڑی کریہن اور جنگمائی سے یہاں آتی ہے چونکہ جنگل اب کٹ گئے ہیں اور روز بروز کٹتے جاتے ہیں۔ اس لئے لکڑی کی پیداوار کم ہوتی جاتی ہے مولمین لکڑی۔ ہاتھی دانت اور ناریل پر بیل بوٹے تراشنے کے کام کے لئے مشہور ہے جیل کی نمایش گاہ بھی قابل دید ہے۔

مومن آباد :- یہ مقام سطح سمندر سے اڑہائی ہزار فیٹ بلند ہے حیدرآباد کنٹنجنٹ کے سواروں کا رسالہ یہاں رہتا ہے۔ بذریعہ جی۔ آئی۔ پی ریلوے بارسی روڈ کو جاتے ہیں جو وادی جنکشن سے ۲۰۹ میل کی مسافت پر ہے یہاں سے بارسی کی ہلکی ریلوے پر دو گھنٹوں میں بیس میل راستہ قطع کر کے چھکڑوں اور تانگوں کے ذریعے سے ۸۵ میل سڑک طے کر کے مومن آباد پہونچتے ہیں یہ عمدہ آموں کے لئے مشہور ہے۔ ریلوے سٹیشن سے مومن آباد تک اثناء راہ میں کوئی بنگلہ یا آرام گاہ موجود نہیں۔ مومن آباد جس کا پرانا نام امباجوگی ہے نہایت قدیمی قصبہ ہے بارسی سٹیشن پر درخواست کرنے سے تانگے اور چھکڑے ملسکتے ہیں یہ سٹیشن بالاگھاٹ کی سطح ہموار پر واقع ہے۔

مونگھیر :- یہ سول سٹیشن اور ضلع ہے۔ مونگھیر دریائے گنگا کے داہنے کنارے پر دور تک پھیلا ہوا ہے۔ اور خوشنما مقام ہے چونکہ یہاں کی

آب وہوا صحت بخش ہے اس لئے یہاں اکثر یوروپین سکونت پذیر ہیں میر قاسم ناظم بنگال بہار واڑیسہ نے اودھ میں پناہ گزین ہونے سے پہلے یہیں لشکر انگریزی کا مقابلہ کیا تھا قلعہ ایک چٹان پر بنا ہوا ہے۔ کاہراسٹیشن (ضلع مونگیر) کے شمال میں ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ریلوے لاین کے قریب سنگ سرخ کا ایک پہاڑ ہے۔جس کے گرد ادرین نامی گاؤں بسا ہوا ہے ریلوے سٹیشن مونگیر سے تین میل کے فاصلہ پر سیتا کنڈ۔ (گرم پانی کا چشمہ ہے) ہے جہاں ہندو بکثرت نہانی کے لئے آتے ہیں۔جمال پور کے متصل ریلوے سرنگ ہے یہی ایک سرنگ ہے جس میں سے ایسٹ انڈین ریلوے گذرتی ہے۔

موہپانی کی کانہائے کوئلہ:۔ بذریعہ جی۔آئی۔پی۔ریلوے گاڈرواڑہ جنگشن وہاں سے بذریعہ ٹرین بارہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے چھوٹا شکار مثلاً مرغابیاں۔ہرن۔ وغیرہ یہاں افراط سے ہے۔ریلوے لاین زیادہ تر کوئلہ کی باربرداری کے لئے بنائی گئی ہے۔ان کانوں سے جو کوئلہ نکلتا ہے وہ بمبئی کو بھیجا جاتا ہے۔

مہابلیشور:۔ گورنمنٹ بمبئی کا تابستانی صدر مقام ہے واتھر سٹیشن سے بفاصلہ ۳۰ میل مغربی گھاٹ پر واقع ہے۔ واتھر سٹیشن پونا سے ۶۰ میل کی مسافت پر ہے بمبئی کی فیشن ایبل (وضعدار) پارٹی بھی گرمیوں میں اور موسم برسات کے بعد اس صحت فزا مقام میں آتی ہے مہابلیشور سطح سمندر سے ساڑھے چار ہزار فیٹ بلند ہے۔بمبئی اور پونا کے مریض آسانی سے یہاں پہونچ سکتے ہیں۔اور پہاڑ پر گاڑی پر ہوا خوری کرنے کے لئے ہموار سڑکیں بنی ہوئی ہیں۔پانی یہاں افراط سے ہے خوشنما نظارہ اور سمندر کی ٹھنڈی ہوا سے دل ودماغ کو فرحت حاصل ہوتی ہے سرجان ملکم نے ۱۸۲۸ء میں راجہ ستارا سے ایک قطعہ ملک کے معاوضہ میں یہ کوہی مقام لیکر آباد کروایا تھا۔غیر معمولی بلندی کیوجہ سے مہابلیشور کی آب وہوا اسے رقیب صحت گاہ بہتر پر ترجیح اور فوقیت دیتی ہے۔گورنمنٹ بمبئی کے سوا بلکہ بمبئی فوج کا بھی یہ گرمائی صدر مقام ہے۔جنوب مغربی برسات کے زمانہ کے سوا مہابلیشور کا نظارہ دیگر تمام اوقات میں نہایت نظر فریب ہوتا ہے اس کی

ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ ہر سمت گاڑی کی آمد و رفت کے لئے سڑکیں بنی ہوئی ہیں
اول درجہ کی صحت گاہ کے لئے جن امور مثلاً گرجا۔کلب۔لائبریری۔ہوٹل قبرستان
تار۔ڈاکخانہ وغیرہ کی ضرورت ہے۔وہ سب یہاں موجود ہیں علے العموم ہر قسم کی
چیز یہاں میسر آسکتی ہے۔ فرائر ہال ایک عمدہ ریڈنگ روم اور لائبریری رکھتا ہے
واتھر سٹیشن سے گاڑیاں ملتی ہیں۔اور سٹیشن مذکور سے مہابلیشور پہونچنے میں پانچ
گھنٹے لگتے ہیں جو سیاح موسم گرما میں بمبئی یا پونا میں۔انہیں مہابلیشور کی ضرور
سیر کرنی چاہیئے۔

مھو:۔ بذریعہ جی۔آئی۔پی ریلوے کھنڈوہ وہاں سے ہلکر دنیمچہ سٹیٹ
ریلوے یا بی۔بی۔وسی۔آئی ریلوں میں سے کسی ایک کے توسط سے براہ رتلام مندرجہ
عنوان مقام میں پہونچ سکتے ہیں جو ایک بڑا وسیع فوجی اسٹیشن ہے پردیسی دیورپین
سپاہ معاہدہ مندا سور سنہ ۱۸۱۸ء کے بموجب یہاں مقیم ہے۔ مھو سطح سمندر سے ۱۹
سو فیٹ بلند ہے صحت بخش آب وہوا ہونے کی یہ وجہ ہے کہ اُس پاس کے اضلاع
سے بلند مقام پر ہے فوجی وقعت کے سوا اور کسی قسم کی دلچسپی نہیں رکھتا۔

مھوبا:۔ یہ مانکپور سے ۹۶ میل کے فاصلہ پر آئی۔ایم۔ریلوے پر انجن تبدیل
کرنیکا سٹیشن ہے۔مھوبا کی وجہ تسمیہ ہے کہ اس کے بانی چندراکرپا نے سنہ ۸۰۰ء
میں اپنی والدہ کو گناہ سے پاک کرنے کے لئے ایک بہت بڑی مہوتسا و یعنے قربانی
کی تھی۔تجارت کے لحاظ سے یہ عمدہ مواکہ پر ہے جدید قصبہ میں ایک ڈاک بنگلہ مسافروں
کی قیام گاہ موجود ہے۔

میل پالی:۔ ارکوٹ سٹیشن سے بفاصلہ ۴۔اور مدراس سے ۱۰۵ میل
مدراس ریلوے پر بسا ہوا ہے۔کرایہ ۶/۲۔سوائین۔اور ایکروپیہ دریائے پولار کا
پل دنیا کے بڑے بڑے پلوں میں سے ہے ساتھاگڈی جو نارنگیاں کے لئے مشہور
ہے میل پالی سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔

میانمیر:۔ لاہور سے بذریعہ ریل تین اور براہ سڑک پانچ میل کے فاصلہ
پر فوجی چھاؤنی ہے۔مغربی میانمیر دوسری برانچ لائن پر براہ سندھ بلوچستان واقع
ہے ان دونوں کے علیحدہ علیحدہ سٹیشن ہیں۔اول الذکر شرقی میانمیر کہلاتا ہے۔

لاہور و دہلی کے راستہ پر ہے۔ میانیر شرقی کے شمال مغرب میں تین میل کی مسافت پر میانیر کی درگاہ ہے۔ جس کے نام پر یہ چھاؤنی مشہور ہے درگاہ موصوف کی خوبصورت عمارت سنگ مرمر اور آگرہ کے سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے۔ اس کے صحن میں ایک مسجد ہے گو میانیر لاہور کے ضلع میں واقع ہے مگر مینوسپل حدود میں داخل نہیں۔

میاورام :۔ ایس۔ آئی ریلوے کا سٹیشن جو شہر سے تین میل کی مسافت پر ہے لیکن پبلک بنگلہ سٹیشن سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں شیوا و ر وشنو کے مندر میں اشنان کا میلہ ہر سال ماہ نومبر میں ہوا کرتا ہے۔ اور بیس ہزار بنانیوالوں کی بھیڑ بھاڑ ہوتی ہے۔ جو بذریعہ ریل پہونچتے ہیں۔ منصف کچہری موجود ہے۔ ہر دوشنبہ و پنجشنبہ کو چھوٹا سا میلہ لگا کرتا ہے۔ کارناڈاکا گاؤں جو ایک میل کے فاصلہ پر ہے زنانہ کپڑے کی ساخت کے لئے مشہور ہے۔

میتھران :۔ اس پہاڑ تک جو سڑک جاتی ہے گو وہ اسقدر فراخ ہے کہ دو ٹٹو پہلو بہ پہلو گذر سکتے ہیں۔ مگر گاڑیوں اور چھکڑوں کے لئے موزوں نہیں یہ سڑک سٹیشن سے بہ سمت جنوب ایک میل تک نیرال ہیں سے ہوتی ہوئی۔ پہاڑ کی بنیاد تک چلی گئی ہے دوسرے میل کی راہ بعض مقامات سے پہاڑ کو کاٹ کر راستہ بنایا گیا ہے اور ساڑھے پانچسو فیٹ بلند ہے۔ تیسرے میل کا راستہ پانچسو فیٹ اور بلند ہے۔ یعنی سڑک سطح مرتفع کو چھوڑ کر ایک خشک پہاڑ کے اوپر سے جاتی ہے۔ جس کے اطراف میں مرجھائی ہوئی گھاس بے برگ درخت دیکھے جاتے ہیں۔ چوتھے میل کے قریب سڑک جنگلات نیرال کے سایہ دار حصہ میں داخل ہوتی ہے۔ جس میں سرسبز درختوں کے علاوہ بعض بے برگ درخت بھی ہیں یہاں کی بلندی ۱۵۲۵ فیٹ ہے۔ پانچویں میل کا انجام دو ہزار فیٹ کی بلندی پر ہوتا ہے۔ پہاڑ کی چوٹی پانچہزار ایکڑ یا تقریباً آٹھ مربع میل ہے جس سطح مرتفع پر گرجا ہے وہاں ساکنین کے مکانات ایک دوسرے کے آس پاس بنے ہوئے ہیں پہاڑ کا شمالی حصہ نسبتاً کم اور منتشر آبادی رکھتا ہے گرلوال اور مینو کے ہوٹل پر آسے اور آرام دہ ہیں۔

عمارات سپرنٹنڈنٹ کی کوٹھی کے کسیقدر شمال میں گرجا پہاڑ کے بلند ترین اور زیادہ تر وسطی حصہ میں تعمیر کیا گیا ہے ۱۸۵۸ء میں اسکا بنیادی پتھر رکھا گیا تھا

سرکاری امداد اور پرائیویٹ چندے سے ۱۸۶۱ء میں ۲۶۲۲۰ روپیہ کے خرچ سے درجہ تکمیل کو پہونچا۔ اس گرجے میں ۱۳۰ آدمیوں کے بیٹھنے کی گنجایش ہے۔ اس کی رنگین کھڑکیاں جو مسٹر میکائیل سکاٹ کی عطا کی ہوئی ہیں نہایت نفیس ہیں۔ دفتر سپرنٹنڈنٹ کے قریب کتھولک گرجا ہے۔ جس میں نوسے آدمی بیٹھ سکتے ہیں راستے کے بائیں طرف پتھر کی ایک خوشنما مسجد بنی ہوئی ہے۔ اسی سمت ایک مندر بھی ہے جسمیں ہنومان کا بت ہے۔ دفتر سپرنٹنڈنٹ کے متصل ایک چھوٹا سا کتب خانہ ہے جسمیں پانچسو کتابوں کی جلدوں کے علاوہ بمبئی کے روزانہ پرچے اور دیگر کئی ایک انگریزی اخبارات بھی آتے ہیں۔ اس کے چندے کی شرح حسب ذیل ہے۔ فی ہفتہ دو روپئے پندرہ روز تین روپیہ فی ماہ پانچ روپیہ اور سالانہ دس روپیہ جمخانہ نشیبی سطح میں ہے اور ٹینس اور دیگر انگریزی کھیل کودے کے لئے موزوں مقامات ہیں اس کے چندہ کی شرح اور قواعد سپرنٹنڈنٹ سے معلوم کئے جا سکتے ہیں)۔ دفتر سپرنٹنڈنٹ اور تار گھر بڑی سڑک پر کلیہ نڈن ہوٹل کے متصل ایک ہی عمارت میں ہیں۔

پالکیوں۔ تانگوں اور یابوؤں کے ذریعہ سے لوگ سیر و سیاحت کرتے ہیں پہاڑ کی چوٹی کے میدان میں چھ کہار ایک پالکی کے اٹھانے کے لئے کافی ہیں لیکن پہاڑ پر چڑھنے یا اترنے کے لئے دس سے دگنے کہاروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس اتار چڑھاؤ کا کرایہ آٹھ روپیہ روپئے ہے۔ اور قلعہ پر فی نمبر ڈیڑھ سے تین روپیہ تک ہا تی کا کرایہ لگتا ہے ٹٹو کا کرایہ پہاڑ پر چڑھنے یا اترنے یا قلعہ کوہ پر سیر کرنے کے لئے دو روپیہ یومیہ لگتا ہے۔ نوکر کا کرایہ سوا روپیہ لیا جاتا ہے۔

مشرقی پہلو:- پیٹو ہوٹل سے قلعہ کوہ کے بڑے بڑے حصے تین دنوں میں دیکھے جا سکتے ہیں سب سے پہلے مشرقی سلسلہ کوہ کی سیر کرنی چاہئے جو پنورا ما۔ گرباٹ اور گورنر کی پہاڑیوں پر مشتمل ہے یہ ایکدوسرے سے تقریباً دو دو میل کے فاصلہ پر واقع ہیں۔ کل مسافت جو انکی دیکھنے کے لئے سواری پر طے کرنی پڑیگی وہ ساڑھے نو میل ہے۔ اس سمت کی سیر کے لئے علے الصباح روانہ ہو جانا چاہیئے۔

گول چوک:- دوسری صبح کو چوک کی مشرق میں الگزینڈر پائیٹ اسکے جنوب میں ڈینجر پائینٹ اور چوک کے مغرب میں جبل خلز اور وادی پشرنا نہہ

کے دیکھنے کے لئے روانہ ہوں جنوب مشرق میں بفاصلہ نصف میل الگزینڈر پائنٹ اور سڑک سے نصف میل کے فاصلہ پر رام باغ۔ جنوب میں بہ مسافت ایک میل چھوٹا چوک ہے اس کے قرب وجوار میں نصف یا ایک میل یا کم وبیش فاصلہ پر ایک درخت رکھنے والا پہاڑ صحت گاہ۔ پشر ناتھ کا مندر۔ وادی پشر ناتھ جھیل چار لوٹی کلیرمڈن ہوٹل وغیرہ واقع ہیں۔ اُن کے دیکھنے کے لئے پانچ میل کا چکر کاٹنا پڑتا ہے ڈیچر پائنٹ کے ملاحظہ کے لئے تھوڑے روزتک پیدل جانا پڑتا ہے۔

مغربی وشمالی حصے :۔ روز سویم دوپہر کے بعد مغربی اور شمال مغربی حصص کی سیر کو جائیں اور آپ کو۔ توتہ ہارٹ وغیرہ چوٹیوں کو معائنہ کریں۔

میٹوپالیام :۔ مدراس ریلوے پر پوڈانور سے ۲۶ میل کے فاصلہ پر ہے نیلگری جانے والوں کے لئے یہ ریلوے لاین کا انتہائی مقام ہے۔ سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم موجود ہے قصبہ میں ایک ہوٹل ہے۔ کونور۔ ویلنگٹن اور اوٹکمانڈ تک تانگے جاتے ہیں جو مسافر اوٹکمانڈ سے بھی آگے جانا چاہتے ہوں انہیں تانگے کا خاص طور پر انتظام کرنا چاہیئے۔ گھاٹ تک پانچ رور آگے کونور تک ۱۶ میل کی مسافت ہے۔ گھوڑے یا تانگے پر یہ تمام راستہ تین چار گھنٹے میں قطع ہوسکتا ہے۔ ویلنگٹن کونور سے تین میل کے فاصلہ پر ہے اور اوٹکمانڈ اس سے بھی آٹھ میل آگے ہے۔ غرضیکہ میٹوپالیام سے اوٹکمانڈ تک ۳۲ میل کا راستہ ہے جو پانچ چھ گھنٹے میں طے ہو جاتا ہے جو مسافر میل ٹرین میں صبح کے ۹ بجکر چالیس منٹ پر میٹوپالیام سٹیشن پر اتر کر اوٹکمانڈ روانہ ہوں وہ سرشام ہونے سے پہلے منزل مقصود پر پہونچ جائیں گے۔ اوٹکمانڈ اور کونور تک کی سواری تانگے کا کرایہ ۱۸۔ اور چودہ روپیہ ہے کونور تک ایک تنگ پٹری کی ریلوے لائن بن رہی ہے جو عنقریب درجہ تکمیل کو پہونچ جائیگی سٹیشن کی متصل سپاہ کے لئے آرام گاہ بھی بنی ہوئی ہے۔

میراج :۔ پونا سے بیلگاؤں جاتے ہوئے ایس۔ ایم۔ ریلوے پر پونا سے ایکسو ساٹھ میل کے فاصلہ پر ایک دیسی ریاست ہے جو جنوبی مرہٹہ ملک کے انڈین میں ہے۔ قصبہ دریائے کشنا کے متصل آباد ہے والی ریاست بھی یہیں رہتا ہے۔ باجرہ۔ گیہوں۔ روئی۔ اور چنے یہاں کی خاص پیداوار ہیں۔ میراج کا سٹیشن

کولہاپور سٹیٹ ریلوے کا جنکشن ہے دھرمسالہ و ہوٹل کے علاوہ سٹیشن پر ریفرشمنٹ ویٹنگ رومز بھی موجود ہیں۔ میراج کی ہوا خشک ہے۔ اور مارچ سے مئی تک ناقابل برداشت گرمی پڑتی ہے۔ روئی دباسنے کی بھی کئی کلیں جاری ہیں۔

میرن گنج:۔ سنگ مرمر کی چٹانوں (ماربل روک) کا سٹیشن ہے۔ بذریعہ جی۔ آئی۔ پی جبلپور کا دوسرا سٹیشن بفاصلہ ۱۱ میل ہے۔ یہاں دو ڈاک بنگلے نہایت موزوں مقامات پر واقع ہیں جہاں سے دریا کا بخوبی نظارہ ہو سکتا ہے۔ سیاحوں کی بحری تفریح و سیر کے لئے متعدد سرکاری کشتیاں موجود رہتی ہیں۔ ان کشتیوں کے ذریعہ سے چٹانوں میں سے ہو کر آبشار تک جا سکتے ہیں گرد و نواح میں مچھلیاں اور دیگر اقسام کا شکار بکثرت ملتا ہے۔

میسور:۔ مدراس سے ۳۰۴ میل دور اور ۱۹ گھنٹے کا رستہ ہے۔ کرایہ ۱۹۔ ۹۔ اور تین روپیہ ہے۔ یہ ریاست میسور کا پرانا دارالحکومت اور مہاراج کے رہنے کی جگہ ہے۔ شہر مذکور کوہ چھون (جو ساڑھے تین ہزار فیٹ بلند ہے) کے نیچے نہایت خوبصورتی سے بسا ہوا ہے خاص شہر باستثنا ئے قلعہ کوئی عالیشان عمارت یا انجینیری کا قابل قدر نمونہ نہیں رکھتا۔ بہرکیف اس کے بازار خوشنما فراخ اور سایہ دار ہیں۔ جن میں دو دو اور تین تین منزل کے مکانات بھی بنے ہوئے ہیں۔ قلعہ میسور کے گرد فصیل کے علاوہ خندق بھی کھدی ہوئی ہے اور جا بجا برج بنے ہوئے ہیں مگر اسکا خاکہ و نقشہ موزوں نہیں اور نہ یہ اعلیٰ درجہ کا نظارہ پیش کرتا ہے۔ مہاراجہ کا محل جو اب جل گیا ہے ایک باغ کے وسط میں بنا ہوا تھا۔ اس باغ کے ایک حصہ میں پھولوں کے پودے اور بقیہ میں میوہ جات کے درخت ہیں۔ محل مذکور سنہ میں ہندو نمونہ پر تعمیر کیا گیا تھا۔ اس کے چھوٹے چھوٹے بالا خانے نمردار چھتیں اور ملمع شدہ کنگرے نہایت خوبصورت تھے۔ یہاں کا خاص تہوار دسہرہ کا ہے جو اکتوبر میں ہوا کرتا ہے۔ چنڈی پہاڑ کی چوٹی پر شیو کی بیل (نندی) کا ایک عظیم الشان ٹھوس پتھر کا بت تراشا ہوا ہے جو ۱۶ فیٹ بلند ہے۔ میسور میں ایک ڈاک بنگلہ موجود ہے۔ یہاں سے سرنگاپٹم تک ریلوے لائین کے علاوہ سڑک بھی بنی ہوئی ہے۔

میمن سنگھ:۔ ویسٹرن بنگال سٹیٹ ریلوے پر ڈھاکہ سے سوا چار گھنٹے میں

پہونچ سکتے ہیں کرایہ، ۴ اور ایک روپیہ ہے یہاں ایک ڈاک بنگلہ موجود ہے۔

مے میٹو:۔ (برہما) منڈالے کے مشرق میں چند میل کے فاصلہ پر بسا ہوا ہے جو شمالی برہما کا مسلمہ صحت گاہ ہے گھوڑے کی سواری سے پہاڑ کی سواری سے پہاڑ کی چوٹی پر پہونچ سکتے ہیں گرد و نواح کا منظر نہایت خوشنما ہے یہاں ڈاک بنگلا اور سول کلب بھی قایم ہے۔

میرٹھ:۔ اسی نام کی ایک کمشنری کا ضلع ہے جو صاحب لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ کے ماتحت ہے شمال کیطرف سے یہ ضلع مظفرنگر جنوب کیطرف سے بلند شہر مشرق کیطرف سے گنگا اور مغرب کیطرف سے جمنا سے محدود ہے رقبہ ۲۳۷۹ مربعہ میل اور آبادی (۱۱۸۶۴۲) ہے شہر میرٹھ قریبًا ضلع کے وسط میں شرقًا گنگا سے ۲۵ میل اور غربًا جمنا سے ۳۰ میل پر واقع ہے شہر سے تین میل مشرق رویہ کالی ندی بہتی ہے شہر کی آبادی (۷۶۴۹۲) ہے ۱۸۵۷ء کے غدر میں یہیں سے ہی پہلے پہل شورش برپا ہوئی تھی اس ضلع میں چھ تحصیلیں ہیں۔ میرٹھ غازی آباد۔ موانہ۔ بھگنا سے۔ سردھنہ۔ باپوڑ۔ شہر اور گڈھ مکتیسر میں ڈاک بنگلا اور کئی ہوٹل ہیں میرٹھ میں بہت بڑی چھاؤنی ہے اور روڑکی۔ لنڈھور وغیرہ۔ اور دہلی کی چھاؤنیوں کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ دو باٹریاں ہارس آرٹلری اور دو باٹریاں فیلڈ آرٹلری ایک رجمنٹ یوروپین سوار اور ایک رجمنٹ یوروپین پیدل۔ ایک رجمنٹ دیسی رسالہ اور ایک دیسی پیادہ یہاں رہتے ہیں۔ میرٹھ میں دو ریلوے سٹیشن ہیں ایک شہر اور چھاؤنی میں جن کے مابین تین میل کا فاصلہ ہے یہاں ہر سال نوچندی کا بڑا مشہور بارونق میلہ ۸ روز تک ہوتا ہے جس پر گھوڑوں بیلوں اور دیگر سامان زراعت و تجارت کی نمائش ہوتی ہے اور انعام ملتے ہیں یہاں کی ٹھنڈی سڑک بہت پرفضا ہے۔ شہر میں سب سے بڑے رئیس اور کمسریٹ کے ٹھیکہ دار خان بہادر حافظ عبد الکریم سی آئی۔ ای ہیں۔ کئی دیسی مکاتب میں علوم عربی کی پوری تعلیم ہوتی ہے خیر نگر دروازہ میں ایک محمڈن ایسوسی ایشن قایم ہے ٹاون ہال میں لائل لائبریری اور ریڈنگ روم بہت عمدہ ہے۔ میرٹھ شہر میں حضرت شیخ پیر عرف شاہ پیر صاحب کا مقبرہ بھی قابل دید ہے جو سنگ سرخ میں سنگتراشی کی پچی کاری سے دل فریب خوش وضع بنا ہوا اور آثار سلف کا ایک عمدہ نمونہ ہے اس مقبرہ کو جہانگیر بادشاہ نے اسوجہ سے کہ وہ شاہ پیر صاحب کے بہت معتقد تھے بنوایا اور اس کے اخراجات کے لئے ایک گاؤں وقف کر دیا جس سے ہر سال ماہ رمضان المبارک کی دس تاریخ تک عرس ہوتا ہے۔

ن

نابھہ:۔ پنجاب کی ایک سکھ ریاست کا دار الحکومت ہے رقبہ ۹۳۶

مربع میل آبادی ۹۵۰۲۰۲ ہے۔ اس ریاست کی ڈاک کا ٹکٹ جدا ہے یہاں کی خاص پیداوار نیشکر۔ روئی۔ اور تمباکو ہے۔

ناسک:۔ بذریعہ جی آئی پی ریلوے بمبئی سے ناسک روڈ سٹیشن ۱۱۷ میل کے فاصلہ پر ہے سٹیشن مذکور سے شمال مغرب ناسک پانچ چھ میل کی مسافت رکھتا ہے یہاں ایک عمدہ ڈاک بنگلہ ہے۔ اور سڑکیں اچھی حالت میں ہیں۔ ریلوے سٹیشن کے مابین مسافروں اور اسباب کے لانے لیجانے کے لئے ایک ٹریموے جاری کی گئی ہے۔ دریائے گوداوری کا پل نہایت خوشنما ہے سٹیشن پر تانگے ملسکتے ہیں جنکا کرایہ اڑھائی روپیہ یومیہ ہے۔ ناسک مغربی ہند کا بنارس ہے اور دریائے گوداوری پر بسا ہوا ہے۔ پُرپیچ اور خمدار بازاروں سے دریائے گوداوری کے پایاب ساحلوں کو راستہ جاتا ہے جہاں نہانے دھونے اور پانی لانے کے لئے انصف میل طویل گھاٹ بنے ہوئے ہیں۔ تمام شہر کے لوگوں کا ہجوم یہاں ہوتا ہے اور انبوہ خلایق سے ہر روز میلہ سا لگا رہتا ہے۔ دریا کے کنارے بہت سے مندر بنے ہوئے ہیں۔ شمال کے کنارے پر بھی ایک بازار لگتا ہے۔ صبح کیوقت دریا کے کنارے کا یہ نظارہ نہایت دلچسپ ہوتا ہے کہ کوئی نہا رہا ہے۔ کوئی کپڑے اور برتن دھو رہا ہے۔ کوئی گھر لیجانے کے لئے پانی بھر رہا ہے۔ بعض پوجا پاٹ کے لئے مندروں کو جا رہے ہیں۔ شمالی ساحل اور پنچاوتی کے نواح میں بڑا مندر رام کا ہے۔ راماین کی تحریر کے مطابق رامانے چندر جی کا زمانہ یہاں بسر کیا تھا۔ ان کی سواری کی گاڑی ابتک معتقدین کی زیارت گاہ ہے۔ ناسک کی آبادی ۴۴ ہزار ہے جس میں سے دس ہزار برہمن ہیں۔ دیولالی کا کیپ یہاں یوروپین سپاہ ہندوستان کو آتی یا انگلستان کو مراجعت کرتی ہوئی ٹھیرتی ہے۔ شہر کے جنوب میں آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ناسک میں دیسی عیسائیوں کی ایک نوآبادی ہے جس میں ایک مدرسہ جاری ہے۔ ناسک میں کلکٹر رہتا ہے ناسک روڈ سٹیشن کے متصل ایک صحت گاہ ہے جہاں انگریزوں۔ پارسیوں اور ہندوؤں کے رہنے کے لئے علیحدہ علیحدہ بنگلے بنے ہوئے ہیں۔ بنگلے مذکور جن کی تعداد دس ہے گیارہ ایکڑ زمین کے احاطہ کے اندر واقع ہیں۔ جس قدر زمین بنگلوں سے باہر ہے اس میں درخت اور پودے لگائے گئے

ہیں۔یہاں تبدیل آب وہوا اور حصول صحت کے لئے آنیوالوں سے کسی قسم کا کرایہ نہیں لیا جاتا۔البتہ حلال خور اور ماشکی کی تنخواہ ادا کرنے کے واسطے خفیف سی رقم لی جاتی ہے۔

ناگپور:۔ ضلع ناگپور کی آبادی ۷۶۴۱۶۳ ۔ خاص شہر ناگپور کی آبادی ۱۰۰۰ ۱۸ متنفسوں کی ہے ۔شہر کے وسط میں سیتا بوری نامی پہاڑ ہے ۔گرد و نواح میں دو عمدہ تالاب ہیں جو امبا گیری اور تیلانگ کھیری کہلاتے ہیں ۔ان کے علاوہ جواہج باغ تلسی باغ بھی دیکھنے کے قابل ہے۔شام کیوقت ان مقامات کی سیر نہایت فرحت انگیز ہوتی ہے ۔یہ جی آئی پی۔اور بنگال ناگپور ریلوے کا جنکشن ہے۔اور بمبئی سے ۵۲۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے کرایہ ۳۲ ۱/۲ - ۱۰ - اور ۷ روپیئے ہیں

ندا منگالام:۔ بذریعہ ایس آئی ریلوے تانجور سے ۱۹ میل کے فاصلہ پر ہے متصل قصبہ "کرایر کاسر" دیکھنے کے قابل ہے تین دریاؤں کا پانی اس سر سے جو انجیری کا عجب نمونہ سے نکلتا ہے ۔ڈاکخانہ موجود ہے۔

نرائین گنج:۔ ایسٹرن بنگال سٹیٹ ریلوے پر ڈھاکہ سے بفاصلہ دس میل آبادی ہے۔اور پرانی کھنڈ کا ریل کا راستہ ہے یہاں سے ہر روز منیجو گنج (ضلع سلہٹ) کو سٹیمر جاتا ہے ۔موسم برسات میں براہ راست کچھار تک سٹیمر کے ذریعہ سے آمد و رفت کا راستہ کھل جاتا ہے کچھار سے منی پور ۱۰۰ میل کی مسافت پر ہے نرائین گنج کے گرد و نواح میں متعدد قلعہ جات ہیں۔قدم رسول کے نام سے مسلمانوں کی ایک متبرک زیارت گاہ یہاں بنی ہوئی ہے منصفی پولیس چوکی ۔اور ڈاکخانہ نرائین گنج میں موجود ہے۔

نرسنگھ پور (سنٹرل پراونسز یعنے ممالک متوسط) بذریعہ جی آئی پی ریلوے جبلپور سے ۵۳ ۔اور بمبئی سے ۵۴۴ میل کے فاصلہ پر ہے موخر الذکر مقام سے یہاں تک ۲۵ ۔ اور ۱۰ روپیئے ہے ۔عدالت ہائے ضلع موجود ہیں نرسنگھ گڈھ تاریخی مقام ہے اور بکثرت جنگلات رکھتا ہے ۔کپتان سلان نے سب سے پہلے ٹھگوں کا یہیں استیصال کیا تھا ۔برٹش گورنمنٹ نے ۱۸۱۸ء میں ناگپور کے ایک بھونسلہ راجہ سے یہ مقام چھینا تھا۔ڈاک بنگلہ موجود ہے اور شکار بافراط پایا جاتا ہے۔

نصیر آباد:- مندرجہ ذیل دو راستے جاتے ہیں (۱) بذریعہ بی۔بی وسی آئی ریلوے براہ احمد آباد و اجمیر بمبئی سے بفاصلہ ۶۲۰ میل آباد ہے۔ کرایہ ۴۴ اور ۲۲ روپئے (۲) اور بذریعہ بی بی۔ وسی۔ آئی ریلوے براہ رتلام مسافت ۵۴۶ میل واقع ہے۔ کرایہ ۴۶ اور ۲۴ روپیہ ہے۔ یہ ایک خشک مقام میں اجمیر کے مشرق میں بفاصلہ ۱۵ میل لبا ہوا ہے۔ سٹیشن سے ایک میل کے فاصلہ پر ڈاک بنگلہ ہے۔ نصیر آباد فوجی چھاونی ہے جہاں ایک میدانی توپخانہ۔ برٹش نیینٹری کی ایک رجمنٹ بمبئی رسالہ کا ایک سکواڈرن اور بمبئی انفینٹری کی ایک رجمنٹ بماتحتی کرنل یہاں رہتی ہے گرد ونواح میں سور اور چھوٹے حیوانات کا شکار بافراط ہے۔

نندگاؤں:- بذریعہ جی۔ آئی۔ پی۔ بمبئی سے ۱۸۰ میل کے فاصلہ پر ہے کرایہ ۱۱-۵ اور دو روپئے بارہ آنے ہے۔ ڈاک بنگلہ کے علاوہ ویٹنگ اور ریفرشمنٹ روم بھی موجود ہے۔

اورنگ آباد اور غار ہائے ایلورہ جانیکا یہ قریب ترین راستہ اور سٹیشن سے اپ اور ڈون ٹرینوں کی آمد پر ہر روز ساڑھے چھ بجے صبح کے بیل تانگہ اورنگ آباد کو جاتا ہے (دیکھو اورنگ آباد) اورنگ آباد کے راستے پر مندرجہ ڈاک بنگلے موجود ہیں بڑودہ (۱۴ میل کے فاصلہ پر) اور دیوگاؤں (۲۰ میل) یہاں سے اورنگ آباد بیس میل کی مسافت رکھتا ہے سولھویں میل کے پتھر سے اور دیوگاؤں سے پانچ میل کے فاصلہ سے غار ہائے ایلورہ کو سڑک جاتی ہے

نندیال:- بذریعہ ایس۔ ایم ریلوے کرنول سے ۴۷ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ضلع کرنول کا یہ ایک خوشحال تعلقہ ہے۔ جہاں ایک ڈپٹی کلکٹر رہتا ہے اسکا نام نندی (شیو کی سواری کے بیل کا نام) سے نکلا ہے۔ نندیال میں پہونچنے سے پہلے ٹرین کو جو اعلائی پہاڑوں میں سے خم کہاتے ہوئے گذرنا پڑتا ہے یہاں شیو کے نو مندر ہیں۔ اہل ہنود اور یوروپین مسافروں کے لئے سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم بنا ہوا ہے آبادی دس ہزار ہے۔

نندی درگ:- یہ کوہی مقام بنگلور سے بفاصلہ ۳۶ میل ہے ایک عمدہ سڑک پہاڑ کے نیچے تک جاتی ہے جہاں ایک ڈاک بنگلہ بھی موجود ہے۔ پہاڑ کی

چوٹی کا مرتفع میدان سطح سمندر سے پانچہزار فیٹ بلند ہے۔آب وہوا نیلگری تیہوار وغیرہ اور بلینز کے مطابق ہے بالائے کوہ مرتفع میدان پر نصف درجن تالاب بنے ہوئے ہیں۔یہاں کا پرانا قلعہ دیکھنے کے لایق ہے جسنے سلطان ٹیپو کے عہد میں بہت کچھ تاریخی وقعت حاصل کی ہے۔

نور نالہ کا قلعہ:۔سطح سمندر سے ۳۱۶۰ فیٹ بلند اور اکولہ (برار) سے براہ اکوٹ ۴۲ میل کے فاصلہ پر ہے۔مغربی برار کے حکام موسم گرما میں یہاں آتے ہیں اشیائے خوردنی اکوٹ (بفاصلہ ۱۴ میل) یا اکولہ میں ملسکتی ہیں مختلف اقسام کا شکار بکثرت ہے۔

نوشہرہ:۔پشاور کے مشرق میں ۲۷۔اٹک کے مغرب میں ۱۹۔اور ہوتی مردان کے جنوب میں ۱۵ میل کے فاصلہ پر یہ قصبہ دریائے کابل کے داہنے کنارے پر واقع ہے نوشہرہ ایک خوشنما آباد۔اور سرسبز قطعہ ملک ہے۔جہاں بذریعہ جاہات اراضی کی آبپاشی ہوتی ہے سب ڈویژنل دفاتر کے علاوہ پولیس چوکی۔تار گھر۔ڈاکخانہ۔بازار سرائے۔ڈاک بنگلہ پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھلک گرجے اور مدارس بھی یہاں جاری ہیں آبادی ۹ ہزار ہے۔

نوگانگ:۔(وسط ہند۔بندہیلکنڈ) یہ ایک فوجی سٹیشن ہے یہاں پندرہ سو یوروپین اور دیسی سپاہ رہتی ہے۔نیز پولٹیکل ایجنٹ کا بھی رہایش رکھتا ہے۔یہاں تمام ضروری سرکاری دفاتر معہ ایک پرلیس کے موجود ہیں۔ہرپالپور (آئی۔ایم ریلوے پر) چھاؤنی سے ۱۶ میل کے فاصلہ پر ہے اور یہ اس پولیٹیکل ایجنسی کا قریب ترین راستہ ہے یہ مسافت بذریعہ تانگہ تین گھنٹوں میں قطع ہوسکتی ہے ہرپالپور میں ڈنک اور ریفرشمنٹ روم موجود ہیں۔

نولا چھیر وود:۔بذریعہ ایس آئی ریلوے دھرما ورام جنگشن سے ۸۴ میل کی مسافت پر ہے۔آس پاس کے پہاڑوں میں عمدہ شکار ملسکتا ہے خاص پیداوار چولام۔مٹر اور الی ہے۔

نوارہ ایلیا:۔(سیلون) اسے نیور ئیر بھی کہتے ہیں۔نانو دیا تک ریل جاتی ہے۔اس کے آگے گاڑی کے ذریعہ سے چار میل قطع کرکے اس کوہی مقام پر

پہونچتے ہیں۔کرایہ فی سواری ایک روپیہ یا پوری گاڑی کا جس میں چار آدمی بیٹھ سکتے ہیں پانچ روپیہ لگتا ہے۔سیلون کی یہ خاص کوہستانی صحت گاہ سطح سمندر سے چھ ہزار فیٹ بلند ہے خوبصورت "نوارہ ایلیا" انگلستان کی آب وہوا رکھتا ہے اور اس لحاظ سے ہندوستان کے تمام اسیقدر بلند کوہستانوں پر فوقیت رکھتا ہے گھوڑدوڑ کا میدان۔ہوٹل۔کلب۔ڈاکخانہ اور تار کا دفتر ایک دوسرے کے متصل واقع ہیں چندماہ یا سال کے لئے کوٹھیاں کرایہ پر مل سکتی ہیں۔یہاں ایک جھیل میں ٹروٹ اور دیگر اقسام کی مچھلیاں پائی جاتی ہیں۔مگر بلالیسنس کوئی شخص مچھلیاں پکڑنے کا مجاز نہیں خاص سیرگاہیں اور مقامات تفریح یہ ہیں:۔(۱) جھیل گھگوری نواح بفاصلہ ۲میل (۲) چاندگے میدان جہاں سے پارک کے میدان جھیل۔اور سڑک اووا یوسیلادا کی طرف سے مراجعت کرنی چاہیئے۔مسافت تقریباً ۸میل (۳) درہ رامبودہ اور واپسی (۹میل) یہ ۴۲۰۰فیٹ سطح سمندر سے اونچا ہے اس کی سیر کا موزوں وقت دوپہر سے بعد ہے (۴) ہک گالا باغ بفاصلہ ۶میل (۵) کنڈاپولہ ۳ ½میل (۶) لیڈی ہارٹن کی سیرگاہ (۷) کوہ پدرو کی چوٹی جو سطح سمندر سے ۸۲۹۵ اور نوروارہ ایلیا سے دو ہزار فیٹ بلند ہے ڈیڑھ سے دو گھنٹے میں اس کی چوٹی پر پہونچ سکتے ہیں (۸) ایک درخت رکھنے والا پہاڑ (۹) آبشار جو بلیک پول برج (پل سیاہ چشمہ) کے قریب ہے آبشار اور وہاں تک کے راستہ کا نظارہ نہایت دلکش ہے جس کی وجہ سے سیاح اسے دوسرا نیوزیلینڈ کہتے ہیں۔

نیگاپٹم:۔ایس۔آئی ریلوے پر واقع ہے ۳ سال سے زیادہ عرصہ گذرا ہے کہ یہ جہازیوں سے معمور بندرگاہ اہل ہالنڈ (ڈچ) کے قبضہ میں تھا۔چنانچہ اس کی شاہراہ ابتک ہالنڈ شریٹ کے نام سے موسوم ہے سینٹ پیٹرز کا گرجا جواب انگلستان کا چرچ ہے اور ایک قبرستان اب اہل ہالینڈ کے دور حکومت کے یادگار رکھتے ہیں ایس۔آئی ریلوے کمپنی کا موکوموٹو ورکشاپ وفاتر درکارخانے یہاں قایم ہیں۔جن میں کئی ہزار دیسی ملازم ہیں۔ویسلین کالج نامی ایک کالج بھی موجود ہے۔چینگ اور سیلون کے مسافر یہیں سے جہاز پر سوار ہوتے ہیں۔بسمت شمال تین میل کے فاصلہ پر ایک آباد اسلامی بندرگاہ ہے جہاں ایک عظیم الشان مسجد بنی ہوئی ہے اس کے منادر

دور سے نظر آتے ہیں سٹیشن پر خوابگاہ موجود ہے یہاں ڈاکخانہ بھی کھلا ہوا ہے۔

نیلگری:۔ مدراس سے نیلگری جانیوالے جنوب مغرب مدراس ریلوے کے ذریعہ مٹاپولیام پہونچتے ہیں بمبئی کے مسافر یا تو مدراس میل ٹرین کے ذریعہ سے رہ نوردہوتے ہیں اور چند گھنٹے اوکونام جنکشن پر ٹھہرتے ہیں۔ یا نئی ریلوے سڑک براہ پونا۔ بیلی بری ہر۔ بنگلور اور جلارپٹ جنکشن میٹاپولیام پہونچتے ہیں۔ بعض لوگ برٹش انڈیا سٹیمر کو ترجیح دیتے ہیں جو ہفتہ وار وکالی کٹ جاتا ہے میٹاپولیام سے اوٹکامنڈ تک بیس روپیئے فی سواری کرایہ لگتا ہے۔ بھاری اسباب چھکڑوں کے ذریعہ سے بھیجنا چاہیئے۔ باربرداری کے لئے چھکڑے پر سات روپیئے خرچ آتا ہے۔ کونور تک کا سفر ساڑھے تین اور اوٹکامنڈ تک کا پانچ گھنٹے میں طے ہوتا ہے۔ ویلنگٹن کا فوجی سٹیشن کونور سے تین میل کے فاصلہ پر ہے صحت گاہ حز و اور زمینداروں کے رہنے کی بستی ہے جو کوٹاگھری کے نام سے موسوم ہے اور جہاں ایک چھوٹا سا ہوٹل بھی موجود ہے بارہ میل کی مسافت پر ہے اوٹکامنڈ کونور سے بارہ میل دور ہے۔ ان دونوں مقامات کے مابین عمدہ سڑک بنی ہوئی ہے۔ اوٹی جوایکہزار فیٹ بلند تر ہے۔ گرد و نواح کے کوہستانوں سے نسبتاً زیادہ سرد ہے (دیکھو اوٹکامنڈ)

نیلور:۔ ایس۔ آئی ریلوے پر ایک ضلع ہے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ و ڈسٹرکٹ جج کے علاوہ یہاں سٹیشن کی بھی عدالت ہے سمندر بارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ جسے دریائے پنہار نیلور سے پیوستہ کرتا ہے۔ انگلش چرچ۔ ڈاکخانہ۔ جیل اور ہسپتال موجود ہے۔ ڈاک بنگلہ اور تار گھر قلعہ میں (جسکا اب صرف بیرونی دروازہ باقی رہگیا ہے) واقع ہیں یہ بہت پرانا شہر ہے۔ یوروپین ایک بڑی جھیل کے کنارے پر رہتے ہیں جس کے آگے کوہ نرشیا کونڈا کی چوٹی پر ایک مندر بنا ہوا ہے۔ نیلور میں ایک ہندو مندر کے کھنڈرات میں قیاصرہ روما کے سکہ کی اشرفیوں سے بھرا ہوا ایک ظرف اور دوسری صدی عیسوی کے سکے برآمد ہوئے ہیں۔

نیمچہ:۔ بمبئی سے بذریعہ بی۔ بی۔ وسی۔ آئی ریلوے ۷۷۵ کے فاصلہ پر ہے سٹیشن وٹنگ روم رکھتا ہے نیز ایک ڈاک بنگلہ بھی موجود ہے نیمچہ فوجی چھاؤنی ہے جو دیسی ریاستوں سے گھرا ہوا ہے صرف نیمچہ انگریزی مقبوضات سے ہے یہاں سے

چھوٹے سے قلعہ میں فوجی خزانہ اور اناج کے ذخائر ہیں ٹینس اور کرکٹ کا میدان کلب سے متعلق ہے نیچے کی آب وہوا معتدل اور خوشگوار ہے۔ یہاں سخت گرمی یا شدت کی سردی نہیں پڑتی سخت گرمیوں کے موسم میں بھی راتیں ٹھنڈی ہوتی ہیں یہاں ایک ڈاک خانہ کھلا ہوا ہے۔

نینی:۔ (متصل الہ آباد) بذریعہ ای۔ آئی ریلوے بمبئی سے ۸۴۰ میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا نگر آباد اور بڑا قصبہ ہے جسے دریائے جمنا الہ آباد سے جدا کرتا ہے یہاں سنٹرل جیل ہے۔ کلکتہ کو جانیوالے مسافر براہ الہ آباد جانا اس لئے پسند کرتے ہیں کہ الہ آباد کے سٹیشن پر وہ ناشتہ کر سکتے ہیں۔ علاوہ بریں دریائے جمنا کے پل کے دیکھنے کا بھی موقع ملجاتا ہے جو ۱۶ حصوں پر منقسم ہے جبلپور جنکشن سے ۲۲۴ میل اور ۹ گھنٹے کا راستہ ہے کرایہ ۱۱۔ اور ۱۰ روپئے ہے۔

نینی تال:۔ ضلع کماؤں اضلاع مغربی وشمالی میں پہاڑی سرد مقام ہے لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی وشمالی اور ان صوبجات کے دیگر یوروپین حکام موسم گرمایہاں بسر کرتے ہیں سطح بحر سے ۶۴۰۰ فیٹ گرد ونواح کا نظارہ نہایت دلفریب مرقع پیش کرتا ہے۔ پانی گہرے اور عمیق غاروں میں گرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ جہانتک نگاہ کام کرتی ہے سبزہ خودرو کا فرش زمردی بچھا ہوا نظر آتا ہے۔

سڑک تانگہ ۱۸۹۲ء میں مکمل ہوئی تھی جس کے ذریعہ سے اب نینی تال بازار (انجام جھیل) تک پہونچ سکتے ہیں۔ کاٹ گودام سے تانگہ کا راستہ ۲۱ میل اور پورے تانگہ کا کرایہ پندرہ روپیئے ہے یہ مسافت ۴ گھنٹے میں قطع ہو جاتی ہے۔ نصف راہ پر مسافروں کے لئے آرام گاہ بنی ہوئی ہے۔ نینی تال میں دو ڈاک بنگلہ متعدد ہوٹل اور بورڈنگ ہوس موجود ہیں۔ گورنمنٹ ہوس سے برف پوش پہاڑوں کا سین نہایت نظر فریب ہے۔ بڑی جھیل پانچ پہاڑوں سے محدود ہے جو چینا پیک۔ شیر کا ڈانڈا (چیتے کا پہاڑ) آیا پاٹا۔ دیو پاٹا (دیوتا کا پہاڑ) اور ہیرا اینٹھ کے نام سے موسوم ہیں۔ نینی تال میں متعدد گرجے ہیں جو مختلف ناموں سے موسوم ہیں۔ علاوہ بریں کئی ایک مدارس بھی جاری ہیں۔ شیر ووڈ میں لڑکوں کا ہائی سکول اور پارسنڈیل میں زنانہ مدرسہ میتھوڈسٹ ونلزلی سکول۔ نینی غانقاہ کا سکول۔ اور آمہ۔ سی سکول کے سوا متعدد پرائیویٹ مدارس

بھی موجود ہیں جھیل کے انجام پر گندھک کا چشمہ اور لیڈی ڈفرن ہسپتال ہے جو اکتوبر سنہ ۱۸۹۵ء میں کھولا گیا تھا۔ اسمبلی روم میں کتب خانہ اور کمرے رقص بنا ہوا ہے۔ کاٹھ گودام سے کشید شراب کا کارخانہ ۹ میل اور یہاں سے نینی تال تک ۱۳ میل کا راستہ یا بوؤں پر قطع کیا جاتا ہے یہاں سے تیس میل رانی کھیت اور چوّن میل المورہ ہے روہیلکھنڈ کماؤں ریلوے بریلی سے کاٹھ گودام تک جاتی ہے آگے چودہ میل پہاڑ پر یکے اور تانگے جاتے ہیں اور یہاں سے ۳ میل آگے گھوڑوں پر نینی تال پہونچتے ہیں۔

و

واتھر:۔ ایس۔ ایم۔ ریلوے پر پونا سے بفاصلہ ۶۰ میل پھونجنگی اور مہابلیشور دونوں مقامات کے جانیکا سٹیشن ہے۔ سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم موجود ہے (دیکھو مہابلیشور و پھونجنگی) ستارا روڈ سے واتھر دس میل کے فاصلہ پر ہے۔

وادھوان:۔ بھاونگر گونڈل۔ جوناگڈھ۔ پوربندر اور موروی ریلوں کا جنکشن ہے اس کی خاص پیداوار روئی ہے سٹیشن پر ویٹنگ روم اور اس کے متصل ریفرشمنٹ روم موجود ہے۔ وادھوان میں ایک ڈاک بنگلہ بھی ہے تعلقہ دار سکول جسمیں زمینداروں کے لڑکے پڑھتے ہیں جن کے والدین اپنے لڑکوں کو راجکمار کالج راجکوٹ میں بھیجنے کے خرچ کے متحمل نہیں ہوسکتے اکثر زمیندار بڑے لڑکوں کو راجکمار کالج۔ اور چھوٹوں کو اس سکول میں بغرض تعلیم بھیجتے ہیں۔ وادھوان کا شہر سٹیشن سے تین میل کے فاصلہ پر ایک پتھر کی دیوار سے محیط ہے شہر پناہ اچھی حالت میں ہے رانک دیوی کا مندر جو ایک خوبصورت لڑکی تھی اور خونریز لڑائیوں کا باعث ہوئی تھی۔ دیکھنے کے قابل ہے۔ مندر کے شمال میں دیوار شہر کے قریب ستی کا ایک پتھر ہے جسپر ۱۵۱۹ء کندہ ہے۔ لکھو پال دروازہ کے متصل ایک زینہ دار کنواں ہے وسط شہر میں ۲۰۰ فیٹ بلند چار منزلہ محل ہے۔

وارنگل:۔ عملداری نظام میں وادی گوداوری میں یہ مقام واقع ہے۔ قدیم ہندو سلطنت تلنگانہ کا یہ دارالحکومت تھا۔ سولھویں صدی میں سلطنت گولکنڈہ میں ملحق ہونے سے پہلے یہ ہندو اور مسلمان بادشاہوں اور راجاؤں کی

باہمی کثیر التعداد لڑائیوں کا منظر رہچکا ہے۔ یہاں بہت سی تاریخی عمارات کے کھنڈر
موجود ہیں چھوٹی سے ہنمکنڈہ کا مندر ہزار ستون حقیقت سے دلچسپ ہے۔ یہ مندر
وارنگل کے شمال میں ۱۱۶۳ء میں بنایا گیا تھا۔ یہاں کی دریاں اور غذے مشہور
عالم ہیں۔ آبادی ساڑھے تین ہزار جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے پر دار دراسب سے قریب
ترین سٹیشن وارنگل کا ہے۔

وایٹ فیلڈ:۔ یوریشین اور انگلو انڈین اشخاص کی ایک نوآبادی ہے
جو جنوب بنگلور میں دو میل کے فاصلہ پر آباد ہے۔ مشرق میں بفاصلہ چھ میل اوسکوٹہ
کا قصبہ ہے جس کے متصل ایک تالاب ہے جسے میسور کا سب سے بڑا تالاب کہہ سکتے
ہیں۔ جہاں مچھلیوں اور مرغابیوں کا شکار کیا جا سکتا ہے۔ ایک ڈاک بنگلہ یہاں موجود
ہے۔ اوسکوٹہ میں ہر جمعہ کو میلہ ہوا کرتا ہے جس میں بنگلور وغیرہ کے بہت سے لوگ
شریک ہوتے ہیں۔

وڑدہا:۔ واردرا کے کانہانے کوئلہ کو جانیکا جنکشن (جی۔ آئی۔ پی ریلوے)
ہے کانہانے مذکور اس سے ۴۵ میل کے فاصلہ پر ہیں یہ لوہے اور کوئلہ کی کانوں
کا مرکز ہے آبادی ۱۴۱۴۰ شہر ہے قصبہ کے گرد فصیل بنی ہوئی ہے۔ قلعہ کے علاوہ
گونڈ راجاؤں کی قبریں بھی بنی ہوئی ہیں۔

وریچی پورم:۔ اس قصبہ کے جنوب میں تین میل کے فاصلہ پر ایک بڑا
مندر ہے۔ جس کے درشن کے لئے ایام متبرک میں بہت سے اہل ہنود آتے ہیں۔
یہ مدراس سے ۸۸ میل کے فاصلہ پر ضلع ارکوٹ میں ہے۔

ورورا:۔ یہ ممالک متوسط میں ناگپور لاین پر واقع ہے۔ اور کوئلہ کی کانوں
کے لئے مشہور ہے ان کانوں سے تقریباً چار ہزار ٹن کوئلہ نکلتا ہے۔ جو ریلوے
اور دیگر کارخانوں کے کام آتا ہے (دیکھو واردہا)

وزیاگاپٹم:۔ ساحل کارومنڈل کا ایک ضلع و بندرگاہ ہے۔ اس کے قریب
ہی والٹیر کے مضافات میں جہاں اکثر یوروپین اشخاص رہتے ہیں۔ والٹیر ایک مرتفع
پر واقع ہے۔ کپڑا۔ ہاتھی دانت اور سینگ کے زیورات و اشیاء اور چاندی کا کام بہت
نفیس اور عمدہ بنتا ہے۔ وزیاگاپٹم اور والٹیر دونو کا منظر دریا سے نہایت دلفریب

نظر آتا ہے۔

وزیر آباد :۔ایک قصبہ ہے جو ریلوے سٹیشن پر واقع ہے اور تحصیل و میونسپلٹی بھی رکھتا ہے لاہور سے ۶۲ میل کے فاصلہ پر ہے آبادی سولہ ہزار۔شاہجہاں کے عہد میں وزیر خاں نے یہ قصبہ بسایا تھا قصبہ میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک ایک وسیع اور فراخ بازار ہے جس کو داہنے زاویہ پر چھوٹے چھوٹے بازار قطع کرتے ہیں۔وزیر آباد کے سامنے دریائے چناب پر پل بنا ہوا ہے جو الگزینڈرا ریلوے پل کہلاتا ہے۔اور ہندوستان میں اپنی خاص قسم کی انجنیری کا بہترین نمونہ ہے قصبہ کے متصل ایک بڑا بازار ہے۔دھونکل کے متصل ایک بڑا مذہبی میلہ سالانہ ہوا کرتا ہے لوہے اور فولاد کے چاقو اور خنجر بنانے میں وزیر آباد کے کاریگر پنجاب میں مشہور ہیں تحصیلدار و منصف کی عدالتوں کے علاوہ ڈاک بنگلہ سرائے۔شفاخانہ۔ہائی سکول اور ڈاکخانہ یہاں موجود ہے۔

والاپورم جنکشن :۔ پانڈیچری کو جانے آنیوالے اور نیلو۔گنٹکل لائن کے مسافر یہاں ٹرین تبدیل کرتے ہیں۔ریفرشمنٹ روم اور ڈاکخانہ موجود ہے۔

ونکاتا گیری :۔ایک چھوٹی سی دیسی ریاست کا صدر ہے جہاں ایک عالیشان محل میں راجہ رہتا ہے۔ڈاک بنگلہ راجہ کا بنایا ہوا ہے اور اسی کی اجازت سے مسافر اس میں قیام کر سکتے ہیں۔ہر سال جون و جولائی کے مہینہ میں یہاں ایک بڑا میلہ المسولا برہما اتسوام ہوا کرتا ہے ایک گرجا بھی ہے یہاں لیس عمدہ بنتی ہے۔آس پاس کے پہاڑوں پر عمدہ شکار مل سکتا ہے۔

وون ٹی میٹا :۔کوڈور سے بفاصلہ ۴ میل مدراس ریلوے پر واقع ہے یہاں وشنو کا ایک عظیم الشان مندر بنا ہوا ہے اس مندر کا بت اور آس پاس کا نظارہ خوشنما ہے یہ شہر ایک بڑے تالاب پر جو پہاڑوں سے محیط ہے بسا ہوا ہے سالانہ مذہبی میلے برہما اتسورم پر بکثرت جاتری فراہم ہوتے ہیں مناسب موسم میں اسی تالاب پر مرغابیوں کا شکار کھیلا جا سکتا ہے۔

ویالپاد :۔سٹیشن سے نصف میل کے فاصلہ پر ایک قصبہ ہے جو پکالا دھرماورام جنکشن (ایس۔آئی۔ریلوے) پر واقع ہے۔سٹیشن کے متصل ایک ڈاک بنگلہ و

شہر میں دیسیوں کے لئے آرام گاہ موجود ہے۔سب مجسٹریٹ کی عدالت اور لوکل فنڈ شفاخانہ یہاں قایم ہے۔ ہر چہارشنبہ کو بازار لگتا ہے سالی۔ ارنڈ کے بیج۔ چولام یہاں کی خاص پیداوار ہے۔

ویلنگٹن:۔نیلگری میں ایک کوہستانی مقام ہے جو اوٹکمانڈ سے ۸۔ اور کونور سے دو میل کے فاصلہ پر ہے یہ ایک خالص فوجی چھاؤنی ہے بہ نسبت کونور کے یہ کسیقدر گرم ہے مینہ یہاں بہت برستا ہے۔

ویلور:۔یہ پچپن ہزار کی آبادی رکھتا ہے کہ اور تجارت کے لحاظ سے وقیع شہر ہے پرانے قلعہ میں ایک مندر ہے جس میں دراوی نمونہ کا پتھر کا بت تراشا ہوا ہے گرجا اور سنٹرل جیل موجود ہے۔ویلور مختلف اقسام کے کپڑوں کی ساخت کیلئے مشہور ہے۔سرکاری دفاتر کے علاوہ ایک پریس بھی ہے یہ قصبہ بہت سی تاریخی یادگار رکھتا۔اور ایک چھوٹے غدر کا یہ بھی منظر رہچکا ہے پانڈیچری اور نیلور کے مابین واقع ہے شہر سٹیشن سے چارمیل کے فاصلہ پر ہے۔

ویلیانور:۔یہاں شیو کا مندر اور تک کیتھولک گرجا ہے۔اس مندر کے درشن کے لئے سال کے خاص دنوں میں جاتری بکثرت آتے ہیں۔ ولیانور احاطہ مدراس میں پانڈیچری کے متصل واقع ہے۔

ہ

ہاتھرس روڈ:۔شہر ہاتھرس اور متھرا کا جنگشن سٹیشن ہے یہ دونوں بی بی وسی آئی کے ذریعہ باہم پیوستہ ہیں۔بمبئی سے ۸۰۵ میل کرایہ ۵۶-۲۸۔ اور ۹ روپیہ۔کلکتہ سے ۷۰۵ میل اور ۲۶ گھنٹوں کا سفر ہے۔کرایہ ۸۰-۴۰-اور دس روپیہ ہاتھرس۔علیگڈھ کے ضلع میں ہے۔اور علیگڈھ و آگرہ کی سڑک پر اول الذکر سے ۲۱۔اور موخرالذکر سے ۲۹ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔یہ ہمیشہ سے بالائی دوآبہ کی تجارت کا مرکز رہا ہے یہ خوشنما قصبہ روزافزوں ترقی کررہا ہے اور ایک تاریخی قلعہ کے کھنڈرات بھی رکھتا ہے۔

ہاٹون:۔(سیلون) کانڈی سے بذریعہ ریل سوا تین گھنٹے اور کلمبو سے

سات گھنٹے کا راستہ ہے یہ سطح سمندر سے چار ہزار تین سو فیٹ کی بلندی پر بسا ہوا ہے یہاں سے کوہ آدمؑ (یا حضرت آدمؑ کی چوٹی) پر جا سکتے ہیں۔ یہاں چائے کی زراعت ہوتی ہے ایک ہوٹل بھی موجود ہے۔

ہاویری:۔ ایس۔ایم۔ریلوے پر ہبلی جنکشن سے بفاصلہ ۴۰ میل ہے روئی اور دیگر اشیا کی یہاں بہت تجارت ہوتی ہے۔ زیادہ تر الائچی۔ میسور اور کنارا سے یہاں دھونے کے لئے لائی جاتی ہے۔ ہاویری کئی ایک دلچسپ ملبب کنوئیں ہیں عدالت سب جج کے علاوہ سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم بھی موجود ہے۔

ہرپال پور:۔ آئی۔ایم۔ریلوے پر مانک پور سے بفاصلہ ۱۹۹ میل واقع ہے متو اور ہرپال پور کے درمیان ایک خوبصورت پل ہے جو تیرہ حصص (ہر ایک سو فیٹ) پر منقسم ہے۔ اس کی کل لمبائی چودہ سو فیٹ ہے۔ پل کے دونوں طرف کا نظارہ نہایت فرحت بخش ہے جھانسی سے جاتے ہوئے بائیں طرف پہاڑوں کی چوٹیاں بھی نظر آتے ہیں۔

ہردہ:۔ بذریعہ جی۔آئی۔پی۔ریلوے بمبئی سے ۴۱۱ میل دور ۱۳ گھنٹے کا راستہ اور ۲۶-۱۳-اور چھ روپیہ کرایہ رکھتا ہے۔ کلکتہ سے ۹۴۴ میل اور ۳۰ گھنٹے کا سفر ہے۔ کرایہ ۴۰-۴۳-اور بارہ روپئے۔ گو یہاں کا سول سٹیشن چھوٹا ہے۔ مگر تجارت کے لحاظ سے بڑا وقیع مقام ہے شہر سے کسیقدر فاصلہ پر ہر قسم کا شکار ملسکتا ہے۔ ہر سال ماہ جنوری میں ایک عرس ہوا کرتا ہے۔ ڈاک بنگلے کے سوا۔ ڈاکخانہ۔ و دیگر دفاتر یہاں کھلے ہوئے ہیں۔ اسسٹنٹ کمشنر کا ہیڈ کوارٹر ہے۔

ہری ہار:۔ ریاست میسور کا سرحدی قصبہ جو دریائے تنگا بھادرا کے کنارے پر آباد ہے۔ کسی زمانے میں یہاں فوجی چھاؤنی تھی۔ بمبئی سے ۴۴۵ میل کی مسافت اور ۳۲ گھنٹے کا راستہ ہے۔ یہاں ہری ہار کا مشہور مندر ہے جو تیرہویں صدی میں تعمیر کیا گیا تھا۔ سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم موجود ہے۔

ہندوپور:۔ ضلع اننت پور کا تعلقہ ہے۔ جو ایس۔ایم ریلوے پر گنتا کل جنکشن سے ۱۱۲ میل کا فاصلہ رکھتا ہے یہ سوتی پارچہ۔ اجناس اور دیگر زرعی پیداوار کی تجارت گاہ ہے۔

ہری ہر:- دریائے تنگ بھدرا کے کنارے پر میسور کا سرحدی قصبہ ہے یہاں پہلے کسی زمانہ میں فوجی چھاؤنی تھی۔ بمبئی سے ۴۵۳ میل اور ۲۳ گھنٹہ کے راستہ پر ہے کرایہ ۳۴ اور ۱۶½ روپیہ ہے۔ مدراس سے یہ مقام ۴۲۷ میل۔ راستہ ۲۹ گھنٹہ کا کرایہ ۲۶ و ۱۳ روپیہ اس قصبہ میں ہری ہر کا مشہور مندر ۱۳ ویں صدی کا بنا ہوا ہے۔ مسلمانوں کی عہد حکومت میں اس مندر کی چھت پر نماز پڑھی جاتی تھی اس اسٹیشن پر ریفرشمینٹ روم بھی ہے

ہندو پور:- ضلع اننت پور میں ایک بہت بڑا قصبہ۔ اور اس ایم ریلوے پر گنتاکل جنکشن سے ۱۱۲ میل ہے۔ بڑا تجارتی مقام ہے۔ غلہ اور کپڑے کی تجارت ہوتی ہے۔

ہنزادہ (برہما)،- یہ ایک بڑا قصبہ دریائے اراودی کے کنارے پر واقع ہے۔ اس کے متعلق کئی دیہات ہیں جس میں دھان بکثرت ہوتے ہیں یہاں ایک حد تک ریشم کی بھی پیداوار ہے لیکن اس قصبہ کی خاص پیداوار دھان ہی ہے جو رنگون کو بھیجا جاتا ہے۔ ضلع ہنزادہ کے بڑے بڑے گاؤں میں اکثر ڈاک بنگلہ بنے ہوئے ہیں۔ قصبہ کی زمین دھان کی کاشت کے لئے بہت مناسب ہے۔ ہنزادہ میں ایک جیلخانہ بھی ہے۔

ہوبلی:- بمبئی سے ۳۵۴ میل سفر ۲۷ گھنٹہ کا۔ کرایہ بالترتیب ۱۸-۱۴-۶ روپیہ۔ مدراس سے ۴۳۴ میل۔ راستہ ۴۳ گھنٹہ کا۔ کرایہ ۲۷-۱۳-۵ روپیہ ایس۔ ایم ریلوے کے دفاتر۔ ورکشاپ ہے۔ اور جنرل اسٹور یہاں پر رہتا ہے۔ ہری ہر برانچ اور میسور اسٹیٹ ریلوے کی جنکشن (جائے اتصال) ہے۔ روئی کی تجارت کا مرکز ہے۔ کچی روئی اور ریشم کے علاوہ پیتل اور تانبے کے برتن۔ غلہ۔ نمک۔ اور دیگر اشیاء کی تجارت بھی بڑے پیمانہ پر ہوتی ہے۔ یہاں پر ڈاک خانہ۔ تار گھر۔ بینک اور شفاخانہ موجود ہے۔ حال میں واٹر ورکس (محکمہ آبرسانی) ریلوے اور میونسپلٹی کے خرچ سے گورنمنٹ نے بنوا دیا ہے۔ ہوبلی اور امرگو کے درمیان آبرسانی کے لئے ایک جھیل کھدی ہے جہاں سے تمام قصبہ

پانی کو پہونچایا جاتا ہے۔ اسٹیشن میں ریفرشمینٹ روم۔ اور طاہی ہوا ڈاک بنگلہ اور ہندو ہوٹل بنا ہوا ہے۔ قصبہ کے اندر ایک دھرم سالہ بھی ہے۔

ہوٹگی:۔ فاصلہ از بمبئی بذریعہ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے ۲۹۲ میل کرایہ ۱۸-۹ روپیہ۔ ایس۔ ایم ریلوے کی۔ ایسٹ دکن سیکشن کا مقام انصال ہے۔ اسٹیشن میں ریفرشمینٹ اور وٹنگ روم بنے ہوئے ہیں۔

ہوڑا۔ (دیکھو کلکتہ)۔

ہوسپیٹ:۔ ایس۔ ایم۔ ریلوے پر بلاری سے ۴۰ میل۔ ایک قصبہ اور اسٹیشن ہے۔ یہاں پر تحصیلدار۔ سب مجسٹریٹ کی عدالتیں۔ بنگلہ جات۔ اسکول۔ شفاخانہ اور دو بڑے بڑے شاندار مندر ہیں بمبئی سے اس کا فصل ۵۴۲ میل۔ ۴۳ گھنٹہ کا راستہ اور کرایہ ۴۳۔۱۷۔ اور ۷ روپیہ ہے۔ مدراس سے یہ مقام ۳۴۵ میل راستہ ۲۷ گھنٹہ کا اور کرایہ بالترتیب ۱۱۔ ۱۰۔ اور ۴ روپیہ ہے۔ ہسپٹ ہیڈ اسسٹنٹ کلکٹر کا صدر مقام ہے۔ اسٹیشن سے ۷ میل پر دریائے ٹانگا بھدرا پر شہر ہامپی جو شاہان ذریانگر کا قدیم پایہ تخت تھا۔ برباد پڑا ہوا ہے۔ مارچ۔ اور اپریل میں بڑا بھاری تہوار ہوتا ہے۔ جس میں بڑی دور دور سے جاتری لوگ آتے ہیں۔ اسٹیشن میں ریفرشمینٹ روم اور ہسپٹ ریلوے اسٹیشن سے ۸ میل کے فاصلہ پر سافر خانہ ہے جہاں سے شہر ہامپی بہت ہی قریب رہجاتا ہے۔

ہوشنگ آباد:۔ کلکتہ سے ۹۴۹ میل۔ سفر ۳۶ گھنٹہ۔ کرایہ ۴۳۔۴۱۔۱۲ روپیہ بمبئی سے ۴۷۶ میل سفر ۱۶ گھنٹہ کرایہ ۲۹۔۱۴۔۷ روپیہ۔ اسٹیشن پر وٹنگ روم (قیام گھر) اور اسٹیشن سے ایک میل پر ڈاک بنگلہ ہے۔ یہ کمشنر اور ڈپٹی کمشنر کا صدر مقام اور مشن اسٹیشن ہے۔ یہاں پر دریائے نربدا بہتا ہے جس نے ریاست بھوپال اور برٹش مقبوضات کو جدا کر رکھا ہے اس دریا پر اب بھوپال اسٹیٹ ریلوے نے پل تعمیر کر لیا ہے۔ ماہ کاتک مطابق ماہ نومبر نربدا کے کنارے جہاں دریائے نربدا اور بارا توا کا اتصال ہوتا ہے اور جس کے قریب مہادیو کا استھان ہے ہندؤں کا ہر سال ایک بڑا بھاری میلہ لگتا ہے۔

ہوگلی:- کلکتہ سے ۲۴ میل - کرایہ ۷؍ - عصہ - اور ۷ رہے ہوگلی سے ایک برانچ
لائین (شاخ) ایسٹرن بنگال اسٹیٹ ریلوے پر "نیہالی" تک چلی گئی ہے جو دریائے
ہوگلی کو جوبلی کے پل پر کراس کرتی ہے یہ پل ۱۲۰۰ فٹ لمبا ہے اور اس پر ریل
کے گذرنے کے لئے دوہری پٹری بچھی ہوئی ہے - اس پل کا لارڈ ڈفرن نے گولڈن
جوبلی پر افتتاح کیا تھا اور اس کے نام کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے - ہوگلی سے ایک
میل کے فاصلہ پر موضع باندل - دریا کے کنارے واقع ہے اس میں قبرستان
اور عیسائیوں کا گرجا ہے یہ گرجا بنگال میں عیسائیوں کا پرانا گرجا ہے -
ہولالکیری:- مقام ہری ہر سے ۳۴ میل فاصلہ پر ایس ایم ریلوے پر چیلڈرگ
کے لئے ایک اسٹیشن اور ضلع کا صدر مقام ہے میسور کے بڑے دلچسپ اور بڑے
پہاڑی قلعوں میں سے ایک اس مقام پر بھی ہے - یہاں ہر ہفتہ بازار لگتا ہے -
ہنگولی:- سرحد برار پر حیدرآباد کنٹنجنٹ کا اسٹیشن ہے جو اکولہ سے ۸۰ میل
اور باسم سے ۲۸ میل پر واقع ہے - یہاں پر ایک پیدل رجمنٹ ایک توپخانہ اور ایک
رسالہ رہتا ہے - اکولہ سے باسم ۵۰ میل بذریعہ سواری ٹانگہ طے کرنے سے ہنگولی
۲۸ میل رہ جاتی ہے - میل گارٹ کا کرایہ مقام اکولہ سے ۱۱ روپیہ میں اسپیشل
کے ۵۴ روپیہ اگر موسم صاف ہو تو ۱۲ گھنٹہ کا سفر ہے - دریائے پائیں گنگا پر کماری
گاؤں میں ریسٹ ہاؤس (آرام گھر) بنا ہوا ہے - یہ مکان باسم سے ۱۸ میل پر ہے
دوسرا مکان - مقام ملہر پر - ہنگولی سے ۸ میل بنا ہوا ہے - مسافر خانہ - گرجا گھر -
شفاخانہ - ڈاکخانہ - تارگھر بنے ہوئے ہیں - ہنگولی میں وکٹوریہ گارڈن بھی ہے فقط

تمت

محبوب عالم

رہنمائے مسافران ہند